بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

●

تہذیب و ترجمہ اردو

کتاب

سلیم بن قیس ہلالی رح

متوفی حدود ۹ سنہ ھ

●

از

مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ شاہ رسولوی ملتان

ملنے کا پتہ

العمران بکڈپو
امامیہ مسجد حسنین روڈ نزد
شباب چوک سمن آباد لاہور

فہرست مضامین

نمبر	نام مضمون	صفحہ
۱	کتاب کے بارے میں امام زین العابدین علیہ السلام کی رائے	۹
۲	جناب صادق آل محمد علیہ السلام کا بیان	۱۰
۳	سب سے پہلی کتاب	۱۱
۴	تعارف	۱۲
۵	اسناد کتاب	۱۹
۶	ابانؒ کا خواب	۲۰
۷	حسن بصری سے ملاقات	۲۲
۸	امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں کتاب کا پیش ہونا۔	۲۲
۹	رجعت کا بیان	۲۵
۱۰	حوض کوثر کا بیان	۲۵
۱۱	دابہ سے مراد کون ہے؟	۲۶

۱۲ وفات رسولؐ اللہ ۲۸
۱۳ امیر علیہ السلام کے لئے بشارت ۳۳
۱۴ وفات رسولؐ کے بعد کیا ہوا ؟ ۳۵
۱۵ نمازِ جنازہ کا بیان ۴۲
۱۶ جنابِ سیدہؑ کا لوگوں کے گھر جانا ۴۳
۱۷ حضرت علیؑ کا اپنا جمع کیا ہوا قرآن پیش کرنا ۴۴
۱۸ حضرت علیؑ سے بیعت کا مطالبہ ۴۵
۱۹ جنابِ سیدہؑ کے گھر پر اجتماع ۴۷
۲۰ خانۂ کعبہ کا نوشتہ ۵۱
۲۱ خلافت کے مستحق ہم ہیں ۵۳
۲۲ حسن بصری کا جنابِ امیرؑ کی تعریف کرنا ۵۶
۲۳ تہتر فرقوں کا بیان ۶۰
۲۴ ایمان کیا ہے ؟ ۶۵
۲۵ اسلام کیا ہے ؟ ۷۰
۲۶ بناوٹی احادیث کا بیان ۷۲
۲۷ اوصیاء رسولؐ کا بیان ۷۷
۲۸ قریش سے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ۸۰
۲۹ ذکرِ امیرؑ بزبانِ امیرؑ ۸۳
۳۰ خم غدیر کا پیغام ۹۷
۳۱ قرآن کی تالیف ۹۸
۳۲ جنابِ امیرؑ کا خطبہ ۱۰۳

۳۳ جنگِ صفین سے پہلے جنابِ امیرؑ کا خطبہ ۱۱۳
۳۴ نصرانی کا حاضر ہونا ۱۲۲
۳۵ فتنہ کا بیان ۱۲۹
۳۶ حضرت ابوذرؓ کی وصیت ۱۳۷
۳۷ خانہ کعبہ میں معاہدہ ۱۴۰
۳۸ اصحابِ رسولؐ کا بیان ۱۴۱
۳۹ حیاتِ رسولؐ میں امیرالمومنین کون تھا؟ ۱۴۲
۴۰ عقبہ کی رات کون تھے ۱۴۴
۴۱ رسولؐ اللہ کا سیدہؑ کے پاس تشریف لانا ۱۴۶
۴۲ عمرو بن عاص کی شام میں تقریر ۱۵۰
۴۳ امیر شام کا خفیہ خط ۱۵۳
۴۴ بہشت و دوزخ کی تقسیم ۱۶۰
۴۵ حضرت عثمان کے قتل کے بارے میں معاویہ کا خط ۱۶۱
۴۶ حضرت امیرؑ کا جواب ۱۶۶
۴۷ معاویہ کا دوسرا خط ۱۸۲
۴۸ حضرتؑ کا جواب ۱۸۴
۴۹ مدینہ میں معاویہ کا داخلہ ۱۹۶
۵۰ عبداللہ بن عباس اور معاویہ کی دلچسپ گفتگو ۲۰۲
۵۱ امیر شام کے مظالم کا بیان ۲۰۵
۵۲ ایک درسی کتاب ۲۰۷
۵۳ بناوٹی احادیث کا بیان ۲۰۸

۵۴ امام حسینؑ کا خطبہ ۲۱۰
۵۵ عبداللہ بن عباس کا گریہ ۲۱۷
۵۶ جنگ جمل کا بیان ۲۱۹
۵۷ طلحہ و زبیر ۲۲۰
۵۸ جو کچھ چاہو پوچھو ۲۲۲
۵۹ ایک فرقہ ناجی ہوگا ۲۲۳
۶۰ انوکھی کتاب ۲۲۴
۶۱ صفین کا بیان ۲۲۵
۶۲ جناب امیرؑ کا خطبہ ۲۲۷
۶۳ ابن عاص کی چالاکی ۲۲۸
۶۴ امیر شام کا مکتوب ۲۲۹
۶۵ حضرتؑ کا جواب ۲۳۰
۶۶ عمرو عاص کے اشعار ۲۳۲
۶۷ حضرت امیرؑ کا ایک جماعت کے پاس گزرنا ۲۳۳
۶۸ جو اپنے لئے مانگا وہ تمہارے لئے مانگا ۲۳۵
۶۹ اوصیاؑ محدث ہیں ۲۳۸
۷۰ امام حق ۲۴۰
۷۱ غدیر خم کا بیان ۲۴۱
۷۲ حضرتؑ کی خصوصیات ۲۴۴
۷۳ خیر البریہ ۲۴۵
۷۴ عبداللہ بن جعفر اور معاویہ ۲۴۷

۷۵	عبداللہ بن عباس اور معاویہ کی گفتگو	۲۵۷
۷۶	مومن کون ہے	۲۶۰
۷۷	منافق کہاں جائیں گے	۲۶۸
۷۸	جنت کے سردار	۲۷۲
۷۹	فرشتے علیؑ کی اطاعت کرتے ہیں۔	۲۷۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؐ
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ارشادِ

امام زین العابدین علیہ السّلام

امامؑ نے کتاب کو سُن کر فرمایا ——————

ھذہ احدیثنا صحیحۃٌ

"یہ ہماری صحیح احدیث ہیں"

(بصائر الدرجاتؒ)

مؤلف سعد بن عبداللہ قمی متوفی ۳۰۱ھ

جناب صادق آل محمدؐ کا

فرمان

من لم یکن عندہ من شیعتنا و محبینا کتاب سلیم بن قیس الہلالی فلیس عندہ من إمرنا شیئ ولا یعلم من اسبابنا شیئاً وھو إبجد الشیعة وھو سر من اسرار آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

جناب صادق آل محمد ارشاد فرماتے ہیں ——

ہمارے جس شیعہ اور دوست کے پاس سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب موجود نہیں وہ ہمارے امر اور اسباب کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ یہ کتاب شیعہ مذہب کی ابجد ہے۔ اس میں آل محمدؐ کے راز مخفی ہیں:

(بحار الانوار تحت اعتبار الکتب)

پہلی کتاب

ان اول کتاب صنف للشیعة هو کتاب سلیم بن
قیس الهلالی ۔

" سب سے پہلی کتاب جو شیعہ مذہب کے لئے تصنیف ہوئی وہ
سلیم بن قیس ہلالیؒ کی کتاب ہے۔"

محاسن الرسائل فی معرفة الاوائل قاضی بدرالدین
سبکی متوفّی سنہ ۷۶۵ھ

هو اول کتاب ظهر للشیعة

" یہ پہلی کتاب ہے۔ جو شیعہ کے لئے ظاہر ہوئی"

(فہرست علامہ ندیم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ
ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

تعارف

سلیمؒ بن قیس کوفی عامری، ہلالی تابعی ہیں۔ آپ نے پانچ آئمہ حضرت امام علیؑ حضرت امام حسنؑ
رت امام حسینؑ، حضرت امام زین العابدینؑ اور حضرت امام محمدؐ باقرؑ کا زمانہ دیکھا ہے۔ سلیمؒ نے اس
ب کتاب میں وہ حالات بیان کئے ہیں۔ جن کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یا خود اُن معتبر راویوں
ل کر سماعت کیا۔ جنہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک یا جناب
ر تضٰی سے سُنا۔

سُلیم بن قیسؒ —— کی صحیح تاریخ پیدائش اور وفات کے متعلق تاریخ کے
ن خاموش ہیں۔ بسیار تحقیق اور تدقیق کے بعد علماء علم رجال اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آپ کی وفات
ہم ھ یا ۹۰ھ کے لگ بھگ واقع ہوئی ہے۔ بعض فضلاء نے تحریر کیا ہے کہ یہ سب
ہلی کتاب ہے۔ جو معرض وجود میں آئی ہے۔ اور اس کو امام زین العابدین کی کتاب ——
فۃ کاملہ —— سے بھی تقدم کا شرف حاصل ہے۔ علامہ ابن ندیم فہرست میں تحریر
ہ ہیں :——

هو اوّل كتاب ظهر للشيعة

" یہ وہ پہلی کتاب ہے جو شیعہ کے لئے تحریر کی گئی "

قاضی بدرالدین سُبکی متوفی ۷۶۵ھ اپنی کتاب محاسن الوسائل فی معرفۃ الاوائل
ریر کرتے ہیں :——

اِن اوّل کتاب صنف للشیعۃ ھو کتاب سلیم بن قیس الھلالیؒ

" سب سے پہلی کتاب جو شیعہ کے لئے تصنیف ہوئی وہ سلیمؒ بن قیس ہلالی کی کتاب ہے۔"

۱ ——— علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بحار الانوار کے شروع میں اعتبار الکتب کے تحت صادق آل محمدؑ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ ———

" من لم یکن عندہ من شیعتنا و مُحبّینا کِتاب سلیم بن قیس الھلالیؒ فلیس عندہ من امرنا شیئٌ ولا یعلم من اسبابنا شیئًا وھو ابجدا لشیعۃ وھو سر من اسرار اِل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

" صادق آل محمدؑ ارشاد فرماتے ہیں ——— کہ جس ہمارے شیعہ اور محب کے پاس سلیمؒ بن قیس کی کتاب نہیں ہے وہ ہمارے امر اور اسباب کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ یہ کتاب مذہب شیعہ کا ابجد ہے۔ اس میں آل محمدؑ کے راز مخفی ہیں۔

۲ ——— ابن ندیم نے اپنی کتاب فہرست میں مقالہ چھٹا فن خاص میں علماء اور ان کی تصانیف کے تحت تحریر کیا ہے۔ ———

من اصحاب امیر المومنین علیہ السّلامُ سلیم بن قیس ھلالیؒ وکان ھاربًا من الحجّاج لانہ طلبہٗ لیقتلہٗ فجا الی اَبانِ بن ابی عیاشٍ فاواہٗ فلمّا حضرتہ الوفاۃ قالَ لابان اِن عَلَیّ حقًّا وقد حضرتنی الوفاۃُ یابن اخی اِنّہٗ کَانَ مِن امر رسول اللہ صلی اللہ عَلیہ وآلہ وسلم کیت وکیت واعطاہٗ کتابًا وھو کتابُ سلیم بن قیس الھلالیؒ المشھور

عَنہُ اَبانَ بن ابی عیاش لم یرو عنہٗ غیرہٗ وقالَ اَبان فی حدیثہٖ وکانَ قیس شیخاً لہٗ نورٌ یعلوہٗ وھو اوّل کتاب ظھر للشیعۃ۔

"سلیمؒ بن قیس حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔ حجاج کے خوف سے بھاگ کر ابان بن ابی عیاش کے ہاں پناہ لی۔ کیونکہ حجاج آپ کی تلاش میں تھا۔ تاکہ آپ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالے۔ ابان نے آپ کو پناہ دیدی تھی۔ حضرت سلیم بن قیسؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے ابان سے کہا کہ: اے میرے بھائی کے بیٹے میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور رسول اللہؐ کا حکم اسی طرح تھا۔ سلیمؒ نے یہ کہکر اپنی کتاب (جس کا ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے) ابان کے حوالے کر دی۔ یہ سلیمؒ کی وہ مشہور کتاب ہے جس سے ابان روایت کرتے ہیں۔ جس سے کوئی اور دوسرا روایت نہیں کرتا۔ ابان کا بیان ہے کہ سلیمؒ کا والد قیس ایک بزرگ تھا۔ جس کے چہرۂ اقدس سے نور بلند ہوتا تھا۔ سب سے پہلے کتاب جو شیعہ مذہب کے لئے ظاہر ہوئی وہ سلیمؒ بن قیس کی کتاب ہے۔"

—— سعد بن عبداللہ بن ابی خلف رشدی قمی متوفی چہار شنبہ ۲۷ شوال سنہ ۳۰۱ھ اپنی کتاب —— بصائر الدرجات —— میں تحریر کرتے ہیں۔ ——

قرأ ابان بن عیّاش کتابَ سلیمٍ علیٰ سیدنا علی بن حسین علیہ السلام بحضور جماعۃ من اعیان اصحابہ منھم ابو الطفیل فاقرأہٗ علیہ زین العابدین علیہ السّلام وقال ھذہٖ احدیثنا صحیحۃٌ۝

" ابانؒ نے سلیمؒ کی کتاب حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السّلام کی خدمت

میں اس وقت پڑھی جب کہ آپ کی خدمت میں آپ کے معتبر اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی۔ جن میں ابوطفیلؓ بھی تھا۔ امامؑ نے اس کو کتاب پڑھوا کر سُنا اور فرمایا یہ ہماری صحیح احادیث ہیں۔

۴ ——— علامہ محدث سیّد ہاشم بحرانی اپنی کتاب غایۃ المرام میں حضرت سلیمؒ بن قیس کی کتاب کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

وھو کتابٌ مشھورٌ معتمدٌ نقل عند المُصنّفونَ فی کتبھم
وَھو من التابعین رایٔ علیًا و سلمان و اباذرٍ۔

" سلیمؒ بن قیس کی کتاب مشہور و معروف اور قابل اعتماد ہے۔ جس سے مصنفین نے اپنی اپنی کتب میں احادیث نقل کی ہیں۔
سلیمؒ تابعی ہیں۔ جس نے حضرت علیؑ، سلمانؓ اور ابوذرؓ کو دیکھا ہے۔"

۵ ——— شیخ جلیل ثقۃ الاسلام ابوجعفر محمدؒ بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ نے اپنی ——— اصول کافی ——— اور ——— فروغ کافی ——— میں سلیمؒ کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں۔

۶ ——— امام المحدثین شیخ ابوجعفر محمدؒ بن علیؒ بن حسینؒ بن موسیٰ بن بابویہ المعروف صدوق علیہ الرحمۃ متوفی ۳۸۱ھ نے اپنی کتاب ——— من لا یحضرہُ الفقیہ ——— اور ——— معانی الاخبار ——— میں سلیمؒ سے احادیث نقل فرمائی ہیں۔

۷ ——— رئیس الطائفہ شیخ ابوجعفر محمدؒ بن حسنؒ بن علیؒ بن حسن طوسی، متوفی ۴۶۰ھ نے اپنی کتاب ——— امالی، کتاب التہذیب اور کتاب الغیبت ——— میں سلیمؒ سے احادیث کو نقل کیا ہے۔

مندرجہ ذیل علماء و محدثین نے سلیمؒ بن قیس کی کتاب سے احادیث کو نقل کیا ہے:

۸ ——— ثقہ جلیل فضل بن حسن طبرسی صاحب اعلام الوریٰ۔

۹ ——— شیخ محدث زین الاسلام ابوجعفر احمد بن علیؒ بن ابی طالب طبری

صاحب احتجاج طبرسی ۔

١٠ ـــــــ شیخ فقیہ محمدؒ بن ابراہیمؒ بن جعفر ابو عبداللہ نعمانی معروف ابن زینب مؤلف کتاب الغیبۃ ۔

١١ ـــــ سید المحدثین ابو جعفر محمد بن حسن مؤلف ـــــ بصائر الدرجات ـــــ متوفی سنہ ھ

١٢ ـــــ شیخ محدث شاذان بن جبرائیل صاحب کتاب الفضائل متوفی سنہ ھ۔

١٣ ـــــ شیخ ابو الفتح محمدؒ بن علیؒ بن عثمان کراجکی صاحب کنز الفوائد متوفی سنہ ھ

١٤ ـــــ حافظ علامہ محمدؒ بن علی بن شہر آشوب صاحب مناقب ابن ابی طالب متوفی سنہ ۵۸۸ھ

١٥ ـــــ علامہ محقق شیخ محمدؒ بن حسین بن عبد الصمد جباعی عاملی مؤلف کتاب الاربعین متوفی سنہ ھ۔

١٦ ـــــ شیخ محدث علامہ جمال الدین حسن بن شہید ثانی شیخ زین العابدین بن علی عامل صاحب کتاب معالم الاصول ۔

١٧ ـــــ فاضل معتبر فقیہ حسنؒ بن علیؒ بن حسینؒ بن شعبۃ صاحب تحفۃ العقول ۔

١٨ ـــــ سید جلیل شرف الدین علیؒ الحسین استرآبادی نجفی صاحب کتاب آیات الباہرۃ فی فضائل عترۃ الطاہرۃ ۔

١٩ ـــــ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے پوری کتاب کو ـــــ بحار الانوار ـــــ میں نقل کیا ہے۔

٢٠ ـــــ سید جلیل محدث سید ہاشم بن سلیمان حسینی توبلی صاحب

کتاب معالم الزلفیٰ مدینۃ المعاجز اور غایۃ المرام۔

۲۱ ـــــ سید جلیل محمد باقر بن زین العابدین خوانساری صاحب کتاب روضات الجنات۔

۲۲ ـــــ علامہ محدث میرزا حسینؒ بن محمدؒ تقی نوری صاحب کتاب الرحمٰن فی فضائل سلمان و کتاب مستدرک الوسائل۔

۲۳ ـــــ شیخ محدث محمدؒ بن حسن و عامل صاحب کتاب الوسائل۔

۲۴ ـــــ مولوی محمدؒ صالح مازندرانی صاحب شرح کافی۔

۲۵ ـــــ علامہ فرات بن ابراہیمؒ بن فرات کوفی۔

۲۶ ـــــ علامہ خبیر سید مہدی قزوینی نجفی صاحب کتاب صوارم الماضیہ فی الفرقۃ الناجیۃ۔

۲۷ ـــــ علامہ سید علی ہمدانی۔ سُنی المذہب صاحب کتاب مودۃ القربیٰ

۲۸ ـــــ علامہ سید سلیمان قندوزی بلخی حنفی المذہب متوفی ۱۲۹۳ھ صاحب کتاب ینابیع المودۃ۔

۲۹ ـــــ علامہ ابو قاسم صاحب کتاب شواہد التنزیل

۳۰ شیخ مفید محمد بن محمدؒ نعمان بغدادی صاحب کتاب الکافیۃ۔ فی الطال توبۃ الخاطیۃ۔

۳۱ ـــــ علامہ ابو اسماعیل ابراہیمؒ بن سلیمان بحرانی صاحب کتاب فرقۃ الناجیۃ۔

۳۲ ـــــ علامہ نورالدین علیؒ بن محمد بن یونس نباطی بیاضی صاحب کتاب صراط مستقیم۔

۳۳ ـــــ علامہ محمدؒ عباسؒ بن علیؒ صاحب کتاب تفسیر ما نزل فی اہل بیت من القرآن

۳۴ ——— علامہ مسعودی ابوالحسن علیؒ بن حسینؒ سنی المذہب متوفی سنہ ۳۳۵ھ
صاحب کتاب التنبیہ والاشراف۔

۲۵ ——— شیخ الاسلام ابواسحاق ابراہیم بن سعدالدین محمدؒ المویدابی بکر
جمال السنۃ سنی المذہب (ملخص ترجمہ، مقدمہ کتاب ہذا)

ان پینتیس جلیل القدر علماء کے علاوہ اور بھی بہت سے متقدمین اور متاخرین علماء موجود ہیں۔ جنہوں نے سلیم بن قیس کوفی کی کتاب سے احادیث کو نقل کیا ہے۔ ——— عام طور پر یہ کتاب ——— کتاب سلیمؒ بن قیس ہلالی ——— کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا دوسرا نام ——— کتاب السقیفہ ——— ہے۔ میرے سامنے وہ کتاب ہے جو پہلی بار الگ صورت میں مطبع حیدریہ نجف اشرف سے شائع ہوئی ہے۔

اس کتاب کا عربی سے اُردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض مقامات کا ترجمہ ترک کر دیا گیا ہے۔

وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ علیہِ تَوَکَّلتُ وَاِلَیہِ اُنِیب

(نَاچیز مُترجّم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اسناد کتاب

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الْمُنْتَجَبِیْنَ

مجھے رئیس پرہیزگار ابو البقا ہبۃ اللہ بن علی بن جدون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے شیخ امین عالم ابو عبداللہ حسینؒ بن احمد طحال مقدادی نے بیان کیا ہے۔ اس نے بیان کیا۔ یہ کتاب سنہ ۵۲۰ھ میں امیر علیہ السلام کے روضہ مبارک پر پڑھی گئی۔ اس نے کہا مجھے شیخ مفید ابو علی، حسن بن محمد طوسی رضی اللہ عنہ نے رجب سنہ ۴۴۰ھ میں بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے فقیہہ ابو عبداللہ حسن بن حجۃ اللہ بن رطبۃ نے بیان کیا۔ اس سے شیخ مقری ابو عبداللہ محمد بن کال نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے ابو الحسن عریضی نے بیان کیا۔ اُس نے کہا مجھے ابن شہریار خازن نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے ابو جعفر طوسی نے بیان کیا۔ اُس نے کہا مجھے ابو عبداللہ محمد بن علی بن شہر آشوب نے بیان کیا۔ وہ اپنے دادا شہر آشوب سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا مجھے ابو جنید نے کہا وہ محمدؒ بن حسن بن احمد ولید اور محمد بن ابو القاسم سے روایت کرتے ہیں وہ محمد بن صیرفی سے اور وہ جابر بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابانؓ بن ابن عیاش سے اور وہ سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔

(دوسرا سلسلہ روایت) ہم سے ابو عبداللہ حسینؒ بن عبیداللہ غضائری نے بیان کیا اس نے کہا مجھے ابو محمدؒ ہارون بن موسیٰ بن احمد تلعکبری نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے ابو علی بن ہمام بن سہیل نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے عبداللہ بن جعفر حمیری نے بیان

کیا۔ وہ یعقوب بن یزید اور محمد بن حسین بن ابن الخطاب اور احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ محمد بن ابو عمیر سے وہ عمرؓ بن اذینہ سے وہ ابانؓ بن ابی عیاش سے وہ سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کرتے ہیں۔

ابانؓ کا خواب

عمر بن اذینہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک دن ابان بن ابی عیاش نے بلایا۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا:۔

"میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ میں اس دنیا سے جلد کوچ کرنے والا ہوں۔ جب صبح کے وقت تم کو دیکھا تو مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ آج رات خواب کی حالت میں سلیمؓ بن قیس میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کہا کہ اے ابانؓ تم ان دنوں دنیا سے کوچ کرنے والے ہو میری امانت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کو ضائع نہ کرو۔ اس امانت (موجودہ کتاب) کے پوشیدہ رکھنے کی جو ضمانت دی تھی۔ اس کو پورا کرو۔ اس کتاب کو امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعہ کے سوا کسی اور کے سپرد نہ کرنا اس کتاب کو رکھنے والا صاحب دین اور صاحب حسب ہو۔ (ابان نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا) حجاج جب عراق میں وارد ہوا تو اس نے لوگوں سے سلیمؓ بن قیس کے متعلق دریافت کیا۔ کیونکہ حجاج سلیمؓ بن قیس کے قتل کے درپے تھا سلیم ہمارے پاس حجاج کے خوف سے بھاگ کر نوبندجان میں پوشیدہ طور پر تشریف لے آئے۔ آپ ہمارے گھر میں قیام فرما ہے۔

ابانؓ نے کہا میں نے سلیم سے زیادہ جلیل القدر صاحب اجتہاد اور زیادہ

غمگین اپنے آپ کو گم نام رکھنے والا۔ اپنی شہرت سے نفرت کرنے والا کبھی نہ دیکھا۔ میری عمر اس وقت چودہ برس تھی۔

میں نے آپ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور میں (ابان) آپ سے مسائل دریافت کرتا آپ اہل بدر کی احادیث بیان کرتے۔ میں نے آپ سے بہت سی احادیث عمر بن ابی سلمہ بن اُم سلمہ زوجہ رسول صلعم، معاذ بن جبل، سلمان فارسی، حضرت علیؑ، ابوذرؓ، مقدادؓ، عمارؓ اور براء بن عازبؓ کی بیان کی ہوئی سنیں، اس کے بعد میں نے ان احادیث کو چھپا دیا اور آپ نے مجھ سے کسی قسم کی قسم نہ لی۔ تھوڑی مدت کے بعد آپ کی وفات کا زمانہ قریب آگیا۔ آپ نے مجھے بلایا اور تنہائی میں مجھ سے ارشاد فرمایا:۔

"اے ابانؓ! میں تمہارے پاس رہا اور تم میں وہ چیز دیکھی۔ جس کو میں پسند کرتا ہوں۔ میرے پاس ایک کتاب ہے۔ جس میں وہ احادیث ہیں جن کو میں نے ثقہ راویوں سے سنا ہے اور ان کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ اس میں ایسی احادیث ہیں جن کو میں عام لوگوں پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ لوگ ان احادیث کو عجیب و غریب پاکر انکار کریں گے۔ حالانکہ یہ احادیث حق ہیں۔ اور میں نے اہلِ حق ثقہ صاحب صدق و نیکی حضرت علیؑ، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود سے سنی ہیں۔ اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں کہ جس کے متعلق ایک سے سن کر دوسرے سے میں نے تصدیق نہ کرائی ہو، تمام نے ان احادیث کو اجماعی طور پر صحیح اور باصحت مانا ہے۔ کچھ اور چیزیں بھی ہیں۔ جن کو میں نے ان کے علاوہ اہل حق سے سنا ہے۔ جب میں بیمار ہوا تو خیال کیا کہ ان کو ضائع کر دوں، لیکن ایسا کرنا بُرا خیال کیا۔ اگر آپ خداوندِ عالم کو درمیان میں لاکر مجھے وعدہ دیں کہ جب تک آپ زندہ رہیں گے کسی کو نہ بتائیں گے، اور میری موت کے بعد ان میں سے کسی چیز کو بھی نہ بتائیں

مگر اس شخص کو جس پر آپ کو اعتماد ہو کہ وہ آپ کی طرح معتبر ہے، اور جو حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ ہو۔"

اس کے بعد میں نے اس بات کی ضمانت دی کہ آپ کی تمام ہدایات پر عمل کروں گا۔ آپ نے وہ کتاب مجھے دیدی اور ساری کتاب پڑھکر سنائی۔ اسی دوران میں سلیمؓ انتقال فرما گئے۔ آپ کی وفات کے بعد میں نے کتاب کو پڑھا اور اس کو عجیب و غریب اور مشکل پایا۔ کیونکہ اس میں حضرت علیؑ آپ کے اہل بیت اور آپ کے شیعوں کے سوا تمام امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہلاکت موجود تھی۔ خواہ وہ مہاجرین ہوں، خواہ انصار خواہ تابعین ہوں۔

حسن بصری سے ملاقات

بصرے آنے کے بعد سب سے پہلے جس شخص سے میری ملاقات ہوئی وہ حسن بن ابوالحسن بصری تھا۔ وہ ان دنوں حجاج کے خوف سے چھپا ہوا تھا۔ اور حسن بصری ان دنوں امیر علیہ السلام کے شیعوں میں تھا۔ اور جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی مدد نہ کرنے اور اُن سے جنگ کرنے کی وجہ سے سخت نادم تھا۔ میں موصوف سے خلیفہ حجاج بن ابی عتاب دیلمی کے شرقی مکان میں خفیہ طور پر ملا اور وہ رو پڑا۔ جب میں نے ان کو یہ کتاب دکھائی۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ سلیمؒ کی تمام باتیں حق ہیں۔ میں نے بھی حضرت علیؑ کے معتبر شیعوں اور غیر لوگوں سے ایسا ہی سنا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں کتاب کا پیش ہونا

ابانؓ کا بیان ہے کہ میں نے اسی سال حج ادا

کیا اور امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی وقت آپ کے پاس ابو طفیل عامر بن واثلہ رض صحابی رسولؐ موجود تھے۔ ابو طفیل رض حضرت علیؑ کے بہترین اصحاب میں سے تھے۔ نیز امام علیہ السلام کے ہاں میری ملاقات عمر بن ام سلمہ رض (زوجہ رسولؐ) سے ہوئی۔ میں نے کتاب کو عمر بن ام سلمہ رض اور امام زین العابدینؑ کی خدمت میں پیش کیا آپ تین دن تک تشریف فرما رہے۔ ہر صبح عمر بن ام سلمہ رض اور عامر بن واثلہ آتے اور کتاب امام زین العابدینؑ کو پڑھ کر سناتے، امام علیہ السلام نے فرمایا:۔ ———

"سلیم رض نے سچ کہا، یہ تمام ہماری احادیث ہیں۔ ہم ان کو جانتے ہیں"

ابو طفیل رض اور عمر بن ام سلمہ رض نے کہا اس کتاب میں جو بھی حدیث ہے، وہ ہم نے حضرت علیؑ، سلمان فارسی رض، ابوذر رض، مقداد رض سے سنی ہے۔ میں نے ابو الحسن علی بن حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ کے قربان جاؤں۔ اس میں بعض وہ چیزیں ہیں جن سے میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس میں آپ کے اہل بیت اور آپ کے شیعوں کے سوا باقی تمام امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہلاکت موجود ہے خاص طور پر بڑے بڑے مہاجر، انصار اور تابعین۔

امامؑ نے فرمایا ——— بھائی عبد القیس کیا تم نے آنحضرتؐ کی یہ حدیث نہیں سنی جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔ ———

"میرے اہلبیت کی مثال میری امت میں ایسی ہے۔ جیسے نوحؑ کی کشتی اس کی امت میں۔ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا۔ اور جس نے اس کو چھوڑا وہ غرق ہو گیا۔ اور میرے اہلبیت کی مثال میری امت میں بنی اسرائیل کے باب حطہ کی طرح ہے"

میں نے کہا ہاں میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ آپ نے فرمایا کس سے سنی ہے؟

میں نے عرض کیا سو سے زیادہ فقہا سے سنی ہے، پھر ارشاد فرمایا۔ وہ کون لوگ ہیں! میں نے عرض کیا غلبش بن معتمر سے اس کا بیان ہے نہ اس نے ابوذرؓ سے سنی تھی۔ جب کہ وہ خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑ کر زور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اور کس سے سنی ہے؟ میں نے عرض کیا حسن بن ابوالحسن بصری سے سنی ہے۔ اس نے ابوذرؓ، مقدادؓ اور حضرت علیؑ سے سنی ہے۔

آپ نے فرمایا اور کس سے سنی ہے! میں نے کہا سعید بن مسیب، حلقمہ بن قیس ابوظبیان جنبی اور عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے، ان تمام حضرات کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذرؓ سے سنی ہیں۔ ابوالطفیلؓ اور عمر بن ام سلمہؓ نے کہا، خدا کی قسم ہم نے اس حدیث کو ابوذرؓ، جناب علی المرتضیٰؑ، مقدادؓ اور سلمانؓ فارسی سے سنا ہے۔

اس کے بعد عمر بن ام سلمہؓ آگے بڑھے اور کہا خدا کی قسم میں نے اس حدیث کو اس شخص سے سنا ہے جو ان سب سے افضل ہے۔ میں نے اس حدیث کو جناب رسالت مآبؐ سے سنا ہے۔ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کیا ہے۔

امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:۔

"کیا یہ اکیلی حدیث ان تمام احادیث سے تیرے دل کی تسلی کے لئے کافی نہیں ہے۔ جس سے تمہارا سینہ مضطرب ہے (پھر فرمایا) اے بھائی عبدالقیس اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اگر بات واضح ہو جائے تو اسے قبول کرو، ورنہ خاموش رہو، اور اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دو، تم زمین و آسمان سے بھی زیادہ فراخ مقام میں ہو۔ اس کے بعد میں نے حضرت سے ایسی باتیں دریافت کیں جو میری سمجھ میں آسکیں اور بعض ایسی تھیں جو میری سمجھ میں نہ آئیں۔

حضرت نے میری باتوں کا بہتر ہی جواب دیا۔

رجعت کا بیان[1]

(ابان رضؓ نے کہا) اس کے بعد میں ابوطفیلؓ سے اس کے گھر میں ملا۔ اُس نے مجھے صحابۂ بدر سلمانؓ، مقدادؓ اور ابی کعب سے رجعت کے بارے میں حدیث بیان کی (رجعت سے مراد وہ زمانہ ہے جب کہ قیامت سے پہلے لوگوں کو زندہ کر کے مظلوم کا ظالم سے بدلہ لیا جائے گا)

ابوطفیلؓ نے کہا جو کچھ میں نے مذکورہ حضرات سے رجعت کے متعلق سنا، وہ سب حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں کوفہ شہر میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ——

"یہ خاص علم ہے۔ لوگ اس کی حقیقت معلوم کرنے سے قاصر ہیں"۔

اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے ان حضرات کے بیان کی تصدیق فرمائی تھی اور اس کے متعلق بہت سی قرآن مجید کی آیات تلاوت فرمائیں۔ اور اس کی تسلی بخش تفسیر بیان کی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے قیامت کے آنے سے بھی زیادہ رجعت کے آنے کا یقین ہو گیا تھا۔

حوض کوثر کا بیان

استفسار کردہ باتوں میں سے یہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے

---

[1] کتاب "بصائر الدرجات" عربی اردو، اس بارے میں بہت اچھی چیز ہے مکتبۃ الساجد ۸۵ شمس آباد کالونی، ملتان (پاکستان) سے شائع ہو چکی ہے

امیر المومنینؑ مجھے حوضِ کوثر (حوضِ رسولؐ) کے متعلق بیان فرمائیں کیا وہ دُنیا میں ہے یا آخرت میں؟

آپ نے ارشاد فرمایا " دُنیا میں ہے "

میں نے کہا اس سے ہٹانے والا کون ہوگا ۔ آپ نے فرمایا:۔ ——

" میرے اس ہاتھ سے میرے دوست لائے جائیں گے ۔ اور میرے دشمن حوضِ رسولؐ سے دُور کئے جائیں گے "

دوسری روایت میں ہے کہ:۔ ——

" ضرور میں اپنے دوستوں کو حوضِ رسول پر لاؤں گا ۔ اور اپنے دشمنوں کو دُور کر دوں گا ۔

دابہ سے مراد کون ہے؟

میں نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ خداوندِ عالم کا یہ قول:۔ ——

واذا وقع علیھم القول اخرجنا لھم دابۃً من الارض تکلمھم ان النّاس کانوا بایاتنا لا یوقنون ۔

یہ جانور کیا چیز ہے (جو قیامت کے دن لوگوں سے باتیں کریگا) آپ نے فرمایا:۔

" اے ابو طفیلؓ اس چیز کو چھوڑ دو "

میں نے عرض کیا ۔ اے امیر المومنینؑ ، میں آپ پر قربان جاؤں ۔ مجھے اس کے متعلق ضرور بتائیے ۔ آپ نے فرمایا:۔ ——

" یہ وہ جانور ہے جو کھانا کھاتا ہے ۔ اور بازاروں میں پھرتا ہے اور عورتوں سے نکاح کرتا ہے "

میں نے عرض کیا۔ وہ کون ہے اے امیرالمؤمنینؑ؟

آپ نے فرمایا "وہ زمین کے قیام کا باعث ہے، جس کی وجہ سے زمین قائم ہے"

میں نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ وہ کون سی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اس اُمت کا صدیق، فاروق، رئیس اور ذوقرن ہے۔

میں نے عرض کیا اے امیرالمؤمنینؑ وہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا۔ وہ ہے جس کے متعلق خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے یتلوہ شاھدٌ منہ) رسولِ خدا کیساتھ ساتھ ایک گواہ ہے جو اس کی جنس سے ہے والذی عندہ علم الکتاب جس کے پاس تمام کتاب کا علم ہے۔ والذی جآء بالصّدق وہ سچ کیساتھ آیا والذی صدق بہٖ 'وہ جس نے سچائی کی تصدیق کی وہ میں ہوں۔ میرے اور آنحضرتؐ کے سوا تمام لوگ کافر تھے"

میں نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ نام لیکر بتائیں۔ آپ نے فرمایا۔ ———

"اے ابوطفیلؓ میں نے تمہیں نام لیکر بتا دیا ہے۔ خدا کی قسم اگر میں اپنے شیعوں کو وہ تمام باتیں جو (ان کے ظاہری فہم سے بالاتر ہیں) بیان کر دوں جن کیساتھ میں دشمنوں سے جنگ کرتا ہوں یہ میرے عام شیعہ ہیں، جنہوں نے میری اطاعت کا اقرار کیا ہوا ہے اور مجھے وہ امیرالمؤمنینؑ کہتے ہیں اور میرے مخالف سے جنگ کرنا جائز سمجھتے ہیں، میں نے ان سے کئی ماہ حق کی بعض باتیں بیان کی ہیں جو کتابِ خدا میں موجود ہیں۔ وہ کتاب جو جبرائیل رسالت مآبؐ کے پاس لائے تھے، اُن میں سے بہت زیادہ مجھ سے علیحدہ ہو جائیں گے، یہاں تک کہ میں ایک قلیل گروہِ حق جو تم اور تم جیسے شیعوں کا ہوگا۔ رہ جاؤں گا"

پس یہ سُن کر میں ڈر گیا اور عرض کی اے امیر المومنینؑ میں اور مجھ جیسے آپ کو چھوڑ جائیں گے یا آپ کیساتھ ثابت قدم رہیں گے۔

آپ نے فرمایا —— "تم ثابت قدم رہو گے۔ (اس کے بعد آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:——

"ہمارا امر مشکل ہے (یعنی ہماری حقیقت کو سمجھنا مشکل ہے) اس کو تین اشخاص کے سوا نہ کوئی جانتا ہے اور نہ ہی اس کے نزدیک بھٹک سکتا ہے۔ ایک مقرب فرشتہ، دوسرے وہ نبی جو رسالت کے درجہ پر فائز ہو، تیسرے وہ بندہ ہے، جس کے دل کا امتحان خداوندِ عالم نے ایمان کیلئے لیا ہو۔ اے ابوطفیلؓ جب آنحضرتؐ وفات پاگئے تو لوگ گمراہ اور جاہل ہو کر مرتد ہو گئے۔ مگر وہ لوگ ایمان پر قائم رہے جن کو خداوندِ عالم نے ہماری وجہ سے محفوظ رکھا۔"

عمر بن اذینہؒ نے کہا اس کے بعد ابانؓ نے سلیم بن قیس کی کتاب میرے سپرد کر دی۔ اور ابانؓ ایک ماہ کے بعد وفات پاگئے۔

یہ سلیمؓ بن قیس ہلالی کی کتاب کا وہی نسخہ ہے، جس کو اس نے ابان بن ابی عیاش کے سپرد کیا تھا۔ اور اس کتاب کو مجھ پر پڑھا تھا۔ اور ابانؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو جناب امام زین العابدینؑ کی خدمت میں پڑھا۔ امام علیہ السلام نے سنکر فرمایا:——

"سلیمؒ نے سچ کہا، یہ ہماری حدیث ہے۔ ہم اس کو جانتے ہیں۔"

وفات حضرت رسولؐ خدا کا بیان

سلیمؒ نے کہا میں نے سلمانؓ فارسی سے سُنا، انہوں نے کہا میں نے جناب

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آپ کی بیماری کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا جس بیماری میں کہ حضورؐ نے انتقال فرمایا۔ حضرت فاطمہؑ تشریف لائیں۔ جب آنحضرتؐ کی حالت کو بے قرار پایا تو اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور رخسارِ مبارک پر بہنے لگے۔ جناب رسالت مآبؐ نے دیکھ کر فرمایا:۔ ———

"میری بیٹی تم کیوں روتی ہو؟"

جناب سیدہؑ نے عرض کی:۔ ———

"اے خدا کے رسولؐ مجھے آپ کے انتقال کے بعد اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے ہلاک ہونے کا خوف ہے۔"

یہ سن کر آنحضرتؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا:۔ ———

"اے فاطمہؑ! تم نہیں جانتی کہ خداوندِ عالم نے ہم اہلبیتؑ کے لئے دُنیا کی بجائے آخرت کو اختیار فرمایا ہے اور خداوند عالم نے دُنیا کے لئے فنا لازمی قرار دی ہے۔ مجھے روئے زمین کا نبیؐ اور رسولؐ منتخب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر میں تمہارے شوہر علیؑ کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہاری شادی علیؑ سے کردوں اور ان کو اپنا بھائی، وزیر، وصی اور اپنی اُمت میں خلیفہ بناؤں (اے فاطمہؑ) تمہارا باپ خدا کے تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہے اور تمہارا شوہر علیؑ تمام اوصیاء اور اولیاء سے افضل ہے تمام اہلبیتؑ سے (میرے مرنے کے بعد) تم سب سے پہلے مجھے ملو گی۔

اے فاطمہؑ! خداوندِ عالم نے تیسری بار نگاہِ انتخاب دوڑائی تھی، تمہیں اور تمہارے گیارہ فرزندوں اور میرے بھائی علیؑ کے فرزندوں کو منتخب کیا۔ تم بہشت کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔ تمہارے دونوں بیٹے (حسنینؑ) جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ اور میں اور میرا بھائی اور گیارہ امام اور میرے نیابت

تک ہونے والے وصی تمام کے تمام ہدایت کرنے والے ہیں اور خود بھی ہدایت یافتہ ہیں۔

سب سے پہلا وصی میرا بھائی علی مرتضےٰؑ ہے، ان کے بعد حسنؑ ہیں، پھر حسینؑ پھر علی زین العابدین پھر آپ کی اولاد میں سے میرے اوصیاء ہوں گے، ہم بہشت میں ایک ہی مقام پر فائز ہوں گے، میری منزل سے خداوند عالم کے نزدیک زیادہ کسی کی منزل نہیں ہوگی۔ اس کے بعد ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کی منزل ہے۔

اے میری بیٹی کیا تم کو معلوم نہیں کہ خداوند عالم کی تمہارے لئے خاص کرامت ہے۔ کہ میں نے تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے۔ جو میری اُمت اور اہل بیتؑ سے افضل ہیں۔

جو سب سے صلح کے لحاظ سے بڑھے ہوئے۔ صبر کے لحاظ سے بڑے اور سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ کریم النفس اور سب سے زیادہ صادق القول، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور جفاکش ہیں۔"

یہ سن کر جناب سیدہؑ شاداں و فرحاں ہوئیں۔ اس کے بعد رسولِ خداؐ نے آپ سے فرمایا:۔ ـــــــــ

" علیؑ کی آٹھ ایسی خصوصیات ہیں۔ جو سوائے ان کے کسی بھی انسان کو نصیب نہیں ہوئیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کرنے والے میری اُمت میں علیؑ ہیں۔"

علیؑ کتاب خدا اور میری سُنت کے عالم ہیں۔ تمہارے شوہر کے سوا میری اُمت میں میرے تمام علم کو کوئی نہیں جانتا۔ خداوندِ عالم نے مجھے

تعلیم دی جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا اور اپنے فرشتوں اور رسولوں کو علم کی تعلیم دی اور ان کے علم کو بھی میں جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ وہ تمام علم میں علیؑ کو تعلیم کر دوں، پس میں نے ایسا کر دیا۔ علیؑ کے سوا میری اُمت میں کوئی میرے تمام علم و فہم اور فقہ کو نہیں جانتا۔

اے میری بیٹی! میں نے تمہاری شادی علیؑ سے کر دی ہے، تمہارے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ میرے اور میری اُمت کے سبط ہیں، علیؑ کا حکم امر بالمعروف اور اس کا منع کرنا نہی عن المنکر ہے۔ خداوندِ عالم نے علیؑ کو حکمت اور فصل الخطاب کی تعلیم دی ہے۔

اے میری بیٹی! خداوند عالم نے ہم اہل بیت کو سات ایسے خصائل عطا فرمائے جو ہمارے سوا اوّلین، آخرین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے، میں تمام نبیوں اور رسولوں کا سردار ہوں اور ان سے افضل ہوں، میرا وصی جو تمہارا شوہر ہے۔ تمام وصیوں سے بہتر اور میرا وزیر ہے۔ اور ہمارا شہید تمام شہداء سے افضل ہے۔"

جناب سیدہؑ نے کہا یا رسول اللہ کیا اُن شہداء کا سردار ہے جو آپ کے ساتھ لڑ کر شہید ہوئے؟ فرمایا:۔ ———

” بلکہ انبیاء اور اوصیاء کے سوا تمام اولین اور آخرین شہداء کے سردار ہیں وہ جعفر بن ابی طالب ہیں۔ جنہوں نے دو دفعہ ہجرت کی اور اپنے دو بازوں کیساتھ بہشت میں فرشتوں کیساتھ اڑتے رہتے ہیں اور تمہارے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ میری اُمت کے سبط ہیں اور تمام نوجوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہم ہی میں سے اس اُمت کا مہدی ہو گا۔ جس کے ذریعے خداوند عالم

اس زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس سے پہلے وہ ظلم اور جور سے بھری ہو گی۔"

فاطمہ علیہا السلام نے کہا۔ یا رسول اللہؐ جن اوصیاء کا آپ نے ذکر کیا ہے اُن میں سے افضل کون ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا:۔ ——————

"میرے بھائی علی المرتضےٰؑ میری تمام اُمت سے افضل ہیں، علیؑ اور تمہارے اور میرے دونوں بیٹوں حسنؑ و حسینؑ اور میرے اس بیٹے سے ہونے والے اوصیاء ہیں (۔ آنحضرتؐ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا) آپ کے بعد میری امت میں سب سے زیادہ افضل جعفرؓ ہیں۔ ان اوصیاء میں سے مہدیؑ ہوں گے۔ پہلے امام بعد میں آنے والوں سے افضل ہیں۔ کیوں کہ پہلا دوسرے کا امام ہے۔ دوسرا پہلے کا وصی ہے، ہم اہلبیتؑ کے لئے خداوندِ عالم نے دُنیا کے بدلے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ (پھر آنحضرتؐ نے علیؑ۔ فاطمہؑ اور دونوں بیٹوں کی طرف دیکھا! فرمایا!) اے سلمانؓ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میری اُن لوگوں سے لڑائی ہے، جو ان سے لڑے اور میری اُن سے صلح ہے جو ان سے صلح کرے، بیشک یہ میرے ساتھ بہشت میں ہوں گے۔" (اس کے بعد رسول اللہؐ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:۔ ——————

"اے علیؑ! عنقریب تم قریش کی تکلیف اور ظلم برداشت کرو گے اگر تم کو مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کرنا اور اپنے حامیوں کیساتھ مخالفوں سے جنگ کرنا۔ اگر مددگار نہ ملیں تو صبر کرنا، اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور اپنے آپ ہلاکت میں نہ پڑنا۔ تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ اور ہارونؑ کا اسوۂ حسنہ آپ کے سامنے

ہے۔ ہارون نے اپنے بھائی موسیٰؑ سے کہا تھا "بے شک قوم نے مجھے کمزور کر دیا ہے اور قریب ہے کہ مجھے قتل کر دیں۔

امیر علیہ السّلام کے لئے بشارت

سلیمؓ نے کہا کہ مجھے علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی بعض گلیوں میں جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم ایک باغ میں پہنچ گئے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ یہ باغ کس قدر خوب صورت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "بے شک خوبصورت باغ ہے لیکن تیرے لئے بہشت میں اس سے بھی زیادہ خوب صورت باغ ہوگا۔

اس کے بعد ہم دوسرے باغ میں پہنچے، میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ کس قدر خوب صورت باغ ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا بے شک خوبصورت ہے لیکن تیرے لئے بہشت میں اس سے زیادہ خوبصورت باغ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں میں گئے میں کہتا گیا یا رسول اللہؐ کس قدر خوب صورت باغ ہیں اور حضورؐ فرماتے جاتے تھے کہ تیرے لئے بہشت میں اس سے زیادہ خوب صورت باغ ہوگا۔ جب ہم راستہ طے کر چکے تو حضورؐ نے مجھے گلے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ فرمایا:۔ ———

"لوگوں کے دلوں میں تیرے لئے بدر کی رنجشیں اور اُحد کے کینے پوشیدہ ہیں۔ وہ میرے بعد ظاہر کریں گے۔"

میں نے عرض کیا میرا دین سالم ہوگا؟

فرمایا ——— "تیرا دین سالم ہوگا۔"

اے علیؑ! تجھے بشارت ہو تیری زندگی اور موت میرے ساتھ ہو گی۔ تم میرے بھائی، وصی، برگزیدہ، وزیر، وارث، میری طرف سے ادا کرنے والے اور میرا قرض ادا کرنے والے ہو۔ میری طرف سے میرے وعدے پورے کرنے والے، میری ذمہ داری کو ادا کرنے والے، میری امانت ادا کرنے والے، تم میری سنت پر میری امت کے ناکثین (جنگِ جمل والوں) قاسطین (صفین والوں) اور مارقین (نہروان والوں) سے جنگ کرو گے" قریش کے مظالم پر صبر کرنا اور ان کے اتحاد سے بچتے رہنا۔ بیشک تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔

موسیٰؑ نے ہارونؑ کو خلیفہ بناتے وقت حکم دیا تھا کہ اگر لوگ گمراہ ہو جائیں اور مددگار مل جائیں تو اُن کے ذریعے مخالفین سے جنگ کرنا اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ کو روک دینا اور اپنے خون کو محفوظ کرنا اور ان کے درمیان تفریق پیدا نہ کرنا۔

اے علیؑ! خداوند عالم نے جس رسول کو بھی مبعوث فرمایا ہے تو ایک قوم اس پر برضا و رغبت ایمان لائی اور دوسری قوم ناخوشی سے حلقہ اسلام میں داخل ہوئی۔ جو لوگ ناخوشی سے اسلام میں داخل ہوئے اُن کو اُن پر مسلط کیا۔ جو خوشی سے اسلام لائے ناخوشی سے اسلام لانے والوں سے خوشی سے اسلام لانے والوں کو قتل کیا تاکہ ان کو اجر اور ثواب زیادہ ملے۔

اے علیؑ! جس امت نے بھی اپنے نبی کے بعد اختلاف کیا۔ اس کا نتیجہ یہی ہوا کہ جاہل امت اہلِ حق پر غالب آئے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے تفریق اور اختلاف مقدر کیا ہے۔ اگر خداوند کریم

چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ اس کی مخلوق میں سے دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ اور نہ اس کے حکم میں جھگڑا کرتے اور نہ ہی کہتر آدمی بہتر کی فضیلت کا انکار کرتا۔ اور اگر خداوند عالم چاہتا تو سزا جلد مقرر کرتا۔ اس نے ڈھیل دیدی تاکہ ظالم کی تکذیب کی جائے اور حق اپنے مقام پر معلوم کیا جائے۔ باری تعالےٰ نے دُنیا کو عمل کرنے کی جگہ مقرر کیا اور آخرت کو ہمیشہ رہنے کی جگہ تاکہ وہ بُرے آدمیوں کو ان کی برائی کا بدلہ اور نیک لوگوں کو ان کی نیکیوں کا بدلہ دے۔"

یہ سُن کر میں نے کہا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ میں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کے امتحان پر صبر کرتا ہوں۔ اس کی قضار کو تسلیم کرتا ہوں اور رضامند ہوں۔

وفات رسول اللہ صلعم کے بعد کیا ہوا؟

سلیم بن قیسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے برار بن عازبؓ کو کہتے ہوئے سُنا کہ میں آنحضرتؐ کی زندگی اور وفات کے بعد سب سے زیادہ بنی ہاشم سے محبت کرتا تھا۔ جب حضرتؐ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو علی علیہ السلام سے وصیت کی کہ تم مجھے غسل دینا۔ تمہارے سوا کسی کے لئے جائز نہیں کہ رسولؐ اللہ کی شرم گاہ کو دیکھے کیونکہ جو بھی آپ کی شرم گاہ کو دیکھے گا اس کی آنکھوں کی بینائی زائل ہو جائے گی۔

حضرت علیؑ نے رسولِ خُدا سے پُوچھا۔ یا رسولؐ اللہ آپ کے غسل کے وقت میری امداد کون کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا جبرائیلؑ فرشتوں کے ایک لشکر کیساتھ تمہاری امداد کریں گے حضرت علیؑ حضورؐ کو غسل دے رہے تھے اور فضل بن عباسؓ آنکھوں پہ پٹی باندھے پانی

ڈال رہے تھے اور فرشتے آپ کو بدل رہے تھے ۔ جیسا کہ آپ چاہتے تھے ۔ حضرت علیؑ نے ارادہ کیا کہ آپ کی قمیض اتار کر غسل دیں۔ تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے علیؑ اپنے نبیؐ کی قمیض کو مت اتارو ۔

حضرت علیؑ نے قمیض کے اندر ہاتھ ڈال کر آپ کو غسل دیا۔ بعد میں رسول اللہ کو حنوط کیا اور کفن دیا۔ اور تکفین و تجہیز کے بعد قمیض کو اتارا ۔

براء بن عازبؓ نے کہا جب آنحضرتؐ کا انتقال ہوا تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ قریش بنو ہاشم سے خلافت نہ چھین لیں ۔ جب لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے معاملہ میں کچھ طے کرنا چاہا تو میں وفاتِ رسولؐ کے غم میں پژمردہ عورت کی طرح زار و قطار رو رہا تھا۔ میں اِدھر اُدھر جاتا تھا اور لوگوں کے حالات کا جائزہ لیتا تھا۔ بنو ہاشم رسول اللہ کے غسل و کفن میں مصروف تھے ۔ مجھے سعد بن عبادہ اور اس کے معزز دوستوں کی بات معلوم ہو گئی تھی ۔ میں ان لوگوں کے پاس نہ گیا ، میں سردارانِ قریش کی تلاش میں تھا ۔ مجھے حضرت ابو بکرؓ اور عمر خطابؓ کہیں دکھائی نہ دیئے ۔ تھوڑی دیر بعد میں نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو مع ابو عبیدہ سقیفہ والوں کے پاس آتے ہوئے دیکھا ، سقیفہ والے بنی علاقہ صنعار کی بنی ہوئی چادریں پہنے ہوئے تھے۔ جو آدمی بھی ان کے قریب سے گزرتا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ کو پکڑ کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر رکھ دیتے تھے خواہ وہ راضی ہوتا یا نہ ہوتا ۔ رسول اللہ کی وفات کے باعث اور اس واقعہ کی وجہ سے میری عقل جواب دے رہی تھی میں فوراً وہاں سے نکلا اور مسجد میں آیا۔ پھر وہاں سے نکلا اور بنو ہاشم کے گھر آیا۔ ان حضرات کا دروازہ بند تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور یا اہل بیتؑ کہہ کر آواز دی ۔ اس دوران فضل بن عباس باہر تشریف لائے، میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی ہے۔ جب میری اس اطلاع کو حضرت عباسؓ نے سنا تو فرمایا:۔

"خلافت کے بارے میں تمہاری ساری امیدیں ہمیشہ کے لئے خاک میں مِل گئیں۔ میں نے تمہیں حصولِ خلافت کے لئے کہا۔ تم لوگوں نے میری نافرمانی کی۔ جس کی وجہ سے میں اپنے دِل میں کڑھتا ہوں۔"

براء بن عازبؓ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:———

جب رات ہوئی تو میں مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ جب مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرآن پڑھنے کی آواز میرے دل میں اثر کر رہی تھی۔ مسجد سے نکل کر میں بنی بیاضہ کے میدان کی طرف چلا گیا۔ وہاں لوگوں کا ایک گروہ سرگوشیاں کر رہا تھا۔ جب میں ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ تو وہ خاموش ہو گئے۔ پھر میں ان سے دُور نکل گیا۔ اس اثناء میں وہ مجھے پہچان گئے۔ لیکن میں اُن کو نہ پہچان سکا۔ انہوں نے مجھے بلایا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو وہ مقدادؓ، ابوذرؓ، سلمانؓ، عمار یاسرؓ، عبادہ بن حارثؓ، حذیفہ بن یمانؓ اور زبیر بن عوامؓ تھے۔ حذیفہؓ کہہ رہے تھے:———

"خدا کی قسم جس واقع کی میں نے تمہیں اطلاع دی ہے۔ وہ ضرور اس کام کو سرانجام دیں گے۔ خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ کبھی میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے (حذیفہؓ نے کہا) میرے ساتھ اُبَی بن کعبؓ کے پاس چلو۔"

ہم ابی بن کعب کے پاس گئے، دروازہ کو دستک دی اور وہ دروازہ کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔

ابی بن کعبؓ ——— تم کون ہو؟

مقداد ——— ہم ہیں۔

ابی بن کعب ——— تمہارے ساتھ کون ہے!

مقدادؓ ——— دروازہ کھولو، دروازہ کے پیچھے بات کرنے کا موقع نہیں ہے

جس غرض کے لئے ہم آئے ہیں وہ بہت اہم ہے۔

ابی بن کعب ——— میں دروازہ ہرگز نہ کھولوں گا۔ مجھے اس بات کا علم ہے جس کے لئے تم آئے ہو۔ تم اس بیعت کے متعلق بات کرنا چاہتے ہو۔

مقدادؓ ——— ہاں

کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ خلافت کے بارے میں دوبارہ مہاجرین اور انصار سے مشورہ کریں۔

ابی بن کعب ——— کیا تم میں حذیفہؓ موجود ہے؟

مقدادؓ ——— ہاں موجود ہے۔

ابی بن کعب ——— میری وہی بات ہے جو حذیفہؓ نے بیان کی ہے۔ میں اپنا دروازہ ہرگز نہیں کھولوں گا۔ کہیں مجھ پر وہی بات جاری نہ ہو جائے۔ جو حذیفہؓ پر جاری ہونے والی ہے۔"

براء بن عازبؓ کا بیان ہے کہ یہ لوگ واپس لوٹ گئے اور ابی بن کعب اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ یہ خبر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو معلوم ہوگئی۔ دونوں نے ابوعبیدہ بن جراح اور مغیرہ بن شعبہ کو بلایا۔ ان چاروں حضرات نے اس واقعہ کے متعلق آپس میں مشورہ کیا۔

مغیرہ بن شعبہ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم عباس بن عبدالمطلب سے ملو اور لے اس بات کا لالچ دو کہ خلافت میں ان کا اور اُن کے بعد ان کی اولاد کا کچھ حصہ مقرر ہو گا۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو تمہارا بھتیجا علیؑ بن ابی طالب سے چھوٹ جائے گا۔ اگر تمہارے حق عباس بن عبدالمطلب متفق ہو گئے تو تمہارے ہاتھ ایک دلیل آجائے گی۔ تنہا علیؑ کا معاملہ ہمارے لئے آسان ہو جائے گا۔

رسولؐ خدا کے انتقال کے بعد دوسری رات حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہ بن جراح کے ہمراہ عباس بن عبدالمطلب کے پاس گئے۔ ابوبکرؓ نے اللہ تعا ی حمد و ثنا کے بعد کہا:—

"بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے لئے نبی اور مومنین کے لئے ولی بنا کر بھیجا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ رسول اللہؐ کو انہیں میں سے مبعوث کیا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا وہ سب کچھ رسول اللہؐ کے لئے پسند کیا۔ رسولؐ اللہ نے خلافت کا معاملہ لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ جس کو چاہیں وہ بلا اختلاف متفق ہو کر اپنا خلیفہ چن لیں۔ لوگوں نے مجھے اپنا خلیفہ چن لیا ہے۔ اور اپنے امور کا مجھے نگہبان قرار دیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کی بات کو قبول کر لیا ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کی تائید سے کاہلی، پریشانی اور بزدلی کا خوف نہیں۔

سردست میرے معاملہ میں طعن و تشنیع سے کام لیا جاتا ہے۔

علیؑ عامۃ الناس سے الگ ہو کر دوسری باتیں بیان کرتے ہیں۔

علیؑ نے تم لوگوں کو اپنا جائے پناہ بنا رکھا ہے۔

تم اس کے لئے ایک مضبوط قلعہ بنے ہوئے ہو۔ تم علیؑ کے حق میں مسلسل پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہو۔ تم یا تو لوگوں کی اس بات پر اتفاق کر لیتے جس پر انہوں نے اتفاق اور اجماع کر لیا ہے۔ یا لوگوں کو جس بات پر وہ جھک گئے ہیں روک لیتے۔

ہم یہاں صرف اس غرض سے آئے ہیں کہ خلافت میں سے تمہارا کچھ حصہ مقرر کر دیا جائے۔ جو آپ کی اولاد کو ملتا رہے گا۔ اس میں شک نہیں کہ آپ رسول اللہ کے چچا ہیں اور آپ کی منزلت کسی سے مخفی

نہیں۔ لوگ تمہارے ساتھ علیؑ کو بھی جانتے ہیں اور ان کی محبت اور فضیلت کا اقرار کرتے ہیں مگر خلافت کے معاملہ میں لوگوں نے تم دونوں کو بے توجہی کی نظر سے دیکھا ہے۔"

حضرت عمرؓ نے کہا:۔

"اے اولاد بنو ہاشم رسولؐ اللہ ہم اور تم دونوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمیں تمہارے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ جس بات پر عام مسلمانوں نے اتفاق کر لیا ہے اس میں عیب جوئی کی جائے۔ تمہارے اور عام لوگوں کے درمیان جھگڑے پیدا ہو جائیں تم اپنے اور مسلمانوں پر رحم کرو۔"

حضرت عباسؓ نے فرمایا:۔

"بیشک تم نے جو کچھ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفےٰؐ کو نبی بنا کر بھیجا اور آپ کو مومنین کا سردار مقرر کیا۔ اگر تم نے خلافت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتے کی وجہ سے حاصل کیا ہے تو تم نے ہمارے حق کو غصب کیا ہے۔ اگر تم نے خلافت کو مومن ہونے کی وجہ سے حاصل کیا ہے تو ہم بھی مومن ہونے کے زمرہ میں شامل ہیں۔ ہم اس معاملہ میں تمہارے شریک کار نہ ہوئے اور نہ ہی تم نے ہماری رائے اور مشورہ حاصل کیا۔ ہم تمہارے لئے خلافت کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔ تمہارا یہ قول کہ تم میرے لئے خلافت میں سے کچھ حصہ مقرر کر دو گے (تو یہ اصولاً غلط ہے) اگر خلافت تمہارا حق ہے تو اسے اپنے لئے مخصوص رکھو ہم تمہارے محتاج نہیں ہیں۔ اگر خالص مومنین کا حق ہے تو ہم اس بات پر کیسے رضامند ہو جائیں کہ کچھ تم سے لے لیں اور بقیہ تمہارے حوالے

کردیں۔

اے عمر! تمہارا یہ قول کہ رسول اللہ ﷺ ہم اور تم دونوں میں سے تھے یہ بھی درست نہیں۔ رسولؐ اللہ ایک درخت کی مانند تھے۔ ہم اس کی شاخیں ہیں اور تم ہمسایوں کی مانند ہو۔ اس لحاظ سے ہم تم سے افضل ہیں۔ تمہارا یہ دعویٰ کہ ہمیں تم سے جھگڑنے کا خوف ہے تو یہ وہ الزام ہے جس کو تم پہلے کھڑا کر چکے ہو۔

حضرت عباسؓ کی تقریر سننے کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے اور حضرت عباسؓ نے یہ اشعار پڑھے۔

(۱) ـــــ مجھے گمان تک بھی نہ تھا کہ یہ خلافت بنو ہاشم سے خاص طور پر حضرت علیؑ سے چھین لی جائے گی۔

(۲) ـــــ کیا حضرت علیؑ وہ شخص نہیں ہے۔ جس نے سب سے پہلے تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھی۔ اور لوگوں سے زیادہ آثار نبوّت اور سنت کے جاننے والے ہیں۔

(۳) ـــــ تم سب لوگوں سے زیادہ علیؑ خلافت نبویؐ کے حق دار ہیں علیؑ وہ شخص ہے جس کی جبرائیل نے رسول اللہؐ کے غسل کے وقت امداد کی ہے۔

(۴) ـــــ اس اکیلے علیؑ میں وہ تمام صفات موجود ہیں۔ جو تمام دنیا کے لوگوں میں موجود نہیں ہیں۔

لوگوں میں تو اتنے صفات بھی موجود نہیں جتنے آپ کے بیٹے حسنؑ میں موجود ہیں۔

(۵) ـــــ جس ذات نے تم کو علیؑ سے منحرف کیا ہے۔ اس کو جانتے ہو۔

یہ تمہاری بیعت اسلام میں پہلا فتنہ ہے۔

نمازِ جنازہ کا بیان

ابانؓ بن ابی عیاش، سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے سلمانؓ سے سُنا کہ جب رسولِ خداؐ کا انتقال ہوا۔ تو لوگوں نے جو کچھ طے کرنا تھا کر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح آئے۔ اور انصار سے جھگڑا شروع کر دیا۔ انصار حضرت علیؑ کے حق میں جھگڑ رہے تھے۔ ان تینوں حضرات نے کہا اے گروہِ انصار، ہم تم سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں۔ رسول اللہؐ قریش میں سے تھے۔ مہاجر تم سے بہتر ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کا ذکر اپنی کتاب (قرآن) میں کیا ہے اور ان کی فضیلت بیان کی ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ امام قریش میں سے ہوں گے"۔

سلمانؓ نے کہا ——— میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رسول اللہؐ کو غسل دے رہے تھے۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی تھی کہ میرے غسل کو علیؑ کے سوا کوئی سر انجام نہ دے۔ اس وقت علی علیہ السلام نے کہا تھا۔ اے اللہ کے رسولؐ، اس معاملہ میں میری امداد کون کرے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جبرائیل تمہاری امداد کریں گے۔ حضرت علیؑ جس عضو کے غسل کا ارادہ فرماتے تھے۔ وہ خود بخود تبدیل ہو جاتا تھا۔ جب حضرت علی علیہ السلام نے رسولِ خداؐ کو غسل و کفن دیدیا تو مجھے اور ابوذرؓ مقدادؓ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو اندر داخل کر لیا۔ آپ آگے کھڑے ہو گئے۔ ہم نے

آپ کے پیچھے نمازِ جنازہ ادا کی۔

جنابِ سیدہؑ کا لوگوں کے گھر میں جانا

سلمانؓ کا بیان ہے کہ ــــــــ

جب رات کا وقت ہوا تو علی علیہ السلام نے جنابِ فاطمہؑ کو ہمراہ کر کے اور اپنے دونوں بیٹوں حسنؑ اور حسینؑ کے ہاتھوں کو پکڑ کر بہت جلدی مہاجرینؓ اور انصار کے گھر تشریف لے گئے۔ ان سب کو اپنا حق جتلایا (خلافت میرا حق ہے) سب کو اپنی نصرت کی دعوت دی۔

چالیس آدمیوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ آپ نے ان سب کو حکم دیا کر صبح سویرے سر منڈوائے ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے اور موت کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہو کر آئیں۔ صبح کے وقت صرف چار آدمی آئے اور کوئی بھی نہ آیا۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ ــــــــ میں نے ان چار آدمیوں کے بارے میں سلمانؓ سے پوچھا کہ وہ کون تھے؟

تو سلمانؓ نے کہا کہ وہ ابوذرؓ، مقدادؓ اور زبیر بن عوام تھے (ایک ان میں خود سلمانؓ تھا)

حضرت علی علیہ السلام پھر دوسری رات لوگوں کے پاس تشریف لے گئے ان کو قسمیں دیں انہوں نے عرض کیا کہ کل صبح حاضر ہو جائیں گے۔ لیکن ہم چار کے سوا کوئی نہ آیا۔ آپ تیسری رات تشریف لے گئے۔ لیکن پھر بھی ہمارے سوا کوئی نہ آیا۔

حضرت امیرؑ نے جب لوگوں کی دھوکہ بازی اور بے وفائی کو ملاحظہ فرمایا تو اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور قرآن مجید کی تالیف و ترتیب میں مشغول ہو گئے آپ نے جب تک قرآن مجید جمع نہ کر لیا گھر سے باہر تشریف نہ لائے۔

ان ایام میں قرآن مجید کا غذوں، لکڑیوں، چمڑے اور کپڑے کے ٹکڑوں پر مرقوم تھا جب آپ نے تمام قرآن مجید جمع فرمایا تو اس کی تنزیل، تفسیر، ناسخ اور منسوخ آیات کو اپنے ہاتھ سے تحریر کیا۔

حضرت علیؑ کا اپنا جمع کیا ہوا قرآن پیش کرنا

حضرت ابوبکرؓ نے ایک آدمی کو روانہ کیا کہ آپ باہر تشریف لائیں اور حضرت ابوبکر کی بیعت کریں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

"میں مصروف ہوں۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ نماز کے سوا چادر تک نہ اوڑھوں گا، جب تک قرآن مجید جمع نہ کر لوں۔"

حضرت ابوبکرؓ اور ان کے ساتھی کئی دن تک اس مطالبہ سے باز رہے۔ حضرت امیرؑ نے قرآن مجید کو ایک کپڑے پر جمع فرما کر اپنی مہر لگا دی۔ پھر حضرت علیؑ لوگوں کے پاس مسجد میں تشریف لائے۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ علی علیہ السلام نے با آوازِ بلند فرمایا:

"اے لوگو! جس وقت رسول اللہؐ کا انتقال ہوا۔ میں اس وقت سے لیکر اس وقت تک رسول اللہؐ کے غسل و کفن اور قرآن مجید کے جمع کرنے میں مشغول رہا ہوں۔ میں نے تمام قرآن مجید کو ایک کپڑے پر جمع کر لیا ہے۔ جو آیات رسول اللہؐ پر خداوند عالم نے نازل فرمائی تھیں میں نے سب کو جمع کر لیا ہے۔

مجھے رسول اللہ نے آیت کی تنزیل اور تفسیر کی تعلیم دی تھی۔ (حضرت نے فرمایا، کل قیامت کے روز تم یہ نہ کہو کہ ہم اس بات سے غافل اور لاعلم تھے کہ تم نے ہم کو اپنی نصرت کی طرف دعوت ہی نہ دی تھی۔ تم نے اپنا حق نہ جتایا تھا۔ اور تم یہ نہ کہہ سکو کہ تم نے ہمیں خدا کی طرف فاتحہ سے والناس تک دعوت نہ دی تھی۔

حضرت عمرؓ نے کہا:-

"جو قرآن مجید ہمارے پاس موجود ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ جس قرآن کی طرف تم بلاتے ہو، اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔"

یہ سن کر حضرت امیرؑ اپنے گھر تشریف لے آئے۔

حضرت علیؑ سے بیعت کا مطالبہ

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ کسی کو علیؑ کے پاس بھیجو وہ آکر آپ کی بیعت کریں۔ جب تک علیؑ آپ کی بیعت نہ کریں گے۔ ہمارا کام پختہ نہ ہوگا۔ اگر وہ بیعت کریں گے تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک آدمی کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ خلیفۂ رسولؐ بلاتے ہیں۔ قاصد نے حاضر ہو کر پیغام من وعن پہنچا دیا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:-

"کس قدر جلد تم نے رسول اللہ پہ جھوٹ باندھ دیا ہے۔ ابوبکر بھی جانتے ہیں اور وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو ان کے پاس موجود ہیں کہ رسولؐ اللہ نے میرے سوا کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔"

قاصد نے واپس آکر سارا قصہ سنا دیا تو دوسرا پیغام دیکر انہوں نے قاصد

کو روانہ کیا اور کہا کہ جاکر کہو اے علیؑ تمہیں امیرالمومنین حضرت ابوبکرؓ بلاتے ہیں۔ قاصد نے جاکر پیغام پہنچادیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:۔ ——————

"خدا کی قسم ابھی تو اتنا لمبا عرصہ نہیں گزرا کہ وہ بھول گئے ہوں۔ خدا کی قسم امیرالمومنینؑ کا لقب میرے سوا کسی اور کے لئے درست نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آدمیوں کو حکم دیا تھا۔ جن میں خود حضرت ابوبکرؓ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے مجھے امیرالمومنین کہکر سلام کیا تھا۔ حضرت عمرؓ بھی ان سات آدمیوں میں شریک تھے حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ آپ نے جو امیرالمومنین کہکر علیؑ کو سلام کہلوایا ہے کیا یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے؟ رسولؐ اللہ نے اسی وقت حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ دونوں سے فرمایا تھا کہ —— خدا کی قسم یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے ہے اور علیؑ امیرالمومنین، سید المسلمین اور صاحب لواء غرّ المحجلین ہیں اللہ تعالیٰ حضرت علیؑ کو قیامت کے روز پل صراط پر بٹھائے گا۔ وہ اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔"

حضرت ابوبکرؓ کا قاصد یہ پیغام سن کر چلا گیا۔ اور جاکر حضرت ابوبکرؓ کو تمام باتیں سنادیں۔ اس روز وہ لوگ حضرت علیؑ سے باز رہے۔ جب رات کا وقت ہوا تو امیر علیہ السلام جناب سیدہؑ کو ہمراہ لیکر مع حضرت امام حسنؑ اور حسینؑ اصحاب رسولؐ کے گھر تشریف لے گئے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسمیں دیں اور اپنا حق جتلایا۔ اور اپنی نصرت کی دعوت دی۔

لیکن چار آدمیوں کے سوا کوئی بھی حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ ہم نے اپنے سروں کو منڈوالیا تھا اور آپ کی نصرت پر بالکل مستعد تھے۔

زبیر بن عوام ہم سب سے زیادہ آپ کی امداد کے لئے تیار تھا۔ جب حضرت نے لوگوں کا اپنی مدد نہ کرنا ملاحظہ کیا تو اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ کو کیا چیز روک رہی ہے کہ آپ علیؑ کو بلا کر اُن سے اپنی بیعت منوالیں۔ ان چار آدمیوں کے سوا تمام نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔"

جناب سیدہؑ کے گھر پر اجتماع

(سلمانؓ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔ ———

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں کس کو حضرت علیؑ کی طرف روانہ کروں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ قنفذ کو روانہ کرو، کیونکہ وہ بنی عدی بن کعب کے ایک آدمی کا آزاد کردہ غلام ہے۔ وہ بدگو، سنگدل اور خوفناک انسان ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک جماعت کے ساتھ قنفذ کو علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ قنفذ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے اجازت نہ دی تو قنفذ کے مددگار واپس حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس جا کر کہنے لگے کہ علیؑ نے ہمیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔

اس وقت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مسجد میں تھے۔ ان حضرات کے گرد لوگ جمع تھے۔

حضرت عمرؓ نے کہا واپس چلے جاؤ۔ اگر علیؑ اندر آنے کی اجازت دیں تو بہتر ورنہ بلا اجازت اندر چلے جانا۔ ان لوگوں نے دوبارہ جا کر اجازت طلب کی تو جنابِ سیدہؑ نے فرمایا:۔ ——

"میں تمہیں اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دوں گی اور تمہیں روکوں گی۔"

قنفذ وہاں ٹھہرا رہا۔ لیکن اس کے ساتھی دوبارہ مسجد میں چلے گئے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے جاکر کہا کہ حضرت فاطمہؑ نے ایسا ارشاد فرمایا ہے اور اپنے گھر میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ —— یہ سنکر حضرت عمرؓ ناراض ہوگئے اور کہنے لگے کہ عورت ہمارے معاملہ میں کیوں مخل ہوئی ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک جماعت کو لکڑیاں اٹھانے کو کہا، لکڑیاں اٹھوا کر خود حضرت عمرؓ ساتھ ہوئے اور جناب امیرؑ کے گھر کے پاس لکڑیاں رکھوادیں۔ اس وقت گھر میں علیؑ، فاطمہؑ اور آپ کے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ موجود تھے۔

حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے کہا: ——

"اے علیؑ گھر سے ضرور باہر نکلو اور رسول اللہ کے خلیفہ ابوبکرؓ کی بیعت کرو۔ ورنہ میں تم لوگوں کو جلادوں گا۔"

حضرت فاطمہؑ نے کہا —— "اے عمرؓ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"

حضرت عمر نے کہا —— دروازہ کھولو ورنہ تمہیں گھر سمیت جلادیا جائیگا

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا —— اے عمر خدا کا خوف نہیں کرتے اور میرے گھر میں داخل ہوتے ہو۔

حضرت عمر نے واپس جانے سے انکار کردیا، آگ طلب کرکے لکڑیوں کو دروازہ میں جلادیا۔ پھر دروازہ ہلاکر توڑکر اندر داخل ہوگئے، جناب سیدہؑ نے اللہ کے رسولؐ کے نام کی آواز بلند کی اور آگے بڑھیں۔

یہ لوگ حضرت امیر علیہ السلام کو نکال کر ابوبکرؓ کے پاس لے گئے۔ حضرت عمر تلوار لیکر حضرت کے سر پر کھڑے ہوگئے۔ پہلے سے خالد بن ولید، ابوعبیدہ جراح ابوحذیفہ کا غلام سالم معاذ بن جبل، مغیرہ بن شعبہ، بشیر بن سعد اور دوسرے

تمام لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس ہتھیار لگائے ہوئے موجود تھے۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ:۔

میں نے سلمانؓ سے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ کیا یہ لوگ واقعی جناب سیدہؑ کے گھر بلا اجازت داخل ہو گئے تھے!

سلمانؓ نے کہا خدا کی قسم وہ اندر چلے گئے تھے۔ حالانکہ اس وقت جناب سیدہؑ کے سر پر دوپٹہ بھی نہ تھا۔ اور سیدہؑ فرما رہی تھیں:۔

"اے اللہ کے رسولؐ! آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا[1]۔ آپ کی آنکھیں ابھی قبر میں بند بھی نہیں ہوئیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

جب حضرت امیر علیہ السلام کو ابوبکرؓ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"خدا کی قسم اگر میرے ہاتھ میں تلوار آ جاتی تو تم کو ضرور معلوم ہو جاتا۔ اور تم میرے ساتھ یہ سلوک نہ کرتے۔ خدا کی قسم مجھے تم سے جہاد کرنے میں عیب معلوم نہیں ہوتا۔ اگر مجھے چالیس آدمی بطور مددگار مل جاتے تو میں ضرور تمہاری طاقت کو توڑتا، خدا اس قوم پر لعنت کرے جس نے مجھے میری بیعت کرنے کے بعد اکیلا چھوڑ دیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اے ابوبکر تم نے کس حق اور کونسی منزلت کے لحاظ سے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دی ہے۔ کیا تم نے خدا اور اس کے رسولؐ

---

[1] تفصیل کے لئے "الامامۃ والسیاسۃ" (اردو) شائع کردہ مکتبۃ الساجد ملتان ملاحظہ فرمائیں۔

کے حکم سے میری بیعت نہیں کی تھی ۔ ۔ ۔ ؟

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے کہا ——— بیعت کرو۔ یہ باطل دعوے چھوڑ دو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ——— اگر میں بیعت نہ کروں تو تم کیا کرو گے؟

حاضرین نے کہا۔ ہم تمہیں قتل کریں گے، ذلیل و خوار کریں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا ——— کیا تم بندہ خدا اور برادر رسول کو قتل کرو گے!

حضرت ابوبکرؓ نے کہا ——— ہم آپ کو خدا کا بندہ مانتے ہیں۔ رسولؐ کا بھائی تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا ——— کیا تم اس بات سے انکار کرتے ہو کہ رسول اللہ نے میرے اور اپنے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں کیا تھا!

حضرت ابوبکرؓ نے کہا ——— ہاں!

حضرت امیر علیہ السلام نے تین بار یہ فقرہ ابوبکرؓ کے سامنے دہرایا۔ پھر امیر علیہ السلام نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:- ———

"اے گروہ مسلم مہاجر و انصار! میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کیا تم نے غدیر خم کے روز جناب رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے نہیں سنا؟"

حضرت نے اُن تمام باتوں کو بیان کیا جو رسولؐ اللہ نے غدیر کے دن کھلے طور پر آپ کے حق میں ارشاد فرمائی تھیں۔ لوگوں نے کہا یا علیؑ سب باتیں سُنی تھیں۔

(حضرت کی تقریر سے) حضرت ابوبکر کو خوف لاحق ہوا کہ لوگ کہیں علیؑ کی نصرت و حمایت پر تیار نہ ہو جائیں۔ کہا ——— اے علیؑ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ وہ حق اور بجا ہے۔ ہم نے اِن دونوں کانوں سے سُنا اور دلوں نے یاد رکھا ہے۔ لیکن اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک اور حدیث بیان فرمائی تھی۔ کہ:-

"خداوندِ عالم نے ہم اہلبیتؑ کو برگزیدہ اور مکرّم کیا ہے۔ ہمارے لئے دُنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ ہم اہل بیتؑ کے لئے اللہ تعالیٰ نبوّت اور خلافت کو جمع نہ کرے گا۔"

جناب امیرؑ نے فرمایا ——— اے ابوبکرؓ اس حدیث کا کوئی گواہ بھی ہے؟

حضرت عمرؓ نے کہا ——— اللہ کے رسولؐ کے خلیفہ نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کو یہ (حدیث) فرماتے ہوئے سُنا تھا۔ ابوعبیدہ، ابوحذیفہ کا غلام سالم اور معاذ بن جبل نے بھی کہا ہم نے رسول اللہؐ کو یہ حدیث فرماتے ہوئے سُنا تھا۔

خانہ کعبہ کا نوشتہ

دربارِ خلافت میں علی علیہ السلام نے فرمایا: ———

"تم لوگوں نے اس نوشتہ کی پوری پوری پابندی کی ہے۔ جس کو خانہ کعبہ میں بیٹھ کر تحریر کیا تھا۔ ——— کہ اگر محمدؐ مر جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم ہم اہلبیتؑ سے خلافت چھین لو گے۔"

حضرت ابوبکرؓ نے کہا ——— آپ کو اس کے متعلق کس نے بتایا ہے۔ ہم نے تو اس نوشتہ کی کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔

حضرت امیرؑ نے فرمایا ——— اے زبیرؓ، اے سلمانؓ، اے ابوذرؓ، اے مقدادؓ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ تم نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سُنی تھی؟ رسول اللہؐ نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی تھی۔ رسول اللہؐ نے اُن پانچ آدمیوں کا نام بھی لیا تھا۔ جنہوں نے نوشتہ تحریر کیا تھا۔ معاہدے کا ذکر اور اس کے صیغۂ راز میں رکھنے کا بھی ذکر کیا تھا۔

ان حضرات نے گواہی دی کہ ہم نے واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ ان پانچ آدمیوں نے آپس میں معاہدہ کر رکھا ہے اور اس معاہدے پر کاربند رہنے کا پکا ارادہ کیا ہوا ہے۔ کہ اگر رسول اللہؐ مر جائیں یا شہید ہو جائیں تو یہ لوگ علیؑ سے خلافت چھین لیں گے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے بیان جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔ ———

”میں نے (اس وقت) کہا تھا۔ اے اللہ کے رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب یہ بات ہوگی تو میرے لئے کیا حکم ہے۔ تاکہ میں اس حکم پر عمل کر سکوں۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے علیؑ! اگر تمہیں مددگار مل جائیں تو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرنا، اور ان کو نیست و نابود کر دینا۔ اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنی جان کی حفاظت کرنا“

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔ ———

”خدا کی قسم اگر مجھے چالیس آدمی مل جاتے تو میں ضرور تم لوگوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا۔ خدا کی قسم دو آدمیوں کے سوا خانہ کعبہ میں نوشتہ تحریر کرنے والوں میں سے کوئی بھی خلافت حاصل نہ کر سکے گا۔ تمہارے اس جھوٹ کی تکذیب جو رسول اللہؐ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت کرتی ہے:۔ ———

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا۔

(کیا لوگ ان حضرات پر حسد کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (نوازا) ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت

عطا کی اور ہم نے ان کو بہت بڑا ملک عطا کیا۔)

حضرت امیرؑ نے فرمایا —— کتاب سے مراد نبوت ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے اور ملک سے مراد خلافت ہے۔ ہم آلِ ابراہیمؑ ہیں۔

خلافت کے مستحق ہم ہیں

جناب مقدادؓ کھڑے ہو گئے اور کہا —— اے مولا! اگر آپ حکم دیں تو میں ان سب کی گردنیں اپنی تلوار سے اڑا دوں گا۔ اگر آپ منع فرمائیں گے تو پھر رک جاؤں گا

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا —— اے مقدادؓ رک جاؤ، عہد اور وصیت رسولؐ کو یاد کرو۔

مقدادؓ نے ان لوگوں سے کہا —— کیا تم رسول اللہؐ کے بھائی، رسول اللہؐ کے خلیفہ، وصی اور رسول اللہ کے بیٹوں کے باپ کے خلاف تیار ہو گئے ہو (اگر ایسا ہے) تو امتحان اور مصیبت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خوشی سے ناامید ہو جاؤ۔

جناب ابوذرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی:- ——

" اپنے نبیؐ کے بعد سرگرداں اور گناہوں کی وجہ سے رسوا امت خداوندِ عالم کا ارشاد ہے:- ——

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ إِبْرَاهِيْمَ وَ
اٰلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ
بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۵

(بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا، آدمؑ، نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے بعض کو اور عمرانؑ کی اولاد میں سے بعض کو تمام جہانوں

پر بعض ان میں بعض کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔" پ۳

آل محمدؐ نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کے جانشین ہیں۔ منتخب اسماعیلؑ اور اولادِ اسماعیلؑ ہیں، رسول اللہ کی اولاد ہیں۔ اہلِ بیتؑ نبوت ہیں۔ رسالت کا مقام ہیں۔ فرشتوں کے نازل ہونے کی جگہ ہیں۔ یہ بلند آسمان ہیں۔ نصب شدہ پہاڑ ہیں، کعبۂ منور ہیں۔ روشن آنکھ ہیں۔ رہنمائی کرنیوالے ستارے ہیں۔ برکت والے درخت کی مانند ہیں۔ جس کا نور روشن ہو جس کی زینت باعث برکت ہو محمدؐ خاتم الانبیاء اور تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، علیؑ تمام اوصیاء کے وصی، امام المتقین، قائد الغر المحجلین، صدیق اکبر فاروق اعظم، وصیِ محمدؐ مصطفےٰ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے وارث، تمام مومنین سے افضل ہیں۔ جیسا کہ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے:۔ ——

النّبیُّ اولیٰ بالمومنین من انفسهم وازواجه أُمّهاتهم وَاولوا الارحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللّٰه۔

(نبی مومنین کی جان سے افضل ہیں۔ نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ کتاب خدا کی رُو سے رشتہ دار بعض، بعض سے زیادہ حق دار ہیں۔) —— اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو آگے بڑھایا۔ وہ آگے بڑھ گئے ہیں۔ جنہیں پیچھے رکھا وہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ (اے لوگو) خلافت اور وراثت کو وہاں رکھو۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔"

حضرت ابوبکر منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا۔ تم منبر پر

بیٹھے ہوئے ہو اور یہ بیٹھا ہوا (علیؑ) جھگڑالو کیوں نہیں اٹھتا اور تمہاری بیعت کرے۔ یا ہمیں حکم دیں اور ہم اس کی گردن اڑا دیں۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں موجود تھے۔ حضرت عمر کی بات کو سنا تو دونوں رونے لگے۔ جناب امیرؑ نے دونوں کو سینے سے لگایا اور فرمایا: ——

"تم مت روؤ۔ خدا کی قسم ان دونوں میں تمہارے باپ کو قتل کرنے کی قدرت نہیں ہے۔"

رسولؐ اللہ کی دائی ام ایمن آگے بڑھیں اور کہا —— اے ابوبکر تم نے کس قدر جلدی اپنا حسد اور باطن ظاہر کر دیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا اسے نکال دو، وہ نکال دی گئیں اور کہا ہمیں عورتوں کی بات کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیئے۔

بریدہ اسلمیؓ نے کھڑے ہو کر کہا: ——

"اے عمر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور رسولؐ اللہ کے بیٹوں کے باپ پر زیادتی کرتے ہو۔ تم وہ ہو جس کو قریش میں سب جانتے ہیں۔ کیا تم وہ نہیں کہ جن سے رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ کہ تم دونوں علیؑ کے پاس جاؤ اور ان کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کرو، اس وقت تم دونوں نے رسول اللہ سے پوچھا تھا کہ کیا یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے ہے؟ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ ہاں یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے۔"

حضرت ابوبکرؓ نے بریدہؓ کی تقریر سن کر کہا —— ہاں ایسا ہی ہوا تھا لیکن بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نبوت اور خلافت ہم اہلبیتؑ میں جمع نہ ہوگی۔

بریدہ اسلمیؓ نے سن کر کہا: ——

"خدا کی قسم رسول اللہ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا تھا۔ خدا کی قسم میں بھی اسی شہر میں رہتا ہوں، جس میں تم رہتے ہو۔"

حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اس کو مار کر باہر نکال دو۔ چنانچہ بریدہؓ کو باہر نکال دیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا —— اے ابوطالب کے بیٹے، اٹھو اور بیعت کرو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا —— میں بیعت نہیں کروں گا۔

حضرت عمرؓ نے کہا —— خدا کی قسم، ہم تمہاری گردن اڑا دیں گے۔

حضرت علیؑ نے تین مرتبہ یہ کہکر حجت تمام کی کہ: ——

"میں بیعت نہیں کروں گا، نہیں کروں گا۔ نہیں کروں گا۔"

حسن بصری کا

امیر علیہ السلام کی تعریف کرنا

سلیمؓ کا بیان ہے کہ مجھے ابوذرؓ، سلمانؓ اور مقدادؓ نے ایک حدیث بیان کی۔ پھر میں نے خود علی علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے اپنی فضیلت بیان کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: ——

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بھائی تم تمام عرب کی فضیلت کا باعث ہو، تم اپنے چچازاد بھائی، اپنے باپ، اپنے نفس، نسب، بیوی، اولاد اور چچا کے لحاظ سے سب سے زیادہ مکرم ہو، اپنے نفس کو تکلیف برداشت کرانے اور مال کی کمی کے رنج سہنے میں سب سے بڑے ہو —— حلم کے لحاظ سے زیادہ مکمل ہو۔ سب سے زیادہ

علم والے ہو، کتاب خدا کے زیادہ قاری ہو۔ ہتھیلی کے لحاظ سے زیادہ سخت ہو، دنیا میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ سب سے زیادہ کوشش کرنے والے ہو۔ سب سے زیادہ صاحب اخلاق ہو۔ تم میرے بعد تیس سال تک زندہ رہوگے، اللہ کی عبادت کروگے، قریش کے ظلم پر صبر کروگے اللہ کی راہ میں جہاد کروگے۔ اگر مددگار مل جائیں تو قرآن اور تفسیر پر لوگوں سے جہاد کرنا۔ جس طرح میں نے قرآن اترنے کے موقع پر ان سے جہاد کیا تھا۔ تم اس امت کے ناکثین (جمل والوں)، قاسطین (صفین والوں) اور مارقین (نہروان والوں) سے جہاد کروگے۔ تم شہید کئے جاؤگے تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے خضاب کی جائے گی۔ تمہارا قاتل اللہ کی دوری اور ناراضگی میں اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والے، یحییٰ بن زکریا کے قاتل اور فرعون ذوالاوتار کے برابر ہوگا۔"

ابانؒ کا بیان ہے کہ ـــــ میں نے یہ حدیث ابوذرؓ کی روایت سے حسن بصری کو سنائی، تو حسن بصری نے کہا سلیمؓ اور ابوذرؓ نے سچ کہا، علیؑ کو دین، علم حکمت، فقہ، رائے، صحبت (بالرسولؐ) فضل، کشادگی، باپ کے رشتہ میں، دامادگی جوانمردی، جہاد، سخاوت، احسان کرنے میں فیصلہ کرنے کے علم میں۔ قرابت میں اور امتحان میں سبقت حاصل ہے۔ بے شک علیؑ ہر معاملہ میں بلند ہیں۔ خدا علیؑ پر رحم کرے اور درود بھیجے۔

پھر حسن بصری اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی ـــــ میں نے حسن بصری سے کہا اے ابو سعید تم غیر نبی کے بارے میں "اللہ اس پر درود بھیجے" کا جملہ استعمال کرتے ہو۔

حسن بصری نے کہا ـــــ جب تم مسلمانوں کا ذکر کرو تو خدا ان پر رحم کرے

فقرہ استعمال کرو اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو، بے شک علی علیہ السلام آل محمدؐ کے بہترین فرد ہیں۔

میں نے کہا —— اے ابوسعید کیا وہ حمزہؓ، جعفرؓ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے بھی افضل ہیں؟

حسن بصری نے کہا —— خدا کی قسم وہ ان سب سے بہتر ہیں۔

میں نے کہا —— جس شخص کو علیؑ کے ان سے بہتر ہونے میں شک ہو۔ اس کے لئے کیا دلیل ہے؟

اُس نے کہا —— علیؑ شرک، کفر، بتوں کی پوجا اور شراب سے پاک ہے، علیؑ سبقتِ اسلام، علم، علم الکتاب اور سنتِ نبویؐ کو جاننے کے لحاظ سے ان سے بہتر ہیں۔ رسول اللہؐ نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا کہ میں نے تمہاری شادی اپنی اُمت کے بہترین فرد سے کی ہے۔ اگر امت میں علیؑ سے بہتر کوئی اور آدمی ہوتا۔ تو رسول اللہؐ اس کا ضرور ذکر کرتے، جب رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم کیا تو علیؑ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ رسول اللہؐ اپنے بھائی اور نفس کے اعتبار سے تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ اور اپنی سرداری کی طرح علیؑ کی سرداری کو تمام اُمت پر واجب کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے اس قسم کا حکم نہ تو اپنے اہلبیتؑ کے متعلق اور نہ ہی کسی اور فرد کے متعلق دیا تھا۔ علیؑ کے اتنے فضائل ہیں کہ دنیا کے تمام لوگ مل کر اتنے فضائل کا اکتساب نہیں کر سکتے۔"

ابانؓ کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا۔ اس اُمت میں علیؑ کے بعد کون افضل ہے؟ —— حسن بصری نے کہا آپ کی بیوی اور آپ کے دونوں فرزند۔

میں نے کہا ان کے بعد کون افضل ہے کہا جعفرؓ اور حمزہؓ افضل ہیں۔

(ابانؒ نے دریافت کیا) جن لوگوں کو رسول اللہؐ نے چادر کے نیچے اوڑھ لیا تھا۔ وہ کون ہیں؟ کہا جن کے حق میں آیتِ تطہیر نازل ہوئی تھی۔ رسول اللہؐ نے علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو چادر کے اندر اوڑھ لیا تھا۔ اور ارشاد فرمایا تھا۔ یہ لوگ میرے معتمد، میری عترت اور میرے اہل بیت ہیں (اے اللہ) ناپاک چیز کو ان سے ایسے ہی دور رکھ جیسا کہ دور رکھنے کا حق ہے۔"

اس وقت ام سلمہؓ نے عرض کی (اے اللہ کے رسولؐ) مجھے بھی چادر میں داخل فرما لیجئے۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا:

"اے سلمہؓ تو بھی نیکی پر قائم ہے اور قائم رہے گی۔ بس یہ آیت تو میرے اور ان حضرات کے حق میں نازل ہوئی ہے۔"

میں نے عرض کیا اے ابوسعید، اللہ کی کیا شان ہے آپ علیؑ کے حق میں کیسی روایت بیان کر رہے ہیں۔ میں نے تو آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ علیؑ کے حق میں ناسزا باتیں بیان کرتے رہتے ہیں۔ حسن بصریؓ نے کہا:

"اے بھائی! میں ایسا ظالم اور جابر لوگوں کے خوف سے کہتا رہتا ہوں۔ خدا ان پر لعنت کرے، اگر میں ایسا نہ کہوں تو وہ مجھے ختم کر دیں۔ میری یہ بات دشمنانِ علیؑ تک پہنچ جاتی ہے وہ مجھے تکلیف دینے سے باز رہتے ہیں۔ علیؑ کی دشمنی سے میری مراد وہ علیؑ نہیں ہے جو ابوطالب کا بیٹا ہے (علیؑ سے دشمنی کی بات) جب دشمنانِ علیؑ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ مجھے دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ادفع بالتی ھی احسن السیئة یعنی التقیّة۔

(میں تقیہ کرتا ہوں)

تہتر فرقوں کا بیان

ابانؒ کا بیان ہے کہ سلیمؓ نے کہا کہ میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ

"(یہ) اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی بہتر فرقے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ایک فرقہ بہشت میں جائیگا۔ تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے ہم اہلبیتؑ کی محبت کے دعوئ دار ہوں گے ان میں ایک بہشت میں جائیگا بارہ فرقے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ نجات پانے والا، ہدایت یافتہ ایمان والا، اسلام پر قائم اور حق پر قائم صرف وہ فرقہ ہے۔ جو میرا حکم ماننے والا، میری امامت کو تسلیم کرنے والا، میرے دشمن سے بیزاری ظاہر کرنے والا۔ مجھے دوست رکھنے والا۔ اور میرے دشمن سے ناراض ہونے والا ہوگا (یہ وہ فرقہ ہے) جس نے ہے حق اور میری امامت کو پہچان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی نت کے ذریعے میری اطاعت فرض جان لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے حق کی معرفت کا نور اس کے دل میں روشن کیا ہے۔ پھر اس میں نہ شبہ کیا اور نہ شک۔ ن کے نور کی معرفت کی وجہ سے اس کو صاحب بصیرت بنایا۔ اس کو الہام کیا۔ اس فرقہ کے افراد کی پیشانیوں کو پکڑ کر ہمارے شیعوں میں داخل کیا۔ ان کے دل مطمئن ہوگئے۔ وہ یقین میں پختہ ہوگئے پھر ان کو شک چھو نہیں سکے گا۔ بے شک میں اور میرے قیامت ہ ہونے والے اوصیاء ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ نے قرآن مجید کی آیات میں اپنے ساتھ اور اپنے نبیؐ کے ساتھ فرمایا ہے (حضرت نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاک اور معصوم بنایا۔ ہمیں اپنی مخلوق میں زمین پر گواہ، اپنی حجت اپنے علم کا خازن، اپنی حکمت کا منبع اور اپنی وحی کا ترجمان بنایا۔ ہمیں قرآن کیساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ گردانا۔ نہ ہم قرآن کو چھوڑیں گے۔ نہ قرآن ہم کو چھوڑے گا۔ جیسا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے۔ ہم (دونوں) رسول اللہؐ پر حوض کوثر پہ وارد ہوں گے تہتر فرقوں میں ایک فرقہ دوزخ سے نجات پانے والا۔ تمام فتنوں گمراہیوں

اور شبہات سے بری ہے۔ یہ لوگ یقیناً جنتی ہیں۔ وہ تعداد میں ستر ہزار ہیں
جو بلا حساب بہشت میں داخل ہوں گے باقی تمام فرقے گمراہی پر چل رہے ہوں گے
وہ شیطان کے دین کے مددگار ہیں (یہ طریقہ انہوں نے) شیطان اور
اس کے دوستوں سے سیکھا ہے۔ یہ لوگ خدا، رسولؐ اور مومنین کے دشمن
ہیں۔ یہ بلا حساب دوزخ میں جائیں گے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے
دور ہیں۔ اللہ کیساتھ شرک اور کفر کیا۔ انہوں نے غیر اللہ کی عبادت کی
ان کا یہ گمان ہے کہ وہ نیکی پہ گامزن ہیں۔ جیسا کہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے
ہیں قیامت کے دن قسم کھا کر کہیں گے۔ خدا کی قسم اے ہمارے رب! ہم مشرک
نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے قسمیں کھائیں گے۔ یہ لوگ گمان کرتے ہیں
کہ وہ کسی حقیقت پہ قائم ہیں۔ خبردار! وہ جھوٹے ہیں۔

حضرتؑ سے دریافت کیا گیا۔ اے امیرالمومنینؑ جو شخص ولایت میں توقف کر رہا ہو۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے جس نے نہ آپ کی فرماں برداری کی ہو۔ نہ آپ سے دشمنی کی ہو۔ نہ ہی آپ کو تکلیف دی ہو اور نہ آپ سے محبت کی ہو اور نہ ہی آپ کے دشمنوں سے بیزاری کی ہو؟

حضرتؑ نے فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایسا آدمی بچا بھی ہے (اگر واقعا ایسا آدمی ہے) اس قسم کا اگر کوئی انسان ہے تو وہ ان تہتر فرقوں سے الگ ہے۔ رسولؐ اللہ کی تہتر فرقوں سے مراد باغی اور ناجی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو شہرت دی اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دی۔ ان میں صرف ایک فرقہ اللہ تعالےٰ کے دین کا پیرو ہے۔ باقی بہتر فرقے شیطان کے دین کے پیرو ہیں شیطان ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو ان بہتر فرقوں میں شامل ہیں۔ شیطان اس شخص کی مخالفت کرتا ہے جو ان بہتر فرقوں کی مخالفت کرتا ہے

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو واحد جانا۔ رسول اللہؐ پر ایمان لایا۔ اس کو ہماری ولایت کی خبر نہ تھی۔ ہمارے دشمنوں کی گمراہی سے بے خبر تھا کوئی (نیا) مذہب ایجاد نہ کیا۔ نہ کسی چیز کو حلال اور حرام کیا۔ [illegible]

جو متنازعہ فیہ نہ تھی۔ جو بات اس کی عقل سے بالاتر تھی اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ایسے لوگ نجات پانے والے ہیں۔ یہ لوگ مومنین اور مشرکین کے درمیان قسم کے ہیں۔ یہ لوگ عام لوگوں سے بڑے اور بزرگ ہیں۔ یہ لوگ صاحب موازین اور اعراف ہیں۔ دوزخی وہ لوگ ہیں جن کی سفارش انبیا، فرشتے اور مومن کریں گے۔ مومنین نجات پائیں گے۔ وہ بلا حساب بہشت میں داخل ہونگے حساب کا تعلق اُن لوگوں سے ہوگا جو مومن اور مشرک کے درمیان راہ اختیار کریں گے۔ مؤلفۃ القلوب اور مقترفہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے نیک عمل اور بُرے عمل کو خلط ملط کر دیا ہے، مستفیض وہ لوگ ہیں۔ جو حیلہ اور بہانہ کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ نہ ہی سیدھے راستے پر چلے تھے۔ کفر اور شرک کی صفات کی طاقت اِن میں موجود نہ ہوگی۔ یہ لوگ یہ بھی نہیں چاہتے کہ کسی کو اپنا پیشوا بنائیں اور نہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت چاہتے ہیں تاکہ مومن عارف بن جائیں یہ لوگ اعراف میں رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پہ ہوں گے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہوگی۔ اگر ان میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کیا تو اس کے گناہ کی وجہ سے کیا۔ اور اگر کسی کو معاف کر دیا تو اپنی رحمت کی وجہ سے معاف کر دیا۔"

میں (سلیمؓ) نے کہا مومن عارف حق کی طرف بلانے والا بھی دوزخ میں داخل ہوگا؟ حضرت نے فرمایا نہیں ـــــ میں نے عرض کیا۔ کیا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔ جو اپنے امام کو نہ پہچانتا ہوگا۔؟

حضرت نے فرمایا ـــ نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایسا ہو سکتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا جنت میں کافر اور مشرک داخل ہوگا؟ حضرت نے فرمایا دوزخ میں کافر کے سوا کوئی نہ جائیگا۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

میں نے عرض کی جو شخص اللہ تعالیٰ سے مومن ہونے کی حالت میں ملاقات کرے۔ اپنے امام کو پہچانتا ہو اور اس کا مطیع ہو کیا وہ جنتی ہے؟ حضرت نے فرمایا :۔ ———

" ہاں جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو ان لوگوں جیسا مومن ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔ ———

الذین آمنوا و عملوا الصالحات، الذین آمنوا و کانوا
یتقون الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم -

میں نے عرض کیا کہ وہ مومن جو کبیرہ گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اس کی کیا حالت ہوگی۔ حضرت نے فرمایا ———

" وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس کے گناہوں کی وجہ سے اس کو عذاب دے گا۔ اور اگر چاہے تو اپنی رحمت کی وجہ سے اس کو معاف کر دے گا۔"

میں نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کسے مومن ہونے کی حالت میں اس کو دوزخ میں داخل کر دے گا۔ حضرت نے فرمایا :۔ ———

" ہاں اس کے گناہوں کی وجہ سے ایسا ہوگا۔ کیونکہ وہ ان مومنین میں سے نہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو مومنین کا ولی قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ ان مومنین کا ولی ہے جن کے متعلق فرمایا ہے :۔ ———

لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یہ وہ لوگ ہیں، جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو کفر سے ملوث نہیں کیا۔

ایمان اور اسلام کیا ہے؟

میں (سلیمؒ) نے کہا اے امیرالمؤمنینؑ ایمان اور اسلام کی کیا تعریف ہے حضرت

نے فرمایا۔ ایمان اقرار بالمعرفۃ کا نام ہے۔ اسلام محض اقرار کا نام ہے اور تسلیم اوصیار کا ماننا اور ان کی اطاعت کرنے کا نام ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اسلام وہ ہے جس کا تمؑ نے اقرار کیا۔ میں نے عرض کیا، ایمان معرفت کے بعد اقرار کا نام ہے حضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو اپنی ذات، اپنے نبیؐ اور امامؑ کی پہچان کرادی پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اقرار کیا وہ مومن ہے۔

میں نے عرض کیا معرفت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے۔ اور اقرار کرنا بندہ کا کام ہے! حضرت نے فرمایا:۔ ——

"معرفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُعا اور حجت ہے، اقرار کرنا اللہ کی طرف سے ہے بندہ کا قبول کرنا اللہ تعالےٰ کا احسان ہے، جس پر چاہتا ہے اللہ تعالیٰ احسان کرتا ہے، معرفت اللہ کی ایجاد کا نام ہے۔ جو دل میں پیدا کرتا ہے اور اقرار بندہ کا فعل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عصمت اور رحمت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو عارف نہیں بناتا اس پر کوئی بازپرس نہیں، اس پر واجب ہے، کہ جس چیز کو وہ نہیں جانتا۔ اس سے باز رہے اور توقف کرے، اللہ تعالیٰ اس کی جہالت کی وجہ سے اس کو عذاب نہیں دے گا۔ اطاعت کرنے پر اس کی مدح کرے گا۔ گناہ کرنے پر اس کو عذاب دے گا۔ اس شخص میں قدرت ہے کہ وہ اطاعت کرے اور اس میں یہ طاقت ہے کہ وہ گناہ کرے۔ اس شخص میں یہ استطاعت نہیں ہے کہ معرفت حاصل کرے۔ اس میں یہ قدرت ضرور ہے کہ وہ جاہل رہے یہ امر مشکل ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر اور علم و کتاب کی وجہ سے بغیر کسی مجبوری کے حاصل ہوتی ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ —— یہ چیز کسی مجبوری کے سوا

اللہ تعالیٰ کی مدد اور علم و کتاب کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر لوگ مجبور کئے گئے ہوتے تو ضرور وہ مجبور ہوتے اور ان کی تعریف بھی نہ ہوتی۔

جو شخص بے علم ہو اُسے چاہیئے کہ جو بات مشکل ہو جائے ان کو ہماری (اہل بیت) کی طرف لوٹا دے۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تعریف کی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اللہ سے مغفرت طلب کی، اطاعت گزار لوگوں کو دوست رکھا اور ان کی تعریف کی، نافرمان لوگوں سے نفرت کی۔ اور ان کو بُرا تصوّر کیا۔ یہ بات اس کی (نجات) کے لئے کافی ہو گی (جب اس نے اس بات کی حقیقت کو ہماری طرف لوٹا دیا۔

ایمان کیا ہے؟

ابانؓ بن ابی عیاش، سلیم بن قیسؒ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا (حضرت سے ایک آدمی نے ایمان کے متعلق دریافت کیا کہ اے امیر المومنینؑ مجھے ایمان کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے۔ آپ کے بعد ایمان کے متعلق کسی اور سے سوال نہیں کروں گا۔ حضرت نے فرمایا:———

”ایک شخص رسول اللہؐ کے پاس آیا تھا۔ جیسا تم نے مجھ سے سوال کیا، اس نے بھی رسول اللہؐ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تھا۔ (حضرت نے اس آدمی سے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے (اے شخص کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جبرائیلؑ انسان کی صورت میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ سے سوال کیا تھا۔ کہ اسلام کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، خانہ کعبہ کا حج ادا کرنا ماہ رمضان کے روزے رکھنا، جنابت کے بعد غسل کرنا، پھر اس شخص نے کہا تھا۔ کہ ایمان کیا چیز ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں موت کے بعد زندگی، اللہ کی تقدیر، اس کی بھلائی، مضر، میٹھی اور کڑوی بات پر ایمان لاؤ، جب وہ آدمی کھڑا ہو گیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ یہ (آدمی نہیں بلکہ) جبرائیلؑ ہیں۔ تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ تمہیں دین کی تعلیم دیں جب رسول اللہ جبرائیلؑ کے سوال کا جواب دے رہے تھے تو جبرائیلؑ کہہ رہے تھے آپ نے سچ فرمایا۔ جبرائیلؑ نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ سوال کرنے والے سے مسئول زیادہ نہیں جانتا۔ جبرائیل نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

"خبردار ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ یقین، صبر، عدل اور جہاد یقین چار شاخوں پر قائم ہے، شوق، شفق، زہد اور ترقب، جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے، وہ خواہشات سے دور ہو جاتا ہے، جو آگ سے ڈرتا ہے۔ وہ حرام چیزوں سے بچتا ہے۔ جو دنیا سے کم لگاؤ رکھتا ہے اس کی مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جو موت کا انتظار کرتا ہے وہ نیکیاں کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ صبر چار چیزوں پر متفرع ہے۔ دلیل سے بصیرت حاصل کرنا، دوسری روایت میں ہے کہ عقل کی حقیقت معلوم کرنا، دانائی کی تشریح کرنا، مقام عبرت سے نصیحت حاصل کرنا، اس کا نام مقام عبرت سے معرفت حاصل کرنا، گذشتہ لوگوں کے طریقہ پر چلنا (صبر

کی شاخ ہے، جس نے دانائی میں بصیرت حاصل کی اس نے حجت کو ظاہر کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جس نے دانائی میں بصیرت حاصل کی اس نے حکمت ظاہر کی، جس نے حکمت کو ظاہر کیا اس نے عبرت کی معرفت حاصل کی۔ جس نے عبرت کو پہچانا، اس نے حکمت کی تشریح کی۔ جس نے حکمت کی تشریح کی، اس نے عبرت کو ظاہر کیا۔ جس نے عبرت کو ظاہر کیا گویا کہ وہ اولین میں سے تھا۔ عدل کی چار شاخیں ہیں۔ فہم کی گہرائی، علم کی بے پایاں وسعت، دانائی کی کلی اور حلم کا ثمرہ، جو شخص سمجھا اور اس کی تفسیر کی اس نے علم کو خوب صورت کیا اور جس نے علم حاصل کیا۔ اس نے حکمت کے طریقوں کی معرفت حاصل کی، جس نے صبر کیا اور اپنے کام میں زیادتی نہ کی۔ اس نے لوگوں میں اچھی زندگی بسر کی۔ جہاد کے چار حصے ہیں۔ نیکی کا حکم دینا۔ بری بات سے منع کرنا، ہر کام میں سچائی سے کام لینا۔ وصدق فی المواطن) اللہ کی راہ میں ناراض ہونا بدعمل لوگوں سے دشمنی رکھنا۔ جس نے نیکی کا حکم دیا اس نے مومن کی پشت کو مضبوط کیا۔ جس نے بری بات سے منع کیا اس نے فاسق کی ناک کو خاک آلود کیا۔ جس نے صداقت کا دامن نہ چھوڑا۔ اس نے اپنی ذمہ داری کا پورا پورا ثبوت دیا۔ جس نے بدعمل لوگوں سے دشمنی رکھی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ناراض ہوا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی خاطر ناراض ہوا۔ یہ ایمان ہے اور یہ اس کے ستون اور شاخیں ہیں۔"

اس شخص نے سوال کیا کہ اے امیرالمومنینؑ وہ کون سی چھوٹی چیز ہے۔ جس سے آدمی مومن ہو جاتا ہے اور وہ کون سی مختصر چیز ہے جس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اور وہ کون سی چیز ہے۔ جس سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے؟

حضرت نے فرمایا تم نے سوال کیا ہے تو جواب کو سنو! وہ چھوٹی چیز جس سے آدمی مومن ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان میں اپنی ذات کی معرفت پیدا کرے۔ اور وہ انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کرے۔ اپنے نبی کی معرفت اس کے اندر داخل کرے وہ نبی کی نبوت کا اقرار کرے اللہ تعالیٰ اپنی حجت (امام) اور خلائق پر اپنے گواہ (امام) کی اس کو پہچان کرائے۔ اور وہ اس کی اطاعت کا اقرار کرے۔"

اس شخص نے کہا ——— اے امیر المومنینؑ جن باتوں کا آپ نے ذکر فرمایا ہے ان کے علاوہ اور باتوں سے لاعلم ہو (تب بھی وہ مومن ہو سکتا ہے)؟

حضرت نے فرمایا ——— ہاں جب اس کو حکم دیا گیا ہو۔ اس نے اطاعت کی ہو اور جب اس کو منع کیا گیا ہو وہ باز رہا ہو۔ وہ مختصر سی چیز جس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو بطور مذہب اختیار کرے اور یہی تصور کرے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور اس سے منع نہیں کیا۔ پھر اپنی چیز کو ایک مستقل مذہب بنا لے۔ اس طریقہ پر چلنے والے سے بیزاری نہ کرے۔ بلکہ اس طریقہ پر چلنے والوں سے محبت کرے اور دل میں یہی خیال کرے کہ وہ اس چیز کی عبادت کرتا ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ وہ چیز جس سے آدمی گمراہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کی حجت اور مخلوق پر اس کے گواہ کو نہ پہچانے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی ولایت کو فرض کیا ہے۔"

سائل نے کہا اے امیر المومنینؑ ان (حجتِ خدا) کے نام بتایئے۔ حضرت نے

فرمایا یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کا ذکر خداوند تعالیٰ نے اپنے اور اپنے نبی کے بعد کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے۔ ـــــــ

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

"اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور صاحب امر (امام) کی اطاعت کرو، جو تم میں سے ہیں۔"

سائل نے عرض کی اور وضاحت کیجئے، حضرت نے فرمایا:۔ ـــــــ

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسولؐ اللہ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک اللہ کی کتاب ہے، دوسرے میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد نہ ہوں گے یہ دونوں میری ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ آپ نے شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی اُنگلی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دونوں ساتھ ہیں۔ ان دونوں کا دامن پکڑو تاکہ گمراہ نہ ہو جاؤ، ان کے آگے نہ بڑھو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے نہ ان سے کنارہ کش ہو جاؤ، ورنہ پراگندہ ہو جاؤ گے۔ ان کو مت سکھاؤ، وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔"

سائل نے دوبارہ عرض کی یا امیرالمومنینؑ۔ مجھے ان کا نام بتایئے۔ حضرت نے فرمایا ـــــــ "یہ وہ شخص ہے جس کو رسولؐ اللہ نے غدیر خم کے روز اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور تمام حاضرین کو آگاہ کیا تھا کہ وہ (علیؑ)، ان سب کی جانوں سے افضل ہیں (رسولؐ اللہ نے حکم دیا تھا) ہر موجود آدمی نہ حاضر ہونے والے کو جا کر یہ بات بتا دے۔"

سائل کا بیان ہے کہ، میں نے عرض کی اے امیر المومنینؑ وہ آپ ہیں؟ حضرت نے فرمایا میں ان میں سے پہلا آدمی ہوں اور ان سے افضل ہوں۔ میرے بعد میرا بیٹا حسنؑ مومنین سے ان کی جان سے افضل ہے۔ پھر میرا بیٹا حسینؑ مومنین سے ان کی جان سے افضل ہے۔ پھر رسول اللہؐ کے اوصیاء افضل ہیں۔ جو پے در پے رسول اللہؐ کے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے"!

وہ آدمی کھڑا ہو گیا، بڑھ کر حضرت کے سر کا بوسہ لیا۔ پھر اس نے کہا اے امیر المومنینؑ! آپ نے پوری وضاحت کر دی ہے۔ آپ نے میرے دل کی بے چینی کو دور کر دیا ہے۔ جو چیز کھٹک رہی تھی اس کو زائل کر دیا ہے۔

اسلام کیا ہے؟

ابان بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضرت سے اسلام کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا:—

"اللہ تعالیٰ نے اسلام کو واضح طور پر آشکار فرمایا۔ اس کی راہیں اس کے لئے آسان کر دیں جو اس پر وارد ہوا۔ اس کے ستونوں کو مضبوط کر دیا جو اس سے جنگ کرنے لگے۔ جو اس سے محبت کرے۔ اس کے لئے اس کو عزت قرار دیا جو اس میں داخل ہو جائے اس کے لئے صلح کا نشان ہے اس کا پیشوا ہے جو اس کی پیروی کرے۔ اس کے لئے زیب جو اس کا لباس پہنے۔ اس کو فصیل بنایا اس شخص کے لئے جو اس میں پناہ لے۔ (اللہ تعالیٰ) نے [illegible] کے لئے رسی بنایا جو اس کو پکڑے۔ دلیل ہے اس کے لئے جس

نے اس کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے لئے نور بنایا جس نے اس سے روشنی حاصل کی۔ وہ گواہ ہے جو اس سے لڑائی کرے، برابر تقسیم کرتا ہے۔ جو اس سے حکم کرتا ہے۔ وہ علم ہے جو اسس کو یاد کرتا ہے۔ وہ حدیث ہے جو اسس کی روایت کرتا ہے۔ وہ منصف ہے جو اس کے ذریعے فیصلہ کرتا ہے وہ مقام صبر ہے جو اسس کا تجربہ کرے۔ جو اس میں غور کرے۔ اس کے لئے شفاعت کا باعث ہے، وہ فہم ہے اس کے لئے جو اسس سے دانائی حاصل کرے۔ وہ یقین ہے جو اس سے دانائی حاصل کرے وہ بصیرت ہے اس کیلئے جو عزم صمیم کا مالک ہو۔ وہ نشانی ہے اس کے لئے جو تلاش کرے، عبرت ہے اس کے لئے جو پند و نصیحت کو قبول کرے، نجات ہے اس کے لئے جو اس کی تصدیق کرے۔ مودّت ہے اس کے لئے جو اپنی اصلاح کرے، مرتبہ ہے اس کے لئے جو بزرگی اختیار کرے۔ اطمینان ہے اس کے لئے جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہو۔ اُمید ہے اس کے لئے جو اپنا کام اس کے سپرد کرے سبقت ہے اُس کے لئے جو نیکی کرے۔ نیکی ہے اس کے لئے جو اس کی طرف دوڑے، ڈھال ہے اس کے لئے جو صبر کا حامل ہو، لباس ہے اُس کے لئے جو پرہیز گار ہو، مددگار ہے اُس کے لئے جو ہدایت یافتہ ہو، پناہ ہے اس کے لئے جو ایمان لایا ہو، راحت و آرام ہے سچے لوگوں کے لئے نصیحت ہے پرہیزگار لوگوں کے لئے، کامیاب لوگوں کے لئے نجات ہے۔ وہ حق ہے۔ اس کا راستہ ہدایت ہے۔ اس کی صفت نیکی ہے اس کی نیکی بزرگی ہے۔ (اسلام) راستوں میں سے سب سے زیادہ روشن راستہ ہے اس کا منارہ روشن ہے۔ اس کا چراغ دُور تک روشنی پھیلاتا ہے۔ اس کا انجام بلند ہے۔ میدانِ دوڑ میں سب سے آگے ہے۔ آگے بڑھنے والے گھوڑوں

کا جمع کرنے والا ہے۔ اس کے گھوڑے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ (اسلام) دردناک بدلہ لینے والا ہے۔ اس کا وعدہ لوگوں سے (عالم ارواح) میں پہلے لیا گیا ہے۔ اس کے گھوڑے اچھی نسل کے ہیں، ایمان اس کا راستہ ہے۔ نیکیاں اس کا منارہ ہیں۔ علم و دانش اس کے چراغ ہیں موت اس کا انجام ہے۔ دُنیا اس کی جولان گاہ ہے۔ قیامت اس کی دوڑ کا میدان ہے۔ جنت اس کی منتہا ہے۔ جہنم اس کا عذاب ہے۔ تقویٰ جس کا وعدہ ہے۔ نیکیاں کرنے والے جس کے شہسوار ہیں۔ ایمان کے ذریعے اعمال صالحہ پر راہنمائی پاتا ہے۔ اعمالِ صالحہ کے ذریعے علم و دانش کی تعمیر ہوتی ہے۔ علم و دانش سے موت کا خوف ہوتا ہے۔ موت کے ذریعے دنیا ختم ہوتی ہے۔ دُنیا کے ذریعے قیامت طے ہوتی ہے۔ قیامت کے ذریعے بہشت نزدیک ہوگی، بہشت دوزخیوں کے لئے حسرت ہے۔ دوزخ پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ پرہیزگاری ایمان کی جڑ ہے۔ یہ اسلام ہے۔

بناوٹی احادیث کے بیان میں

ابانؓ سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنینؑ میں نے سلمانؓ، مقدادؓ، ابوذرؓ سے تفسیر قرآن اور رسول اللہؐ کی احادیث سے متعلق چند چیزیں سُنی ہیں۔ پھر آپ سے میں نے ان سنی ہوئی چیزوں کی تصدیق حاصل کی ہے، میں نے لوگوں کے ہاں تفسیر قرآن اور احادیثِ رسولؐ کے بارے میں بہت سی چیزیں دیکھی ہیں۔ وہ ان کے مخالف ہیں۔ جو آپ لوگوں سے سُنی ہیں۔ آپ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ سب باتیں باطل اور جھوٹ ہیں۔ وہ لوگ جان بوجھ کر رسول اللہؐ پر جھوٹ

باندھتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہیں۔ سلیمؒ کا بیان ہے کہ حضرت نے متوجہ ہو کر فرمایا:۔ ——

" اے سلیمؒ! تم نے سوال کیا ہے جواب کو سمجھ لو۔ بیشک لوگوں کے درمیان حق، باطل، صدق، کذب، ناسخ، منسوخ، خاص، عام، محکم، متشابہ، حفظ اور وہم موجود ہے، رسول اللہؐ پر آپ کی زندگی میں ہی جھوٹ باندھا گیا تھا۔ حتیٰ کہ رسول اللہؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا —— اے لوگو! مجھ پر کثرت سے جھوٹ باندھا گیا ہے۔ پس جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ کی نسبت دی ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

پھر رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد آپ کی طرف جھوٹ منسوب کیا گیا (وضعی احادیث تیار کی گئیں) تمہارے پاس احادیث بیان کرنے والے چار قسم کے لوگ موجود ہیں۔ ان میں پانچویں قسم کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ پہلا منافق ہے جو اپنے آپ کو ایمان والا ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس کا اسلام بناوٹی ہے۔ وہ رسول اللہؐ پر دیدہ دانستہ طور پر جھوٹ باندھنا گناہ نہیں سمجھتا۔ اور نہ وہ اس بات سے باز رہے گا۔ اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ وہ منافق ہے بڑا جھوٹا ہے تو وہ اس کی بات کو قبول نہ کرتے۔ لیکن ان لوگوں نے یہی خیال کیا کہ یہ رسول اللہؐ کا صحابی ہے آپ سے حدیث کو سنا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ نہ ہی رسول اللہ پر بہتان باندھتا ہے۔ حالانکہ منافقین کے متعلق قرآن مجید میں پورا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔ ——

واذا رایتھم تعجبک اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم ۔ رسول اللہؐ کے بعد بھی منافقین باقی رہے تھے۔ جھوٹ کذب

اور بہتان کے ذریعے ائمہ ضلال اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کا تقرب حاصل کیا۔ ائمہ ضلال کے اعمال کی (جھوٹی احادیث کے ذریعے) تصدیق کی (ان باطل احادیث کے ذریعے) ان کو لوگوں کی گردن پر مسلط کیا۔ ان سے مل کر مالِ دُنیا کھاتے رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ لوگ بادشاہوں اور دُنیا کا ساتھ دیتے ہیں مگر وہ شخص ان سے الگ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ یہ ان چار میں سے پہلی قسم ہے، دوسرا وہ شخص ہے جس نے رسولؐ اللہ سے سُنا لیکن اس کو پوری طرح یاد نہ رکھا۔ وہ اس حدیث کے یاد کرنے میں وہم کا شکار ہو گیا۔ اس کو اس بات کے جھوٹ کا یقین نہ ہوا۔ اب وہ حدیث اس کے پاس موجود ہے اور وہ اس کو روایت کرتا رہتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے اور وہ (لوگوں سے) کہتا ہے میں نے رسولؐ اللہ سے سُنا ہے۔ اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ وہ شخص محض شک اور گمان کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے۔ تو وہ اس کی حدیث کو قبول نہ کرتے، اگر خود اس کو علم ہوتا کہ وہ حدیث محض گمان ہی گمان ہے۔ تو ضرور اس حدیث کو ترک کر دیتا تیسرا وہ شخص ہے جس نے کسی چیز کے متعلق رسول اللہؐ سے حکم تو سُنا ہے، لیکن بعد میں رسول اللہؐ نے اس کے متعلق منع کر دیا ہے۔ اس شخص کو حکم کے متعلق علم ہے لیکن منع کرنے کے متعلق کوئی خبر نہیں۔ یا رسول اللہؐ سے کسی چیز کی ممانعت کے متعلق علم ہے لیکن منع کرنے کے متعلق کوئی خبر نہیں۔ یا رسولؐ اللہ سے کسی چیز کی ممانعت کے متعلق تو سنا ہے، لیکن رسول اللہؐ نے بعد میں اس چیز کے ترک کے متعلق حکم دیدیا ہے۔ نہ اسے منسوخ کا علم اور نہ ناسخ کا پتہ اگر اس شخص کو پتہ ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ تو وہ ضرور اس کو چھوڑ دیتا اگر مسلمانوں کو پتہ ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ تو ضرور

کو ترک کر دیتے۔ چوتھا وہ شخص ہے، جو جھوٹ سے نفرت، اللہ کے خوف اور رسول اللہؐ کی تعظیم کی خاطر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ پہ جھوٹ نہیں باندھتا۔ نہ وہ گمان میں مبتلا ہوا بلکہ حدیث کو جیسے سنا ویسے ہی یاد رکھا، حدیث کو اس طرح بیان کیا جس طرح (رسول اللہؐ سے) سنا تھا۔ نہ اس میں زیادتی کی نہ کمی، منسوخ (حدیث) کو چھوڑ کر ناسخ کو یاد رکھا، ناسخ پر عمل کیا منسوخ کو ترک کر دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہؐ کا حکم اور منع بھی قرآن مجید کی مانند ہے۔ اس میں ناسخ، منسوخ، عام، خاص، محکم اور متشابہ موجود ہے۔ رسول اللہؐ کا کلام بھی قرآن کی طرح دو طرح کا ہوتا ہے۔ خاص کلام اور عام کلام، قرآن کی آیت کو سنا لیکن اسے معلوم نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس سے کیا مراد ہے۔ (اسی طرح) رسول اللہؐ کے کلام کو سنا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ رسول اللہؐ کا اس سے کیا مقصد ہے۔ رسول اللہؐ کا ہر صحابی ایسا نہ تھا کہ جو کچھ رسول اللہؐ سے پوچھتا تھا۔ اس کو سمجھتا بھی تھا۔ ان میں ایسا آدمی بھی ہوتا تھا۔ جو رسول اللہؐ سے سوال تو کرتا تھا مگر سمجھ نہیں سکتا تھا۔ میں (حضرت علیؑ) ہر روز اور ہر رات تخلیہ کے مقام پر پوشیدہ باتیں کرنے کی خاطر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ مجھے تخلیہ کی جگہ بٹھاتے، جہاں آپ تشریف لے جاتے میں آپ کے ساتھ جاتا۔ اصحاب رسولؐ کو علم ہے کہ رسول اللہؐ میرے سوا کسی سے تخلیہ میں باتیں نہیں کرتے تھے۔ کبھی یہ انتظام میرے گھر میں ہوتا اور جب میں آپ کے گھر میں حاضر ہوتا تو آپ میرے ساتھ علیحدہ بات چیت فرماتے اپنی عورتوں کو الگ کر دیتے، میرے اور رسول اللہؐ کے سوا اس مقام پر اور کوئی آدمی موجود نہیں ہوتا تھا۔ جب علیحدہ باتیں بیان کرنے کے لئے آپ

میرے گھر میں تشریف لاتے۔ تو ہمارے پاس فاطمہؓ اور نہ ہی کوئی میرا بیٹا اٹھایا جاتا۔ جب میں رسول اللہؐ سے سوال کرتا تو آپ جواب دیتے۔ جب میں چپ ہو جاتا یا میرے مسائل ختم ہو جاتے تو آپ میرے ساتھ بات چیت شروع کر دیتے۔ جو بھی آپ پر قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی آپ نے مجھے پڑھا دی۔ بیان فرما کر مجھے لکھوا دی۔ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ وہ مجھے اس آیت کو سمجھنے اور یاد کرنے کی قوت عطا کرے۔ میں یاد کرنے کے بعد کوئی بھی آیت خدا کی نہیں بھولا۔ رسول اللہؐ نے مجھے آیت کی تفسیر کی تعلیم دی میں نے اسکو یاد کر لیا۔ آپ نے مجھے لکھوایا میں نے اس کو لکھ لیا۔ رسول اللہؐ نے حلال و حرام یا امر و نہی اور یا اطاعت و معصیت، گزشتہ واقعات یا قیامت تک ہونے والے واقعات جن کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی تھی ان سب کی مجھے تعلیم دے دی۔ میں نے سب کو یاد کر لیا۔ ان میں سے ایک حرف بھی نہیں بھولا۔ پھر رسول اللہؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور خدا سے دعا کی۔ کہ وہ میرے سینہ کو علم و فہم، فقہ، حکمت اور نور سے بھر دے۔ مجھے ایسی تعلیم دے جس کے بعد میں ناواقف نہ رہوں۔ مجھے ایسا حافظہ دے کہ میں بھول نہ جاؤں۔

میں نے ایک دن عرض کی ——— اے اللہ کے نبیؐ جس دن سے آپ نے اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا کی ہے۔ اس دن کے بعد سے جو تعلیم بھی آپ نے مجھے دی ہے میں اس میں سے کوئی چیز نہیں بھولا۔ (پھر) آپ کیوں اس (آیت) کو لکھواتے ہیں۔ اور لکھنے کا حکم دیتے ہیں کیا آپ کو مجھ سے نسیان کا خوف ہے؟

رسول اللہؐ نے فرمایا ـــــــ اے میرے بھائی مجھے تم سے نسیان اور جہل کا خوف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کر دیا ہے کہ اس نے تمہارے حق میں اور تمہارے ساتھیوں کے حق میں جو تمہارے بعد ہوں گے میری دعا کو قبول کر لیا ہے۔"

اوصیاءؑ رسولؐ کے بیان میں

حضرت کا بیان ہے کہ ـــــــ

میں نے عرض کیا ـــــــ اے خدا کے نبیؐ میرے ساتھی کون لوگ ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــــ یہ وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے جن کا ذکر اپنے اور میرے ساتھ کیا ہے اور فرمایا ہے:۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرّسول و اولی الامر منکم ـــــ (اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت اور تم میں جو صاحبِ امر (امامؑ) ہو اس کی اطاعت کرو)

میں نے عرض کی اے اللہ کے نبیؐ وہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا وہ اوصیاء ہیں (یہ) وہ لوگ ہیں جو میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ وہ تمام کے تمام ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں ان کا مکر کرنے والے کا مکر اور ساتھ چھوڑنے والے کا ساتھ چھوڑنا کوئی نقصان نہ دے گا۔ وہ قرآن کے ساتھ ہیں، قرآن ان کے ساتھ ہے۔ نہ وہ قرآن کو چھوڑیں گے اور نہ قرآن ان کو چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے میری

امت کی مدد کرے گا۔ میری امت کے لوگ ان کے ذریعے بارانِ رحمت حاصل کریں گے۔ ان کی دعا قبول ہونے کی وجہ سے میری امت کی مصیبت دُور ہو گی۔

میں نے عرض کی ـــــ یارسولؐ اللہ مجھے ان کے نام بتایئے؟

رسولؐ اللہ نے فرمایا (ایک) میرا یہ بیٹا ہے۔ آپ نے حسنؑ کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر فرمایا (دوسرا) میرا یہ بیٹا ہے۔ آپ نے حسینؑ کے سر پر ہاتھ رکھا، پھر میرے اس بیٹے کا بیٹا (زین العابدینؑ) ہوگا۔ آپ نے حسینؑ کے سر پر ہاتھ رکھا، پھر اس بیٹے کا ایک بیٹا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اس کا نام محمد (باقر) ہوگا۔ میرے علم کا باقر ہوگا (میرے علم کا چشمہ اس سے پھوٹے گا) وہ اللہ کی وحی کا خازن ہوگا۔ عنقریب علیؑ (زین العابدین) تمہاری زندگی میں پیدا ہوں گے۔ اے میرے بھائی میرا ان سے سلام کہہ دینا۔ پھر رسولؐ اللہ نے حسینؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ عنقریب تمہارے زمانہ میں محمدؑ بن علیؑ پیدا ہوں گے۔ ان سے میرا سلام کہہ دینا۔ پھر اے میرے بھائی تمہارے بیٹے کی اولاد سے بارہ ائمہؑ کی تعداد پوری ہو گی۔

میں نے عرض کی ـــــ اے اللہ کے نبیؐ مجھے ان کے نام بتایئے؟

رسولؐ اللہ نے مجھے ایک ایک کا نام بتایا (رسولؐ اللہ نے مجھ سے فرمایا) اے بنو ہلال انہیں میں سے میری امت کا مہدیؑ پیدا ہوگا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے پُر ہو گی۔ خدا کی قسم میں ان تمام لوگوں کے نام جانتا ہوں[1] جو رکن اور مقام کے درمیان اس کی

---

[1] مفصل واقعات بصائر الدرجات عربی اردو میں ملاحظہ فرمائیے ۱۲

بیعت کریں گے۔ میں ان تمام کے نام اور ان کے قبائل بھی جانتا ہوں۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے یہ حدیث حضرت علیؑ کی روایت سے دونوں حضرات کی خدمت میں بیان کی، دونوں نے فرمایا:۔ ———

(اے سلیمؓ) تم نے سچ کہا۔ ہمارے والد بزرگوار (علیؑ) نے تم سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے ایسا ہی رسولؐ اللہ سے یاد کیا ہوا ہے۔ جیسا ہمارے باپ نے تم سے بیان کیا ہے۔ یہ پوری حدیث ہے۔ نہ اس میں زیادتی کی ہے نہ کمی"

سلیمؓ کا بیان ہے کہ پھر میں علی بن حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے پاس آپ کا بیٹا محمدؐ بن علیؑ بھی موجود تھا۔ جو کچھ میں نے آپ کے باپ چچا اور امیر علیہ السلام سے سنا تھا بیان کیا۔ حضرت علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا:۔ ———

"مجھے امیر علیہ السلام نے رسولؐ اللہ کا سلام اس وقت پہنچایا تھا جب میں لڑکا تھا"

پھر امام محمدؑ باقرؑ نے فرمایا:۔ ———

"مجھے میرے دادا حسینؑ نے رسولؐ اللہ کا پیغام پہنچایا تھا"

ابانؓ کا بیان ہے کہ ——— میں نے یہ تمام حدیث سلیمؓ کی روایت سے علیؑ بن حسینؑ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا:۔ ———

"سلیمؓ نے سچ کہا۔ جابر بن عبداللہ انصاریؓ میرے بیٹے (محمد باقرؑ) کے پاس آئے تھے اور وہ ابھی کم سن تھے۔ جابرؓ نے آپ کا بوسہ لیا اور رسولؐ اللہ کا سلام پہنچایا"

ابانؓ نے کہا ——— میں نے فریضۂ حج ادا کیا اور ابو جعفر محمدؑ بن علیؑ کی خدمت

حاضر ہوا۔ میں نے یہ تمام حدیث بغیر کوئی حرف چھوڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں عرض کی آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر فرمایا:۔ ——

"سلیمؓ نے سچ فرمایا، میرے دادا کی شہادت کے بعد جابرؓ بن عبداللہ انصاری میرے پاس آئے تھے۔ میں اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے بعینہٖ یہ حدیث بیان کی۔ میرے باپ نے سلیمؓ سے کہا تھا۔ تم نے سچ کہا۔ میرے باپ نے یہ حدیث امیر المومنینؑ کے حوالے سے تم سے بیان کی ہے اور ہم موجود تھے۔ پھر دونوں امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ نے سلیمؓ سے وہ حدیث بیان کی۔"

قریش سے متعلق

امام محمدؐ باقر علیہ السلام کا بیان

ابانؓ کا بیان ہے کہ مجھے ابو جعفر محمدؑ باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ——

"ہم نے کس قدر قریش کے مظالم برداشت کئے ہیں۔ ان لوگوں نے ہمارے گرانے میں اتفاق کر لیا۔ ہمیں قتل کیا ہمارے شیعوں اور دوستوں نے ان لوگوں کی تکلیفیں برداشت کیں، رسولؐ اللہ انتقال فرما گئے۔ لیکن ہمارے حق کو قائم کر گئے، ہماری اطاعت کا حکم دے گئے، رسولؐ اللہ نے ہماری ولایت اور محبت کو فرض کیا (رسولؐ اللہ نے) ان لوگوں کو آگاہ کیا کہ ہم ان سے ان کی جان سے افضل ہیں (رسول اللہؐ نے انہیں حکم دیا کہ سننے والا نہ سننے والے کو جا کر یہ بات بتلا دے، ان لوگوں نے علی علیہ السلام کے

خلاف اتحاد کر لیا۔ علی علیہ السلام نے اپنے حق کے اثبات میں وہ تمام احادیث ارشاد فرمائیں، جو رسول اللہ ارشاد فرما گئے تھے۔ عام لوگوں نے بھی ان احادیث کو سنا تھا (لیکن قریش نے) کہا (اے علیؑ) آپ نے سچ فرمایا ہے، بے شک رسول اللہ نے آپ کے حق میں ایسا فرمایا تھا۔ لیکن بعد میں اس استحقاقِ خلافت کو منسوخ فرما دیا تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیتؑ کو مکرم اور برگزیدہ بنایا ہے اور ہمارے لئے دُنیا کو پسند نہیں کیا تھا۔ ہمارے لئے خلافت اور نبوت کو جمع نہیں کیا۔ حضرت کے سامنے مذکورہ حدیث کی صداقت میں چار آدمیوں نے (جھوٹی) گواہی دی (کہ رسولؐ اللہ) نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی۔ حالانکہ مذکورہ حدیث جھوٹی ہے۔ گواہی دینے والے یہ چار آدمی ہیں۔ حضرت عمر، ابوعبیدہ، معاذ بن جبل، اور ابوحذیفہ کا غلام سالم نے (غلط حدیث پر گواہی دیکر) عام لوگوں کو شبہ میں ڈال دیا۔ ان کو (حق سے) روک دیا۔ ان کو پہلی حالت کی طرف لوٹا دیا۔ جہاں خلافت کو اللہ تعالےٰ نے رکھا تھا۔ اس کو وہاں سے نکال دیا۔ انصار کے سامنے ہمارے حق پر حجت کیساتھ اپنا حق جتلاتے رہے۔ قریش نے خلافت کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ پر اتفاق کر لیا۔ پھر حضرت ابوبکر نے خلافت کو حضرت عمر کی طرف موڑ دیا تاکہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کا معاوضہ ادا کرسکیں، پھر حضرت عمر نے خلافت کو چھ آدمیوں کی شوریٰ میں بند کر دیا۔ پھر عبدالرحمٰن نے خلافت کو حضرت عثمانؓ کے حق میں تجویز کیا، تاکہ حضرت عثمان مرنے سے پہلے خلافت کو عبدالرحمٰن بن عوف کے حوالہ کریں۔ حضرت عثمان نے عبدالرحمٰن بن عوف کیساتھ دغا کی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان کو کافر اور جاہل جیسے الفاظ سے یاد کیا۔ ابن عوف حضرت عثمان کی زندگی میں طاعن کی

بیماری میں مبتلا ہو کر مر گئے۔ ابن عوف کے لڑکے نے کہا حضرت عثمان نے اس کو زہر دیا تھا۔ اس لئے مر گئے ہیں۔ پھر طلحہ اور زبیر کھڑے ہو گئے ان دونوں نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر کے حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی۔ پھر دونوں نے بیعت کو توڑ کر بے وفائی کی وہ دونوں ام المومنین بی بی عائشہ کیساتھ بصرہ چلے گئے۔ پھر معاویہ نے ظالمینِ شام کو خونِ عثمان کا بدلہ لینے کی خاطر دعوت دی۔ اہل شام نے ہمارے ساتھ لڑائی شروع کر دی، پھر حضرت علیؑ کی مخالفت اہل حروراء نے کی وہ کہنے لگے کہ (خلافت کا فیصلہ) کتاب اللہ اور سنّت رسولؐ پر کیا جائے۔ اگر دونوں جج (ابو موسےٰ اشعری اور عمرو عاص) ان شرائط کے تحت فیصلہ کرتے جو ان پہ عائد کئے گئے تھے وہ ضرور فیصلہ کرتے کہ علیؑ کتاب خدا اور اس کے رسولؐ کی زبان اور سنّت کے لحاظ سے امیر المومنینؑ ہیں (خلافت کے اہل ہیں) پھر حضرت علیؑ کی مخالفت اہل نہروان نے کی یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا۔ پھر ان لوگوں نے حضرت کی وفات کے بعد امام حسنؑ سے بیعت کی، آپ سے وعدہ کر کے بے وفائی کی، آپ کو اکیلا چھوڑ دیا۔ آپ کی ران مبارک پہ خنجر مارا آپ کے لشکر کو لوٹ لیا۔ جب آپ کو مددگار نہ مل سکے تو آپ نے اپنی، اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں کی جان بچانے کی خاطر معاویہ سے صلح کر لی۔ شیعہ تعداد میں تھوڑے ہیں۔ اور حق بھی تھوڑا ہے پھر کوفہ کے اٹھارہ ہزار آدمیوں نے امام حسینؑ کی بیعت کی۔ پھر بے وفائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ سے جنگ کی، آپنے بھی اس سے جہاد کیا۔ یہاں تک کہ آپ شہید کر دیئے گئے، رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد ہم اہل بیت کو ذلیل کیا گیا۔ محروم کیا گیا، قتل کیا گیا۔ اور بھگایا گیا۔ ہمیں اور ہر اُس شخص کو جو ہمیں دوست رکھتا ہے۔ اپنی زندگی کا خوف ہے، جھوٹے لوگوں نے

اپنے کذب کے باعث ظالم بادشاہوں کے نزدیک مرتبہ حاصل کرلیا ہے، وہ اس کے باعث ہر شہر میں اپنے دوست حکام اور گورنروں کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ وہ لوگ ہمارے دشمنوں کے سامنے ان کے اور گذشتہ خلفاء کے حق میں جھوٹی احادیث بیان کرتے ہیں، وہ ان (جھوٹی) احادیث کو ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے اُن جھوٹی احادیث کو بیان نہیں کیا۔ وہ لوگ ہماری بُرائی بیان کرتے ہیں۔ ہم پر جھوٹ کی نسبت دیتے ہیں۔ وہ لوگ جھوٹ اور کذب سے اپنے خلفاء اور حکام کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ یہ باتیں کافی کثرت سے امام حسن علیہ السلام کی موت کے بعد معاویہ کے زمانہ میں پھیلائی گئیں۔ ہر جگہ ہمارے شیعوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ ہم سے محبت رکھنے کی وجہ سے سولی پر چڑھائے گئے۔ یہ مصیبت ہمیشہ جاری رہی۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ابن زیاد کے زمانہ میں شدت اختیار کر گئی۔ حجاج نے اکثر دوست داران اہل بیت کو بدگمانی اور تہمت کی وجہ سے چُن چُن کر قتل کیا۔ کہ اگر کسی آدمی کو زندیق اور مجوسی کہا جاتا تھا تو وہ اس کے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا بہ نسبت اس کے کہ اس کو امام حسینؑ کا شیعہ کہا جائے (امام محمد باقرؑ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا ــــ "اے اللہ میرے قول کو رسولؐ اور قولِ علیؑ بنا۔ رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد اُمتِ محمدیہ میں اختلاف رہے گا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ مہدی علیہ السلام کو ظاہر کریگا

ذکرِ امیرؑ بزبانِ امیرؑ

ابانؓ سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ نے کہا میں نے علیؑ کو

حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں مسجدِ رسولؐ میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ کچھ لوگ آپس میں علم اور فقہ کی باتیں اور تذکرہ کر رہے تھے۔ ان لوگوں نے قریش کی فضیلت، سبقت اور ہجرت کا ذکر کیا اور ان احادیث کا ذکر بھی کیا۔ جنکو رسولؐ اللہ نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ کہ آئمۂ قریش میں سے ہوں گے، لوگ قریش کے پیرو ہیں۔ قریش عرب کے امام ہیں قریش کو گالیاں نہ دو، ایک قریش کی قوت دوسرے دو آدمیوں کی قوت کے برابر ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے جو لوگ قریش کو دشمن رکھتے ہیں جو شخص قریش کی ذلّت کا ارادہ کرتا ہے۔ خدا اس کی ذلّت کا ارادہ کرتا ہے۔ خدا اس کی ذلالت کرتا ہے۔ نیز ان لوگوں نے انصار کی فضیلت، سبقت اور نصرت کا ذکر کیا۔ اور ان باتوں کو بھی بیان کیا جو اللہ تعالےٰ نے ان کی تعریف میں اپنی کتاب میں بیان کی ہیں اور اس چیز کا بھی ذکر آیا جو رسولؐ اللہ نے انصار کی فضیلت میں بیان کیا ہے اور اس حدیث کا ذکر بھی آیا جو رسولؐ اللہ نے سعد بن معاذ کے جنازہ کے متعلق ارشاد فرمائی تھی۔ ان لوگوں نے حنظلہ بن ابو عامر کا ذکر کیا (جو جنگِ اُحد میں شہید کیے گئے تھے) جس کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ رسولؐ اللہ بلا چادر اوڑھے ننگے پاؤں جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ کبھی دائیں اور کبھی بائیں جنازہ کو کندھا دیتے تھے، اصحاب نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ آپ بلا چادر اوڑھے اور بلا جوتے پہنے چل رہے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا فرشتے بھی بلا چادر اور جوتا پہنے چل رہے ہیں)

اور اس صحابی کا ذکر بھی کیا۔ جس کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی تھی (یہ شخص عاصم بن ثابت انصاری تھا۔ اُحد کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔ کفار لاش کیساتھ زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ شہد کی مکھیوں نے آپ کی لاش کی حفاظت کی اور کفار کو باز رکھا۔ ان لوگوں نے انصار کی ہر ایک فضیلت کو بیان کیا۔ ہر ایک قبیلہ نے کہا ہم میں فلاں آدمی ہے، قریش نے کہا۔ ہم میں رسول اللہ حمزہؓ، جعفرؓ، عبیدہ بن حارث، زید بن حارث، ابوبکر، عمر، سعد، ابو عبیدہؓ سالم اور عبدالرحمٰن بن عوف ہیں۔ سابقین (فی الاسلام) ان میں سے ہر ایک آدمی کا نام لیکر

ذکر کیا گیا۔ اس مجمع میں سو سے زائد آدمی شامل تھے۔ قریش میں جو آدمی موجود تھے۔ اور مجھے یاد ہیں وہ یہ تھے (۱) علیؑ بن ابی طالب (۲) سعد (۳) ابن عوف (۴) زبیر (۵) طلحہ (۶) عمار (۷) مقداد (۸) ابوذر (۹) ہاشم بن عقبہ (۱۰) عبداللہ بن عمر (۱۱) حسنؑ (۱۲) حسینؑ (۱۳) عبداللہ بن عباس (۱۴) محمد بن ابی بکر (۱۵) عبداللہ بن جعفر (۱۶) عبداللہ بن عباس (۱۷) محمد بن کعب (۱۸) زید بن ثابت (۱۹) ابو ایوب (۲۰) ابوالہیثم بن تیہان (۲۱) محمد بن سلمہ (۲۲) قیس بن سعد (۲۳) جابر بن عبداللہ (۲۴) ابو مریم (۲۵) انس بن مالک (۲۶) زید بن ارقم (۲۷) عبداللہ بن ابی ارضی (۲۸) ابولیلیٰ (۲۹) عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ (۳۰) ابوالحسن بصری (۳۱) حسن بصری۔

سلیمؓ نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس روز صبح سے لوگ کافی تعداد میں جمع ہو گئے تھے (ان باتوں میں) ظہر کا وقت آگیا۔ حضرت عثمان اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو لوگوں کے حالات کا کچھ پتہ نہ تھا۔ حضرت علیؑ اور آپ کے اہل بیت میں سے ہر ایک آدمی خاموش تھا۔ لوگ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے:۔ ——————

"اے ابوالحسنؑ! آپ کیوں خاموش ہیں آپ کو گفتگو کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟"

حضرت نے فرمایا:۔ ——————

"ہر ایک قبیلہ نے اپنی اپنی فضیلت بیان کی ہے۔ (لیکن) اے گروہِ قریش و اے گروہِ انصار! اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس کی وجہ سے یہ فضیلت عطا کی ہے؟ اپنی ذات کی وجہ سے؟ اعزار کی وجہ سے؟ گھر والوں کی وجہ سے؟ یا کسی غیر کی وجہ سے تمہیں یہ شرف حاصل ہوا ہے؟"

ان لوگوں نے کہا —— ہمیں رسول اللہؐ کے طفیل یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا:۔ ——————

"اے گروہِ انصار کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو۔ کہ جس ذات کی وجہ سے تم نے یہ فضیلت حاصل کی ہے وہ دُنیا و آخرت میں سب سے افضل ہیں۔ وہ تم میں سے نہیں بلکہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ میرے چچازاد بھائی (محمدؐ) رسول اللہؐ ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ میں اور میرا بھائی علیؑ بن ابی طالب اپنے باپ آدمؑ کی مٹی ہیں۔ اہل بدر، اہل اُحد، اہل سبقت اور اہلِ تقدم (اصحاب) نے کہا ہم نے رسول اللہؐ سے اسی طرح سُنا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا ہم نور محض تھے۔ جو خلقتِ آدم سے ۱۴ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رواں دواں تھے، جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدمؑ کی صلب میں ڈال کر زمین پر اتارا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو نوحؑ کی پشت میں ڈال کر کشتی میں سوار کیا۔ پھر اسی نور کو ابراہیمؑ کی پشت میں رکھ کر آگ میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اصلاب کریم سے ارحام طاہرہ کی طرف اور ارحام طاہرہ سے اصلاب کریم کی طرف باپ اور ماں کے ذریعے منتقل کرتا رہا۔ ان میں سے کوئی بھی غیر اسلامی حالت میں پیدا نہیں ہوا۔ (سب نے کہا ہاں ہم نے رسولؐ اللہ سے ایسا ہی سُنا تھا) حضرت نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں۔ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے اپنے صحابہ میں سے ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا تھا اور مجھے خود اپنا بھائی بنایا تھا۔ فرمایا تھا (اے علیؑ) دُنیا اور آخرت میں تم میرے بھائی ہو۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ (سب نے کہا ہاں) آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے مسجد اور اپنے گھروں کی جگہ کو خرید فرمایا۔ (مسجد تعمیر کرنے کے بعد) دس گھر بنائے تھے۔ نو گھر آپ کے تھے۔ دسواں گھر ان کے درمیان میرا تھا۔ تمام وہ دروازے جو مسجد کی

جانب کھلتے تھے بند کرادیئے تھے، صرف میرا دروازہ کھلا رہا۔ اس پر ایک اعتراض کرنے والے نے اعتراض کیا تھا (کہ علیؑ کا دروازہ کیوں کھلا ہے) رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ مجھے تمہارے دروازے بند کرنے اور علیؑ کے دروازے کو کھلا رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ رسولؐ اللہ نے تمام کو میرے سوا مسجد میں سونے سے منع کردیا تھا۔ میں مسجد میں جنب کی حالت میں سوتا تھا۔ صرف رسولؐ اللہ کا اور میرا گھر مسجد میں تھا۔ رسولؐ اللہ کی اور میری اولاد مسجد میں پیدا ہوئی تھی۔ (سب نے کہا ہاں)

حضرت نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ حضرت عمرؓ نے ایک سوراخ جو آپ کے گھر میں مسجد کی جانب تھا کہ باقی رکھنے پر اصرار کیا تھا لیکن رسولؐ اللہ نے اس کو باقی رکھنے سے منع کر دیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک پاکیزہ مسجد تیار کریں۔ اس میں موسیٰؑ، ہارونؑ اور ہارونؑ کے دونوں بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے (اسی طرح) اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک پاکیزہ مسجد تیار کروں اور اس میں میرے اور میرے بھائی علیؑ اور اس کے دونوں بیٹوں (حسنینؑ) کے سوا اور کوئی قیام نہ کرے (سب نے کہا ہاں درست ہے)

حضرت نے فرمایا کیا تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے جنگ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا (اے علیؑ) تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسےؑ سے حاصل تھی۔ تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔ (سب نے کہا ہاں)

حضرت نے فرمایا ——— کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جب اہل نجران نے رسولؐ اللہ کو مباہلہ کی دعوت دی تھی تو رسولؐ اللہ میرے میری

بیوی اور میرے دونوں بیٹوں کے سوا اپنے ساتھ کسی کو نہیں لے گئے تھے ؟ (سب نے کہا ہاں)

آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہؐ نے خیبر کی جنگ کے روز مجھے علم عطا فرمایا تھا۔ پھر ارشاد فرمایا تھا۔ کہ کل میں اس شخص کو علم دوں گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ نہ بزدل ہے اور نہ بھاگ جانیوالا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے خیبر فتح کرے گا۔ سب نے کہا ہاں۔

آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہؐ نے مجھے سورہ برأت دیکر روانہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ میری طرف سے کوئی شخص آیات کی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ مگر وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ سب نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جو مصیبت رسولؐ اللہ پر وارد ہوئی۔ آپ مجھ پر اعتماد کرتے تھے۔ (اس مصیبت میں) مجھے آگے بڑھاتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے مجھے نام لیکر کبھی نہیں بلایا تھا۔ بلکہ فرماتے تھے۔ میرے بھائی کو میرے پاس لاؤ۔ (حاضرین نے کہا۔ ہاں ہم نے یہ حدیث رسولؐ اللہ سے سنی تھی)

حضرت نے کہا ——— کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہؐ نے میرے اور زید کے درمیان حمزہؓ کی لڑکی کے بارے میں فیصلہ کیا تھا۔ اور مجھے فرمایا تھا اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔ سب نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا۔ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ ہر رات اور ہر دن مجھے رسول اللہؐ سے پوشیدہ باتیں کرنے اور تنہائی کا موقع حاصل ہوتا تھا

جب میں آپ سے سوال کرتا تھا تو آپ جواب مرحمت فرماتے تھے جب میں خاموش ہو جاتا تھا تو آپ گفتگو فرماتے تھے (سب نے ہاں کہا اور یہ حدیث سُنی ہے)

حضرت نے فرمایا —— کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہؐ نے مجھے حمزہؓ اور زید پر فضیلت دی تھی۔ اور جناب سیدہؑ سے فرمایا تھا کہ میں نے تمہاری شادی اُس سے کی ہے جو میرے خاندان میں سب سے بہتر اور میری اُمت میں سب سے افضل ہے۔ سب سے زیادہ صلح پسند، بڑے صبر والا اور بڑے علم والا ہے۔ سب نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا —— کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں تمام اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں اور میرا بھائی علیؑ عرب کا سردار ہے۔ اور فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ (سب لوگوں نے کہا یہ حدیث رسولؐ اللہ سے سُنی تھی)

حضرت نے فرمایا —— کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے اپنے غسل کا حکم مجھے دیا تھا۔ اور مجھے آگاہ فرمایا تھا کہ اس معاملہ میں میری مدد جبرائیلؑ کریں گے۔ سب لوگوں نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا —— کیا تم لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک خدا کی کتاب ہے دوسرے میرے اہل بیتؑ۔ سب نے کہا ہاں (یہ حدیث رسولؐ اللہ سے سنی تھی)

سلیمؓ کا بیان ہے کہ حضرت نے قرآن مجید میں جو خاص چیز آپ کے حق میں اور

آپ کے اہلبیتؑ کے حق میں وارد ہوئی تھی۔ سب کو بیان کیا اور رسولؐ اللہ کی کوئی حدیث ترک نہ فرمائی، ہر ایک چیز کے متعلق ان لوگوں کو خدا کی قسم دیکر دریافت کرتے تھے۔ بعض چیزوں کے متعلق سب لوگ ہاں کہہ دیتے تھے اور بعض کے متعلق خاموش ہو جاتے تھے خاموش رہنے والے لوگ کہتے تھے کہ آپ ہمارے نزدیک ہاں کہنے والوں سے معتبر ہیں۔ ہمیں ان لوگوں نے بیان کیا ہے۔ جن پر ہم کو اعتماد ہے انہوں نے ان احادیث کو رسولؐ اللہ سے سنا ہے۔ جب حضرت اس بیان سے فارغ ہوئے تو فرمایا:۔ ——

"اے میرے اللہ ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ ان لوگوں نے کہا اے میرے اللہ ہم گواہی دیتے ہیں جو کچھ ہم نے کہا ہے حق کہا ہے اور وہی بات کہی ہے جو رسولؐ اللہ سے سنی ہے۔"

حضرت نے فرمایا —— کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ اس نے مجھے دوست رکھا اور علیؑ سے دشمنی کی وہ جھوٹا ہے۔ اس نے مجھ سے محبت نہیں کی۔ رسولؐ اللہ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھدیا تھا۔ ایک شخص نے رسولؐ اللہ سے کہا یہ کیسے؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا علیؑ مجھ سے ہے میں علیؑ سے ہوں، جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے مجھے دوست رکھا، اس نے خدا کو دوست رکھا۔ جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اس نے خدا سے بغض رکھا۔"

معزز قبائل کے تقریباً بیس آدمیوں نے کہا ہاں! یہ حدیث ہم نے رسولؐ اللہ سے سنی تھی۔ باقی لوگ خاموش رہے۔ حضرتؑ نے خاموش رہنے والوں سے دریافت کیا کہ تمہاری خاموشی کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا جن لوگوں نے (حدیث کی صداقت پر) گواہی دی ہے وہ ہمارے نزدیک، صدق، فضل اور سبقت میں معتبر ہیں۔

علی علیہ السلام نے فرمایا ——— "اے میرے اللہ ان لوگوں پر گواہ رہنا"

طلحہ بن عبداللہ نے جو قریش کے عقلمند آدمی تھے کہا ہم حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور ان کے حامیوں کے خلافت کے دعویٰ سے کس طرح نجات حاصل کریں اور ہم حضرت ابوبکر کے ان ساتھیوں سے کس طرح نجات پائیں، جنہوں نے ان لوگوں کی بات کی تصدیق کی اور شہادت دی تھی (رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے اہل بیت میں خلافت نہ ہوگی) جس دن آپ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لایا گیا تھا۔ تو ان لوگوں نے آپکے دعوے کی تصدیق کی تھی (لیکن، پھر حضرت ابوبکر نے کہا تھا کہ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے (رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا) مجھے اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ ہم اہل بیت میں نبوت اور خلافت جمع نہ ہوگی حضرت ابوبکر کی اس بات (حدیث) پر حضرت عمر، ابوعبیدہ، سالم اور معاذ بن جبل نے تصدیق کی تھی۔

پھر طلحہ آگے بڑھے اور کہا ——— اے علیؑ جس بات کا آپ نے ذکر اور دعویٰ کیا ہے۔ وہ حق ہے، آپ نے اپنی سبقت اور فضیلت بیان کی ہے۔ ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جانتے ہیں۔ لیکن خلافت کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ جیسا ان پانچ آدمیوں نے گواہی دی ہے۔

پھر حضرت نے طلحہ کی بات سے ناراض ہوکر فرمایا: ———

"اے طلحہ! تم نے ایک چیز کو جس کو برابر چھپاتے رہے ہو۔ ظاہر کر دیا ہے (حضرت سے وہ بات رسولؐ اللہ نے حضرت عمر کی موت کے دن غالباً عالم رویا میں بتا دی تھی) حضرت کے مقصد کو طلحہ نہ سمجھ سکا۔ حضرت طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگ آپ کا کلام سن رہے تھے۔ اے طلحہ! خدا کی قسم میرے نزدیک وہ نوشتہ زیادہ محبوب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پھینکے گا۔ ان پانچ آدمیوں کے نوشتہ سے۔ جو ان لوگوں نے

خانہ کعبہ میں بیٹھ کر آخری حج کے موقع پر طے کیا تھا۔ (وہ نوشتہ یہ تھا) اگر محمدؐ مرجائیں یا قتل ہوجائیں تو یہ لوگ مجھ پر غالب آکر حکومت کریں گے، مجھ تک خلافت کو نہ آنے دیں گے۔ اے طلحہ رسولؐ اللہ کے خم غدیر کے فرمان کے مطابق میرے متعلق ان کی یہ دلیل باطل ہے (رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا) جس کی جان سے میں افضل ہوں علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔ جب وہ میرے امیر اور حاکم ہوں تو میں ان کی جان سے کیسے افضل ہوسکتا ہوں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا (اے علیؑ) نبوت کے سوا تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ (اے طلحہ) کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ خلافت نبوت سے الگ چیز ہے (رسول اللہ کو) نبوت کے سوا کسی اور چیز[1] کو الگ کرنا ہوتا تو ضرور الگ فرماتے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوں گے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میرے اہلبیتؑ، تم ان سے آگے نہ بڑھنا، نہ ان کو چھوڑ دینا، نہ ان کو تعلیم دینا۔ یہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ (اے طلحہ) کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ امت کا خلیفہ اسے ہونا چاہیئے جو سب سے زیادہ عالم کتاب خدا اور ماہر سنت نبیؐ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ——

افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا
یھدی۔ وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم اواثارۃ
من علم۔

رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ —— جب لوگ ایسے آدمی کو خلیفہ منتخب کرلیں، جس سے زیادہ علم والا آدمی ان میں موجود ہو (کم علم کو خلیفہ بنایا جائے) تو ایسے لوگوں کا کام ہمیشہ زوال کی طرف جاتا رہے گا۔ جب

---

[1] خلافت

تک وہ وہاں واپس نہ آجائیں جہاں انہوں نے خلافت کو چھوڑا تھا۔

(اصل خلیفہ کو نہ چن لیں) خلافت اور چیز ہے اور حکومت اور چیز۔

ان لوگوں کے جھوٹ اور نافرمان ہونے پر ایک دلیل قائم ہے (وہ دلیل یہ ہے کہ) ان لوگوں نے رسول اللہؐ کے حکم سے مجھے امیرالمومنینؑ کہکر سلام کیا تھا۔ یہ بات اس چیز کا ثبوت اور حجت ہے (کہ میں خلیفہ برحق ہوں) یہ بات ان لوگوں پر خاص تم پر اور تمہارے ساتھی زبیر پر تمام امت پر ابن عوف پر اور تمہارے اس موجودہ خلیفہ حضرت عثمان پر حجت اور ثبوت ہے۔

شوریٰ والے چھ کے چھ آدمی زندہ ہیں، اگر حضرت ابوبکر رسولؐ اللہ کی حدیث بیان کرنے میں سچے ہیں تو حضرت عمر نے مجھے شوریٰ میں کیوں شامل کیا۔ حضرت عمر نے مجھے خلافت کی شوریٰ میں شامل کیا تھا یا کسی اور چیز میں۔ اگر تمہارے گمان میں شوریٰ خلافت کے لیے تھا۔ تو حضرت عثمان کے لیے حکومت جائز نہیں، آؤ ہم اس حکومت کے بارے میں مشورہ کریں اگر شوریٰ محض خلافت کے معاملہ میں تھا تو حضرت عمر نے مجھے شوریٰ میں کیوں شامل کیا تھا۔ خارج کیوں نہ کیا۔ حضرت عمر نے (حضرت ابوبکر کی خلافت کے روز خود) کہا تھا کہ رسولؐ اللہ نے اہل بیت کو خلافت سے الگ کیا ہے۔ حضرت عمر نے (رسولؐ اللہ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے) کہا تھا کہ اہل بیت کا خلافت میں کوئی حق نہیں ہے۔

جب حضرت عمر نے (مرض الموت کے وقت) ہمیں بلایا تھا تو اپنے بیٹے عبداللہ سے کیا کہا تھا۔ عبداللہ یہاں موجود ہیں (اے عبداللہ) میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں جب ہم لوگ باہر نکل گئے تھے تو حضرت عمر نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟

عبداللہ نے کہا (اے علیؑ) جب آپ نے قسم دیکر دریافت کیا ہے تو اصل حقیقت بیان کرتا ہوں۔

حضرت عمر نے فرمایا تھا۔ کہ اگر یہ لوگ بنو ہاشم کے اس آدمی کی بیعت کریں جس کے سر کے آگے بال کم ہیں تو وہ ان لوگوں کو روشن راستہ پر چلائے گا۔ ان کو نبیؐ کی سنت پر قائم رکھے گا۔

پھر علی علیہ السلام نے فرمایا —— اے عبداللہ تم نے اس وقت کیا کہا تھا؟

عبداللہ نے کہا میں نے عرض کی تھی۔ علیؑ کو خلیفہ بنانے میں کیا چیز مانع ہے؟

علی علیہ السلام نے فرمایا —— اے عبداللہ حضرت عمر نے تمہیں کیا جواب دیا تھا؟

عبداللہ نے کہا جواب کو میں پوشیدہ رکھوں گا۔

حضرت نے فرمایا —— (اے عبداللہ) مجھے رسولؐ اللہ نے تمام واقعہ سے آگاہ کر دیا تھا۔

عبداللہ نے عرض کی کہ رسولؐ اللہ نے کب بتایا تھا۔

حضرت نے فرمایا۔ ایک دفعہ خواب میں رسولؐ اللہ نے مجھے اپنی زندگی میں آگاہ کیا تھا۔ دوسری دفعہ اس وقت آگاہ کیا تھا۔ جس رات تمہارے والد کا انتقال ہوا تھا۔ جس شخص نے رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا وہ ایسا ہی ہے۔ جس نے رسولؐ اللہ کو بیداری میں دیکھا ہے۔"

عبداللہ نے عرض کی آپ کو رسولؐ اللہ نے کیا بتایا تھا؟

علی علیہ السلام نے فرمایا —— اے عمر کے فرزند میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ اگر میں تم کو وہ بات بتا دوں تو تم ضرور اس کی تصدیق کرنا۔

عبداللہ نے کہا —— تصدیق کروں گا۔ ورنہ خاموش ہو جاؤں گا۔

حضرت امیر نے فرمایا ——— (اے عبداللہ) جب تم نے حضرت عمر سے کہا کہ علیؑ کو خلیفہ بنانے میں کیا چیز حائل ہے تو تم سے حضرت عمر نے کہا تھا کہ ہم کو اس نوشتہ کا پاس ہے۔ جس کو ہم نے (خانہ کعبہ میں) تحریر کیا تھا اور اُس عہد و پیمان کا پاس ہے۔ جس کو آخری حج کے موقع پر طے کیا تھا۔ (یہ سن کر عبداللہ خاموش ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا) اے عبداللہ میں تمہیں رسولؐ اللہ کی ذات کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں۔ تم میری بات سے خاموش کیوں ہو گئے ہو۔

ابانؓ سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ ——— میں نے عبداللہ بن عمر کو اس مجلس میں دیکھا۔ جس کے گلے میں اچھو پھنس گیا تھا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر علی علیہ السلام نے طلحہ، زبیر، ابن عوف اور سعد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

"خدا کی قسم اگر ان پانچ آدمیوں نے (اہل بیت میں خلافت نہ ہو گی حدیث بنا کر) رسولؐ اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو تمہارے لئے ان کی سرداری جائز نہیں۔ اگر وہ سچے تھے تو اے پانچ آدمیو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ مجھے شوریٰ میں شامل کرو۔ مجھے تمہارا شوریٰ میں داخل کرنا رسولؐ اللہ کے فرمان کی خلاف ورزی اور انحراف کے مترادف ہے۔ (پھر حضرت نے عام لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔) اپنے نزدیک میری منزلت بتاؤ۔ تم میرے متعلق کیا جانتے ہو۔ کیا میں سچا ہوں؟ یا جھوٹا؟ لوگوں نے کہا بلکہ آپ صدیق اور صدوق ہیں۔ خدا کی قسم نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں آپ کو جھوٹ بولتے دیکھا۔

حضرت نے فرمایا ——— قسم ہے اُس ذات کی جس نے ہم اہلبیتؑ کو نبوت کیساتھ مکرم کیا، اور ہم سے محمدؐ کو منتخب کیا۔ محمدؐ کے بعد ہم کو۔

مکرم کیا۔ مومنین کے امام ہم سے پیدا کیے اور کارِ رسالت کو ہمارے سوا کوئی انجام نہ دے گا۔ امامت اور خلافت ہمارے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی کا حق اور حصہ مقرر نہیں کیا۔ رسولؐ اللہ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی اور نہ رسول آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کے بعد قیامت تک کے لئے انبیاء کا اختتام کر دیا ہے۔ قرآن کے بعد قیامت تک سب کتابوں کو ختم کر دیا ہے۔ (اللہ تعالےٰ نے رسولؐ اللہ کے بعد ہمیں اپنی زمین پر خلیفہ بنایا اور اپنی مخلوق پر گواہ بنایا۔ ہماری اطاعت کو اپنی کتاب میں فرض کیا۔ ہمیں اطاعت میں اپنے اور اپنے نبیؐ کی ذات کے ساتھ قرآن میں ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو نبی بنایا اور محمدؐ کے بعد ہمیں اپنی مخلوقات کا خلیفہ اور ان پر گواہ بنایا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم پہنچا دیا ——— (اب بتاؤ) ہم دونوں میں سے کون رسولؐ اللہ کی جگہ بیٹھنے کا حق دار ہے؟ (یہ بھی) تم نے رسولؐ اللہ سے سنا تھا کہ سورت برات لوگوں کو کوئی نہیں سنا سکتا۔ یا میں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ مجھے سورت برات دیکر (مکہ کی طرف) روانہ کیا تھا۔ تمہارے ساتھی کے لئے اتنا بھی جائز نہ ہوا کہ چار انگشت کا خط لوگوں کو رسولؐ اللہ کی طرف سے پہنچا سکے۔ اس چار انگشت کے خط کو میرے سوا کوئی پہنچانے کا اہل نہ ہوا ——— (اب بتاؤ) ہم دونوں میں رسولؐ اللہ کی جگہ بیٹھنے کا کون حقدار ہے؟ خلافت کا وہ مستحق ہے جس کو رسولؐ اللہ نے مقرر کیا ہے اور یا وہ جس کو لوگوں نے چنا ہے؟"

خم غدیر کا پیغام

علی علیہ السلام نے فرمایا ——

"وہ بات جو رسول اللہؐ نے اپنے آخری حج کے موقع پر خم غدیر کے دن اور عرفات کے دن اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمائی تھی (وہ یہ تھی) کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا ہے اور دوسرے میرے اہلبیتؑ، مجھے خدائے لطیف و خبیر نے آگاہ کیا ہے کہ یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس کوثر پر وارد ہوں گے۔ وہ ان دو انگلیوں کی مانند ہیں، جیسے ایک کے بعد دوسری۔ ان دو کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ نہ تم ان کو گراؤ اور نہ ان سے آگے بڑھو۔ نہ ان سے اختلاف کرو اور نہ ان کو تعلیم دو، یہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ رسول اللہؐ نے تمام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ جس سے ملیں اس کو یہ پیغام پہنچا دیں۔ آئمہ اہلبیتؑ کی اطاعت کو فرض تصور کریں اس کے علاوہ آپ نے کوئی اور چیز بیان نہ کی تھی۔ رسول اللہؐ نے عام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ تمام چیزیں۔ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو مبعوث کیا ہے۔ رسول اللہؐ کی طرف سے اہلبیتؑ کے سوا اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ اے طلحہ کیا تم نے نہیں دیکھا تھا۔ کہ رسولؐ اللہ نے میرے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ "اے میرے بھائی میرے قرض کی ادائیگی اور میری ذمہ داری کی برأت تمہارے سوا کوئی نہیں کرے گا۔ تم میری

ذمہ داری کو پورا کرو گے۔ تم میری سنت پر لڑائی کرو گے۔ جب حضرت ابوبکر خلیفہ بنے تو سب نے اُن کی بیعت تو کر لی حالانکہ نہ تو اُس نے رسولؐ اللہ کا قرض ادا کیا اور نہ ہی آپ کے وعدے پورے کئے۔ میں نے رسولؐ اللہ کا قرض ادا کیا اور وعدے پورے کئے اور میں نے لوگوں کو بتا دیا ہے کہ میرے سوا رسولؐ اللہ کا قرض اور وعدہ کوئی پورا نہ کرے گا۔ حضرت ابوبکر نے رسولؐ اللہ کے قرض اور وعدے کے متعلق کوئی چیز ادا نہ کی، رسولؐ اللہ پر جو احکام نازل کئے گئے تھے۔ اُن کو آئمہ اہلبیتؑ ہی انجام دے سکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض بتایا ہے۔ ان کی سرداری کا حکم دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی۔ اُس نے خدا کی نافرمانی کی''

طلحہ نے کہا (اے علیؑ) آپ نے وہ بات ظاہر کر دی ہے جس کا مجھے علم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سے کیا مراد ہے آپ نے اس بات کی تشریح کر دی ہے۔ اے ابوالحسنؑ! خدا آپ کو تمام اُمت کی جانب سے جزائے خیر عطا کر

قرآن کی تالیف کا بیان

(طلحہ نے کہا) اے ابوالحسنؑ۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک چیز کے متعلق آپ سے سوال کروں، میں نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ ایک مہر شدہ کپڑا لئے ہوئے تشریف لائ تھے۔ اور فرمایا تھا۔ اے لوگو! میں لگاتار رسولؐ اللہ کے کفن اور دفن میں مصروف رہا پھ میں کتاب خدا کے معاملہ میں مشغول ہو گیا۔ میں نے خدا کی کتاب کو جمع کر لیا۔ اس کا کو

حرف نہیں چھوڑا۔ میں نے وہ کتاب (قرآن) جس کو آپ نے مجھے فرمایا ہے۔ آج تک نہیں دیکھا (وہ کہاں ہے) جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو میں نے اس کو اس روز دیکھا کہ ایک آدمی کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا تاکہ آپ وہ کتاب خدا ان کے پاس روانہ کر دیں (لیکن آپ نے وہ کتاب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عمر نے لوگوں کو دعوت دی۔ جب دو آدمی قرآن کی آیت ہونے کی گواہی دیتے تھے تو وہ اس آیت کو لکھ لیتے تھے۔ جس پر دو آدمی قرآن کی آیت ہونے کی گواہی نہیں دیتے تھے۔ اس کو پھینک دیتے تھے۔ لکھتے نہیں تھے۔ حضرت عمر نے کہا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ یمامہ کی لڑائی کے روز وہ لوگ قتل ہو گئے ہیں جو قرآن پڑھتے تھے۔ ان کے علاوہ آیات اور کوئی نہیں پڑھتا قرآن کا حصہ ضائع ہو گیا۔ (یہ طلحہ کے خیالات ہیں) ایک بکری حضرت عمر کے صحیفہ اور کتاب جس کو لوگوں نے لکھا تھا کھا گئی تھی۔ اس صحیفہ میں جو کچھ تھا وہ ضائع ہو گیا تھا۔ ان ایام میں قرآن لکھنے کے فرائض حضرت عثمان انجام دیتے تھے۔ آپ کا ان معاملات کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ میں نے حضرت عمر اور آپ کے ساتھیوں جنہوں نے قرآن کو لکھا تھا کہتے ہوئے سنا تھا کہ سورہ اعراب سورۃ بقر کے برابر تھی، سورہ نور میں ایک سو ساٹھ آیات تھے، سورہ حجرات میں ساٹھ آیات تھے اور سورہ حجر میں ایک سو ساٹھ آیات تھے یہ کیا معاملہ ہے؟ خدا آپ پر رحم کرے، آپ اس قرآن کو جس کو آپ لوگوں نے جمع کیا ہے کیوں نہیں ظاہر کرتے۔

میں حضرت عثمان کے پاس موجود تھا۔ جب اس نے حضرت عمر کے جمع کئے ہوئے قرآن کو لے کر کتاب کی صورت میں جمع کر دیا تھا۔ لوگوں کو ایک قرأت کے پڑھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ابی بن کعب اور ابن مسعود کے قرآن کو پھاڑ کر جلا دیا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ——— اے طلحہ ہر وہ آیت جس کو اللہ تعالے نے رسول اللہ پر نازل کیا، میرے پاس رسول اللہ کی لکھوائی ہوئی موجود ہے۔ ہر حلال، حرام، حد، حکم یا ہر وہ چیز جس کی امت کو ضرورت

ہے۔ میرے پاس اللہ کے رسولؐ سے لکھوائی ہوئی موجود ہے، خط میرا ہے حتیٰ کہ اس میں خراش تک کا تاوان موجود ہے۔"

طلحہ نے کہا ——— ہر چھوٹا بڑا خاص و عام گذشتہ اور قیامت تک آنیوالے واقعات آپ کے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں؟

حضرت نے فرمایا ——— ہاں میرے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ رسولؐ اللہ نے اپنی مرض الموت کے وقت مجھے ایک ہزار باب کی تعلیم دی تھی۔ میرے لئے ہر باب سے ہزار باب اور کھل گئے۔ اگر رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد اُمت میری اطاعت اور تابعداری قبول کر لیتی تو وہ اپنے اُوپر اور نیچے سے روزی حاصل کرتی۔ اے طلحہ کیا تم اس وقت موجود نہ تھے۔ جب رسولؐ اللہ نے کاغذ کا ایک ٹکڑا طلب کیا تھا تاکہ اس پر وہ چیز لکھ دیں جس سے اُمت گمراہ نہ ہو اور اختلاف میں مبتلا نہ ہو، تمہارے ساتھی نے کہا تھا کہ اللہ کا نبیؐ ہذیان کہہ رہا ہے (یہ سنکر) رسولؐ اللہ ناراض ہو گئے؟"

طلحہ نے کہا ——— ہاں میں اس وقت موجود تھا۔

حضرت نے فرمایا ——— (اے طلحہ) جب تم لوگ باہر چلے گئے تو وہ بات رسولؐ اللہ نے مجھے بتادی تھی۔ جس کو تحریر فرمانا چاہتے تھے عام لوگوں کو اس بات کا پابند بنانا چاہتے تھے۔ جبرائیلؑ نے رسولؐ اللہ کو آگاہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس اُمت کی تفرقہ بازی اور اختلاف کا علم ہے۔ پھر رسولؐ اللہ نے ایک صحیفہ لکھا، اس میں وہ چیز تحریر فرمائی۔ جس کو آپ اس کاغذ پر تحریر فرمانا چاہتے تھے۔ اس نوشتہ پر تین آدمیوں سلمانؓ ابوذرؓ اور مقدادؓ کی گواہی کرائی تھی۔ جن آئمہؑ کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے

قیامت تک کے لئے حکم دیا تھا۔ ان کے نام بتائے تھے۔ رسولؐ اللہ نے پہلا نام میرا لیا تھا۔ پھر میرے بیٹے حسنؑ کا، پھر میرے بیٹے حسینؑ کا پھر میرے بیٹے حسینؑ کے نو فرزندوں کا نام لیا۔

حضرت نے فرمایا —— اے ابوذرؓ، اے مقدادؓ ایسا ہی تھا؟

ان دونوں نے کہا —— ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

طلحہ نے کہا —— میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ——

" ابوذرؓ سے زیادہ صادق القول آدمی پر نہ ہی آسمان نے سایا کیا ہے نہ ہی ایسے شخص کو زمین نے اٹھایا ہے نہ ہی اس سے زیادہ کوئی نیک ہے۔"

طلحہ نے کہا —— میں گواہی دیتا ہوں کہ ان دونوں آدمیوں نے حق بات کہی ہے۔ (اے علیؑ) آپ میرے نزدیک ان دونوں سے زیادہ سچے ہیں۔

حضرت نے طلحہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا —— اے ابن زبیر، اے سعد، اے ابن عوف اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کی رضا طلب کرو اور وہ چیز اختیار کرو جو اس کو پسند ہے، اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا مت خوف کھاؤ۔"

طلحہ نے کہا —— اے ابوالحسنؑ آپ نے میرے سوال کا جو قرآن کے بارے میں عرض کیا تھا۔ جواب نہیں دیا۔ آپ اس قرآن کا ذکر لوگوں سے فرماتے رہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ——

" اے طلحہ! میں نے جان بوجھ کر تمہارے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

طلحہ نے کہا —— (اے علیؑ) جو کچھ حضرت عمر اور حضرت عثمان نے جمع کیا ہے

وہ تمام کا تمام قرآن ہے یا اس میں کوئی اور چیز ایسی ہے جو قرآن نہیں ہے ؟

حضرت نے فرمایا ــــــــ (اے طلحہ) وہ تمام کا تمام قرآن ہے۔ جو کچھ اس میں ہے۔ اگر اس پر عمل کرو گے تو دوزخ سے نجات پاؤ گے، بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اس قرآن میں ہماری محبت، ہمارے حق اور ہماری اطاعت کا فرض ہونا موجود ہے۔"

طلحہ نے کہا ــــــ مجھے کافی ہے۔ جب وہ قرآن ہے۔ مجھے کافی ہے۔ (پھر طلحہ نے کہا ــــــ مجھے اس قرآن کے متعلق آگاہ فرمایئے۔ جو آپ کے پاس موجود ہے اس قرآن کی تشریح علم حلال اور حرام کے متعلق فرمایئے۔ (اے علیؑ) اس قرآن کو کس کے سپرد کرو گے ؟ آپ کے بعد اس قرآن کا کون حامل ہے ؟

حضرت نے فرمایا ــــــــ وہ شخص اس قرآن کا حامل ہوگا۔ جس کا حکم مجھے رسولؐ اللہ نے دیا ہے۔"

طلحہ نے کہا ــــــ وہ کون ہے ؟

حضرت نے فرمایا ــــــــ میرے بعد میرا بیٹا، تمام لوگوں سے افضل حسنؑ ہے۔ پھر میرا بیٹا حسنؑ اپنی موت کے وقت اس قرآن کو حسینؑ کے سپرد کرے گا۔ پھر یہ قرآن پے درپے حسینؑ کی اولاد میں منتقل ہوتا رہے گا حتیٰ کہ ان کا آخری شخص اس قرآن کو حوضِ کوثر پر رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش کرے گا۔ یہ لوگ قرآن کیساتھ ہیں۔ قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ قرآن سے جُدا نہ ہوں گے۔ قرآن ان سے جُدا نہ ہوگا۔

حضرت نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا، حضرت عثمان کی وفات کے بعد معاویہ اور اس کا بیٹا یزید حاکم ہوں گے، ان دونوں کے بعد حکم بن ابی العاص کے سات بیٹے یکے بعد دیگرے حاکم ہوں گے۔ یہ سارے گمراہ کرنے والے بارہ امام ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو رسولؐ اللہ نے اپنے

منبر پر (عالم رویا میں) دیکھا تھا۔ جو امت کو رجعت قہقری کی طرح (دین سے) واپس لوٹا رہے ہیں۔ دس آدمی بنو امیہ کے ہیں۔ دو آدمی وہ ہیں جنہوں نے ان کے لئے زمین ہموار کی ہے ان دو بانیان پر اتنا عذاب ہوگا۔ جتنا کل گمراہ ہونے والوں پر فرداً فرداً ہوگا۔

سامعین نے عرض کی ——— اے ابوالحسنؑ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو اچھی جزا دے۔

جناب امیرؑ کا خطبہ

ابانؓ سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:- ———

ہم امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور آپ کی خدمت میں احباب کی ایک جماعت موجود تھی۔ ان میں سے ایک آدمی نے عرض کی۔ اے امیرالمومنینؑ! اگر آپ لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرتے تو وہ تیار ہو جاتے۔

یہ سنکر حضرت امیرؑ کھڑے ہو گئے اور فرمایا ——— میں نے تمہیں جہاد کے لئے آمادہ کیا لیکن تم آمادہ نہیں ہوئے۔ میں نے تمہیں جہاد کی دعوت دی۔ مگر تم نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا۔ تمہارا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ تمہارے زندہ آدمی مردوں کی مانند ہیں۔ تمہارے کان رکھنے والے بہرے ہیں۔ میں نے تم پر حکمت کو ظاہر کیا۔ کافی وشافی نصیحت کی ہے۔ میں نے تمہیں ظالمین سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ میں نے ابھی اپنی بات ختم ہی نہ کی تھی کہ تم کو دو مختلف گروہوں میں بٹا ہوا دیکھا۔ آپس میں اشعار پڑھتے ہو۔ مثالیں بیان کرتے ہو۔ ایک دوسرے سے کھجوروں اور دودھ کا بھاؤ دریافت

کرتے ہو۔ تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم جنگ اور اس کی تیاری سے گھبراتے ہو تمہارے دل لڑائی کا نام سن کر خوف زدہ ہو گئے ہیں۔ تم جہاد کو چھوڑ کر باطل اور بے ہودہ باتوں میں مشغول ہو گئے ہو۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ ان کے حملے سے پہلے ان سے جہاد کرو۔ خدا کی قسم جو قوم اپنے گھروں کے پاس لڑی وہ ذلیل ہو گئی۔ خدا کی قسم مجھے یقین نہیں کہ تم کچھ کرو گے اور دشمن ختم ہو جائے گا۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دشمن کو ان کی موت کے بعد دیکھوں (انہیں ان کا انجام معلوم ہو) اللہ تعالیٰ سے بصیرت اور یقین کے ساتھ ملاقات کروں۔ تاکہ تمہارے دکھ اور رنج سے نجات حاصل کروں۔ تمہاری مثال اونٹ کے اس گلہ کی مانند ہے جس کا نگہبان غائب ہو گیا ہو۔ اگر ان کو ایک طرف سے جمع کیا جائے تو وہ دوسری طرف سے منتشر ہو جاتے ہیں۔ خدا کی قسم میں تمہارے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر لڑائی چھڑ جائے اور موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم علیؑ بن ابی طالب سے ایسے جدا ہو جاؤ گے جیسے سر تن سے جدا ہوتا ہے۔ تم جدا ہونے کی ایسے خواہش کرو گے۔ جیسے بچہ جننے والی عورت بچے کی پیدائش کے وقت بچے کے جلد پیدا ہونے کی خواہش کرتی ہے اور چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی۔"

اشعث بن قیس نے کہا —— "اے علیؑ! آپ ایسا کیوں نہیں کرتے جیسا حضرت عثمان نے کیا تھا۔

حضرت نے فرمایا —— "کیا میں ویسا کروں جیسا حضرت عثمان نے کیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بری بات کی پناہ مانگتا ہوں۔"

اے قیس کے بیٹے جو چیز حضرت عثمان نے کی ہے۔ وہ ایک بدنما دھبہ ہے۔ مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں اپنے رب کے بینہ پر قائم ہوں۔

دلیل میرے ساتھ موجود ہے۔ حق میرے ساتھ ہے۔ خدا کی قسم جو اپنے دشمن کو اپنے اوپر قدرت دے گا۔ وہ اپنے گوشت کے خود ٹکڑے کرلے گا۔ اپنے چمڑے اور ہڈی کے جدا کرنے کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اسے قدرت حاصل تھی وہ اپنے دشمن کو روک سکتا تھا۔ اگر اس نے دشمن کو نہیں روکا تو یہ اس کا بڑا گناہ ہے۔ جس کو اس کے سینہ کی پسلیوں نے نیچے چھپا رکھا ہے۔ وہ انسان کمزور ہے۔ اے قیس کے بیٹے تم ایسے ہو جاؤ، اے قیس کے بیٹے، تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ مومن ہر قسم کی موت مر سکتا ہے لیکن اپنے آپ کو قتل نہیں کرتا۔ جو شخص اپنی جان بچا سکتا ہو۔ اس کے باوجود وہ اپنے اوپر اس شخص کو قدرت دے جو اس کو قتل کر دے تو ایسا انسان اپنا قاتل خود ہے۔

اے قیس کے بیٹے۔ یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا۔ باقی بہتر فرقے جہنم واصل ہوں گے۔ ان میں سب سے گندہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور سامرہ فرقہ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ باغیوں سے لڑنا، اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب اور اپنے نبیؐ کی سنت میں تحریر کیا ہے۔ یہی صورت حال خارجی فرقہ کی ہے۔"

اشعث بن قیس نے ناراض ہو کر کہا —— اے ابوطالب کے بیٹے جب حضرت ابوبکر کی بیعت بنو تمیم، بنو عدی، ابن کعب اور بنو امیہ نے کی تھی تو آپ کو کس چیز نے روک دیا تھا۔ آپ تلوار لے کر ان سے جہاد شروع کر دیتے۔ اب جب کہ آپ عراق تشریف لے آئے تو نہ ہی آپ نے ہمیں کوئی خطبہ دیا اور نہ ہی خلافت کے بارے میں کوئی بات بتائی؟

حضرت نے فرمایا —— خدا کی قسم میں ان لوگوں سے افضل ہوں

جب سے رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا۔ اس وقت سے لگاتار مجھ پر ظلم ہوتا رہا ہے۔"

اشعث نے کہا مظلومی کی حالت میں کس بات نے آپ کو تلوار چلانے سے روک رکھا تھا۔

حضرت نے فرمایا ——— اے قیس کے بیٹے میرا جواب سنو! مجھے تلوار چلانے سے نہ بزدلی نے روکا تھا اور نہ ہی مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے میں نفرت تھی۔ میں جانتا تھا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ چیز موجود ہے جو اس دنیا اور اس کے رہنے سے اچھی ہے۔ مجھے ایسا کرنے سے رسولؐ اللہ کے فرمان نے روک رکھا تھا۔ رسولؐ اللہ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے مجھے آگاہ فرما دیا تھا کہ آپ کے بعد امت کیا کرنے والی ہے۔ امت نے کیا کیا اس کو میں نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا ہے۔ مجھے پہلے سے علم اور پختہ یقین تھا۔ جب میں نے امت کے حالات کو خود مشاہدہ کیا تو میرا رسولؐ اللہ کے فرمان پر مزید یقین بڑھ گیا ہے۔ جب رسولؐ اللہ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا تو میں نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اے اللہ کے رسولؐ جب یہ ہوگا تو مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر تم کو مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کرنا ورنہ اپنے ہاتھ کو روک دینا اور اپنی جان بچانا جب تک تمہیں اقامتِ دین، کتاب اللہ اور میری سنت کی خاطر مددگار نہ مل جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امت مجھے چھوڑ دے گی۔ دوسرے آدمی کی بیعت کرے گی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ میری منزلت آپ کے نزدیک وہ تھی جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ رسولؐ اللہ کے بعد امت کی حالت ہارونؑ اور اس کے پیروکار گوسالہ اور

اس کے پیروکار جیسی ہو جائے گی۔ جب موسیٰؑ نے ہارون سے کہا تھا:—

یاھارون ما منعک اذ رایتھم ضلوا الا تتبعنی فعصیت امری تو ہارون نے کہا تھا کہ —— یابن أم لاتاخذ فلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی ۔ ا ما نجائے میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑو۔ مجھے خوف تھا کہ آپ فرمائیں گے کہ تم نے بنو اسرائیل میں تفریق ڈال دی اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔

حضرت موسیٰؑ نے جناب ہارونؑ کو خلیفہ بناتے وقت فرمایا تھا۔ اگر لوگ گمراہ ہو جائیں تو مددگار تلاش کرنا، ان کے ذریعے جہاد کرنا۔ اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ روک لینا۔ اپنی جان بچانا اور لوگوں کے درمیان تفریق پیدا نہ کرنا۔ حضرت نے فرمایا مجھے خوف تھا کہ کہیں میرا بھائی رسولؐ اللہ نہ فرمادیں (اے علیؑ) میں نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ کو روک لینا، اپنی، اپنے اہلبیتؑ اور اپنے شیعوں کی جان بچانا، جب رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے حضرت ابوبکر کی طرف مائل ہو کر اس کی بیعت کر لی میں رسولؐ اللہ کے غسل اور دفن میں مشغول ہو گیا۔ پھر میں قرآن مجید کے جمع کرنے میں مصروف ہو گیا۔ میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ اس وقت تک سوائے نماز کے کاندھے پر چادر نہ ڈالوں گا۔ جب تک قرآن کو ایک کتاب کی صورت میں جمع نہ کر لوں گا۔ میں نے ایسا کر لیا تھا۔ پھر میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو سوار کر کے اور حسنؑ اور حسینؑ کے ہاتھوں کو پکڑ کر اہل بدر، سابقین فی الاسلام مہاجرین و انصارین سے ہر ایک کے پاس گیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی قسمیں دلائیں، اپنا حق جتلایا اور اپنی نصرت کی دعوت دی۔ صرف چار آدمیوں کے سوا میری دعوت کو کسی نے قبول نہ کیا۔ وہ چار آدمی زبیرؓ، سلمانؓ

ابوذرؓ اور مقدادؓ ہیں۔ اہل بیت میں سے کوئی میرے پاس موجود نہ تھا جن کے ذریعے جہاد کرتا۔ اور مضبوط ہوتا۔ حضرت حمزہؓ احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور جعفرؓ موتہ کی لڑائی میں مارے گئے تھے۔ میں صرف دو لاچار اور کمزور آدمیوں کے درمیان جو عباسؓ اور عقیل ہیں رہ گیا تھا۔

لوگوں نے مجھے مجبور کیا، مجھے ستایا تو میں نے ایسا ہی کہا جیسا ہارونؑ نے اپنے بھائی سے کہا تھا:۔

یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلونی

میرے ماں جائے قوم نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔ قریب ہے مجھے قتل کر دے میرے لئے ہارونؑ کی سیرت نمونہ تھی۔ رسولؐ اللہ کا وعدہ مضبوط دلیل تھی۔

اشعث نے کہا —— ایسا ہی حضرت عثمان نے کیا تھا۔ لوگوں نے استغاثہ کیا۔ ان کو اپنی امداد کی طرف بلایا۔ جب اس کو مددگار نہ ملے تو مظلومی کی حالت میں قتل کر دیئے گئے۔

حضرت نے فرمایا —— اے قیس کے بیٹے تم پر ہلاکت ہو۔ قوم نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھ کو کمزور کر دیا۔ قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں۔ اگر وہ مجھے کہتے کہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے تو میں یقیناً اپنے آپ کو بچاتا۔ اگرچہ اکیلا ہی کیوں نہ ہوتا۔ ان لوگوں نے صرف یہی مطالبہ کیا کہ اگر آپ بیعت کر لیں تو آپ سے رک جائیں گے۔ آپ کی عزت کریں گے، آپ کو اپنا مقرب بنائیں گے، اور آپ کو فضیلت دیں گے، اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ کو قتل کر دیں گے۔ . . . . .

جب حضرت عثمان سے لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خلافت سے دستبردار

ہو جائیں تو ہم آپ سے رک جائیں گے (آپ کو قتل نہیں کریں گے) اگر حضرت عثمان خلافت سے دست بردار ہو جاتا تو وہ قتل نہ ہوتا۔ حضرت عثمان نے کہا میں خلافت سے دست بردار نہ ہوں گا۔ لوگوں نے کہا اگر ایسا ہے تو ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ حضرت عثمان نے (باغی) لوگوں کا کوئی علاج نہ کیا حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو قتل کر دیا۔ مجھے اپنی ذات کی قسم اس کے لئے خلافت چھوڑ دینا اچھا تھا۔ اس نے خلافت کو بلا حق حاصل کیا تھا۔ اس نے غیر کے حق کو چھینا تھا۔

اے قیس کے بیٹے تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ حضرت عثمان کی پوزیشن دو صورتوں سے خالی نہیں ہو سکتی۔ یا تو اس نے لوگوں کو اپنی امداد کے لئے بلایا ہو اور انہوں نے اس کی امداد نہ کی ہو، یا لوگوں نے حضرت عثمان کو دعوت دی ہو کہ ہم آپ کی امداد کریں گے۔ لیکن حضرت عثمان نے امداد دینے سے انکار کر دیا ہو۔ حضرت عثمان کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ ایک ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ امام کی امداد سے لوگوں کو روکتے (امام بھی ایسا کہ) جس نے کوئی نئی چیز اسلام میں داخل نہ کی ہو اور نہ ہی خود کسی بدعت کا مرتکب ہوا ہو۔ اگر ان کو امداد سے روکا تو عثمان نے اچھا نہ کیا۔ اگرچہ لوگوں نے بھی اچھا نہیں کیا جب اس کی اطاعت کر چکے تھے تو اس کو قتل کیوں کیا! یا حضرت عثمان کے ظلم کی وجہ سے لوگوں نے اسے اپنی امداد کا اہل نہ سمجھا ہو۔ حضرت عثمان کی امداد اس لئے نہ کی ہو کہ آپ نے کتاب خدا اور سنت رسول کے خلاف حکم کیا ہو۔ حضرت عثمان کے پاس اس کے اپنے اعزہ، غلام اور دوستوں میں سے چار ہزار جوان موجود تھے۔ اگر آپ چاہتے تو اپنے آپ کو بچا سکتے تھے۔ حضرت عثمان نے کیوں ان لوگوں کو اپنی امداد کیلئے

نہ بلایا۔ جس روز حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی۔ اگر اس روز مجھے چالیس آدمی مل جاتے تو میں ضرور ان سے جنگ کرتا۔ (مجھے چالیس آدمی نہ ملے اس لئے میں ان سے نہ لڑا۔)

اے قیس کے بیٹے! تمہارے لئے ہلاکت ہو، جب حضرت عثمان قتل کئے گئے مجھے مددگار مل گئے تھے۔ تم نے دیکھا تھا کہ میں نے کیا کیا تھا۔ کیا تم نے بصرہ کی لڑائی کے روز میری کمزوری اور بزدلی دیکھی تھی؟

بصرہ والے ملعون اونٹ کے گرد جمع تھے۔ جو اس اونٹ کیسا نحس تھا۔ وہ ملعون تھا۔ جو اونٹ کے گرد قتل ہوا ہے وہ ملعون ہے۔ جس نے اس لڑائی کے بعد توبہ اور استغفار نہیں کی وہ بھی ملعون ہے۔ ان لوگوں نے میرے اصحاب انصار کو قتل کیا تھا اور میری بیعت توڑ دی تھی۔ اور میرے عامل کا مثلہ کیا تھا۔ اور میرے خلاف بغاوت کی تھی۔ میں ان لوگوں کے پاس دس ہزار کا لشکر لیکر گیا (ایک اور روایت میں ہے کہ دس ہزار سے کم لشکر تھا۔) بصرہ والے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ تھے۔ (ایک اور روایت میں ہے کہ پچاس ہزار سے زیادہ تھے) اور اللہ تعالی نے میری امداد کی ان کو میرے ہاتھوں قتل کرایا۔ مومنین کے سینوں کو ٹھنڈا کیا۔

اے قیس کے بیٹے! تم نے صفین میں ہمارے جہاد کو کیسا دیکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے پچاس ہزار آدمی ہمارے ہاتھوں قتل کئے۔ ایک ہی راستہ پہ دوزخ میں گئے (ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے ستر ہزار آدمی قتل ہوئے)

اے قیس کے بیٹے! تم نے ہمیں نہروان کی لڑائی کے روز کیسا دیکھا تھا۔ میں نے خوارج سے جہاد کیا تھا۔ یہ لوگ وہ تھے جو خواہ مخواہ اپنے آپ کو عقلمند اور دیندار تصور کرتے تھے۔ ان کی کوشش دنیا کی زندگی میں بے کار ہو گئی ہے

وہ یہ خیال کرتے تھے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کر کے ایک ہی راستہ پر جہنم داخل کیا۔ ان کے دس آدمی بچے تھے اور مومنین میں سے دس بھی نہ مرے تھے۔

اے قیس کے بیٹے تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے کبھی مجھے دیکھا کہ جنگ سے بھاگنے کی وجہ سے مجھ سے عَلم لے لیا گیا ہو۔ یا میں نے خود واپس کر دیا ہو۔

اے قیس کے بیٹے، میں ہر لڑائی میں رسولؐ اللہ کے ساتھ رہا۔ میں رسولؐ اللہ کے سامنے جنگ کے شدائد میں گھس جاتا تھا۔ نہ میں جنگ سے بھاگتا تھا اور نہ کسی چیز کی پناہ لیتا تھا۔ اور نہ ہی میں کمزوری ظاہر کرتا تھا۔ نہ میں نے کبھی زخمی کو مارا اور نہ دشمن کو اپنی پشت دکھائی۔ نبیؐ یا وصی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ جب لڑائی کے لئے زرہ کس لے۔ دشمن سے جہاد کا قصد یا ارادہ کرے اور واپس لوٹ آئے۔ اس وقت لوٹے جب قتل ہو یا اللہ تعالیٰ اس کو فتح عنایت کر دے۔

اے قیس کے بیٹے میرے متعلق جنگ سے بھاگنا یا میری تلوار کا وار خطا ہوتے سُنا ہے۔

اے قیس کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ اگر جس روز حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی تھی۔ مجھے چالیس آدمی بطور مددگار مل جاتے اور تمام کے تمام ان چار آدمیوں کی مانند صاحب بصیرت ہوتے جنہوں نے میرا ساتھ (ہر حالت میں) دیا ہے تو میں اپنے ہاتھ کو کبھی نہ روکتا۔ میں اس قوم سے ضرور جہاد کرتا۔ لیکن میں نے ان چار کے سوا پانچواں آدمی نہ پایا۔

اشعث نے کہا ـــــــ اے امیر المومنینؑ، وہ چار آدمی کون ہیں؟

حضرت نے فرمایا ——— وہ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور میری بیعت توڑنے سے پہلے زبیر بن صفیہ ہیں۔ زبیر نے میری بیعت دو دفعہ کی، پہلی دفعہ بیعت اس وقت کی۔ جس پہ کاربند بھی رہے۔ جب حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی۔ تو چالیس آدمی مہاجرین و انصار کے میرے پاس آئے اور میری بیعت کی۔ جن میں زبیر بھی شامل تھا۔ میں نے ان کو حکم دیا کہ صبح کے وقت سر منڈوا کر اور ہتھیار لگا کر میرے دروازے پہ آجائیں۔ ان چار آدمیوں کے سوا کسی نے وفا نہ کی اور میرے دروازے پر کوئی نہ آیا۔ زبیر نے دوسری بیعت اُس وقت کی۔ جب حضرتِ عثمان کے قتل کے بعد وہ خود اور طلحہ میرے پاس آئے، رضامندی اور خوشی سے دونوں نے میری بیعت کی۔ پھر دونوں دین سے مرتد ہوتے ہوئے، بیعت توڑتے ہوئے، مکابرہ، دشمنی اور حسد کرتے ہوئے پھر گئے، تین اشخاص سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ دینِ محمدؐ اور ملتِ ابراہیمؑ پر قائم رہے۔ اسی حالت میں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ خدا ان پر رحمت نازل کرے۔"

اے قیس کے بیٹے! خدا کی قسم اگر وہ چالیس آدمی جنہوں نے میری بیعت کی تھی۔ مجھ سے وفا کرتے اور صبح کو سر منڈوا کر میرے دروازے پر آتے تو میں اس سے لڑتا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں روانہ کرتا۔ اگر مجھے حضرت عمر کی بیعت سے پہلے مددگار مل جاتے تو میں ضرور ان سے لڑتا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھیج دیتا۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے خلافت کو حضرت عثمان کے لئے تجویز کیا اور عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان سے یہ شرط طے کی کہ موت کے وقت وہ خلافت کو عبدالرحمٰن کے سپرد کریں گے۔

اشعث نے کہا ـــــ خدا کی قسم اگر معاملہ ایسا ہے۔ جیسا کہ آپ ارشاد فرما رہے ہیں۔ تو آپ نے اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں کے سوا تمام امت کو ہلاک کر دیا۔

حضرت نے فرمایا (اے اشعث) ـــــ خدا کی قسم حق میرے ساتھ ہے امت میں ناصبین، مکابرین، جاحدین اور معاندین کے سوا اور کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ جس نے توحید کا اقرار کیا۔ رسول اللہؐ اور اسلام کا بھی اقرار کیا۔ ملت سے نہ نکلا۔ ہم پر ظلم نہ کیا۔ ہمارے ساتھ دشمنی پیدا نہ کی، خلافت کے معاملہ میں اس کو شک ہو گیا، خلافت کے حق دار کو نہ پہچان سکا۔ ہماری ولایت کا اس کو پتہ نہ رہا۔ اور ہم سے دشمنی کی بنیاد نہ رکھی۔ ایسا مسلمان مستضعف ہے ایسے مسلمان کے لئے رحمت کی امید کی جاتی ہے اس کے گناہ اس کے خوف کا باعث ہو سکتے ہیں۔"

ابانؓ کا بیان ہے کہ سلیمؓ بن قیس نے کہا امیر علیہ السلام کے کلام کو اس روز آپ کے جس شیعہ نے بھی سنا اس کا چہرہ ہشاش اور خوش نظر آتا تھا۔

جنگِ صفین سے پہلے

جنابِ امیرؑ کا خطبہ

ابانؓ، سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے امیر المومنینؑ کو صفین کی لڑائی سے پہلے فرماتے ہوئے سنا:ـــــ

" بیشک یہ قوم حق کی طرف کبھی رجوع نہ کریگی۔ اور نہ اس حکم کی طرف متوجہ ہو گی۔ جو ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہے یہاں تک کہ

ان پر پے در پے لشکروں سے تیر اندازی کی جائے۔ لشکروں کے پیچھے لشکر حملہ کریں۔ ان گنت لشکر ان کے شہروں کو تباہ کرے

(اسلامی لشکر) کے گھوڑے ان کی زمینوں کی چراگاہ میں کھائیں، ان پر ہر طرف سے تباہی ڈالی جائے پیچے اور صابر لوگ ان کے پاس پہنچ جائیں صابر اور صادق وہ ہیں ان میں جو اللہ کی راہ میں جان دیتا ہے۔ وہ شہید ہوتا ہے، وہ اللہ کی اطاعت میں زیادہ کوشش کرتا ہے۔ خدا کی قسم، ہم رسول اللہ کیساتھ جنگ میں اپنے بھائیوں، بیٹوں، ماموؤں، چچاؤں اور عزیزوں کو قتل کرتے تھے۔ یہ بات ہمارے ایمان اور اسلام کو زیادہ کرتی تھی۔ اور اللہ کی اطاعت میں کوشش کو زیادہ کرتی تھی۔ اور مقابل سے لڑنے کے لئے ہماری ہمت کو بڑھاتی تھی۔ اگر ہم میں سے اور ہمارے دشمن میں سے دو آدمی سانڈھوں کی طرح آپس میں حملہ آور ہوتے تھے تو وہ دونوں اپنے جسموں کو اُچکاتے تھے۔ کہ ان میں سے کون اپنے مدِمقابل کو موت کا پیالہ پلاتا ہے۔ کبھی ہم دشمن پر غالب آتے تھے اور کبھی دشمن ہم پر غالب آتا تھا اللہ تعالیٰ نے ہمارے صدق اور صبر کو ملاحظہ فرمایا۔ تو (اپنی) کتاب میں ہماری اچھی تعریف کی اور اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا (فرشتوں کی صورت میں) ہم پر اپنی نصرت کو نازل فرمایا۔ ————

میں یہ نہیں کہتا کہ جو بھی رسول اللہ کے ہمراہ تھا وہ انہی صفات کا حامل تھا۔ لیکن ان کے بڑے اور سردار ایسے ہوتے تھے۔ ہمارے دلوں میں ایک خاص جذبہ ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:-

قد بدت البغضاء مِن اَفواھِھم و ما تُخفِی صدورھم اکبر

اے قیس کے بیٹے بعض اصحاب دین ایسے بھی ہیں۔ جن کی تم اور تمہارے ساتھی تعریف بیان کرتے ہیں۔ نہ اس نے کبھی تیر مارا، اور نہ تلوار کی ضرب لگائی اور نہ ہی نیزہ چلایا۔ جب موت اور سخت لڑائی کا وقت آجاتا تھا تو پناہ لیتے تھے۔ چھپ جاتے تھے اور کھسک جاتے تھے۔ ایسے پناہ لیتے تھے جیسے کالی بھیڑ، چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روک سکتی جب ان کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوجاتی تھی تو بزدلی اور خست کی وجہ سے بھاگ جاتے تھے۔ اور اپنی پشت دشمن کے حوالے کر دیتے تھے۔ جب امن کا زمانہ ہوتا تھا اور مالِ غنیمت تقسیم کیا جاتا تھا تو ایسی گفتگو کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:۔ ——

سلقوکم بالسنۃٍ اشحۃً علی الخیر

(مالِ غنیمت لینے کے لئے گرے پڑتے ہیں۔ طرار زبانوں سے تم پر طعنوں کی بھرمار کرتے ہیں) پ ۲۱، سورہ احزاب ۱۸ ع

ایک دن اس نے رسولؐ اللہ سے ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی جس کو رسولؐ اللہ قتل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے اس کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی۔ ایک دن رسولؐ اللہ نے اس کو ہتھیار لگاتے ہوئے دیکھا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا:۔ ——

”اے فلاں کے بیٹے، تمہارا کیا کہنا“

اشعثؓ نے کہا —— (اے امیرالمومنینؑ) آپ نے اس شخص کا نام نہیں بتایا۔ وہ کون ہے؟ اس سے تو خوف کی وجہ سے شیطان بھاگ جاتا تھا

حضرت نے فرمایا —— اے قیس کے بیٹے ایسا ہرگز نہ تھا۔

کیا شیطان کا خوف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تھا؟ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں ہوتے تھے تو ایسی ہی تکالیف اور سختیاں جھیلتے تھے۔ جیسی آج تم برداشت کر رہے ہو۔ اس دن اللہ کا دین اس طرح قائم نہیں ہوا تھا۔ نہ ہی اللہ نے اسلام کو مضبوط کیا تھا خدا کی قسم میری بات کو یاد رکھو اور اس کو پلے باندھ لو، تم ندامت اور حسرت میں خون کے آنسو بہاؤ گے۔ یقیناً تم میں شریر آدمی جو نامعلوم باپ کی اولاد ہیں۔ آزاد کردہ ہیں۔ مدینہ سے نکالے گئے ہیں۔ منافق ہیں تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ وہ تمہیں ضرور قتل کریں گے۔ پھر تم اللہ تعالیٰ سے فریاد کرو گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمہاری فریاد کا جواب نہ دے گا۔ اور نہ ہی تم سے مصیبت کو دور کرے گا۔ جب تک تم توبہ نہ کر لو۔ اسی حالت میں رہو گے جب تک تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کر لو، اگر تم توبہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے فتنہ اور گمراہی سے ایسے ہی نجات دے گا۔ جیسے شرک اور جہالت سے نجات دی تھی۔ اس امت کے جاہل پر سخت تعجب ہے کہ جو اس امت کو گمراہ کر رہا ہے اور ان کو آگے پیچھے دھکیل کر دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے یہ لوگ رسول اللہ سے کئی بار سن چکے ہیں کہ جب امت نے اپنی طرف سے کسی امتی کو خلیفہ مقرر کیا ہو اور اس امت میں اس مقرر کردہ خلیفہ سے زیادہ علم دار آدمی موجود ہو تو اس کا کام ہمیشہ گمراہی کی طرف جائے گا۔ جب تک وہ لوگ پھر وہاں نہ آ جائیں۔ جہاں انہوں نے (امام حق کو) چھوڑا تھا۔ مجھ سے ان لوگوں نے تین آدمیوں کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ان میں سے کسی [illegible] صحیح طور پر اجمع نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی نے اس بات کا

دعویٰ کیا ہے کہ وہ کتابِ خدا سے باخبر ہے اور اس کو اپنے نبیؐ کی سنت کی حقیقت معلوم ہے۔ ان تمام لوگوں کو بخوبی معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ کتابِ خدا کی حقیقت کو جانتا ہوں۔ مجھے اپنے نبیؐ کی سنت کا پورا علم ہے میں ان سب سے زیادہ علم و دانش کا مالک ہوں۔ ان سب سے زیادہ کتابِ خدا کا قاری ہوں۔ ان سب سے زیادہ خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے والا ہوں۔ ان تین میں سے کسی کو بھی یہ شرف رسولؐ اللہ سے حاصل نہیں ہوا۔ رسولؐ اللہ کے غزوات میں رسولؐ اللہ کیساتھ کسی نے کوئی تکلیف نہ اٹھائی۔ تیر تو پھینکا۔ لیکن نیزے سے کسی کو زخمی نہ کیا۔ بزدلی اور خست کی وجہ سے کسی سے تلوار سے نہ لڑا۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ دُنیا میں زندہ رہنے کی خواہش دامن گیر ہوتی تھی۔ ان لوگوں پر اچھی طرح واضح ہے کہ رسولؐ اللہ نے بذاتِ خود اُبی بن خلف اور مسجع بن عوف کو قتل کیا تھا۔ جو لوگوں میں جنگ میں سب سے آگے بڑھنے والا ہو، وہی خلافت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ لوگ حتمی طور پر جانتے ہیں کہ ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو میرے برابر ہو سکتا ہو۔ میرے سوا بہادروں کے مقابلہ میں کوئی نہیں نکلتا تھا۔ اور نہ میرے سوا کوئی قلعوں کو فتح کرتا تھا۔ رسولؐ اللہ کو جو بھی مشکل، تنگی اور سخت مرحلہ پیش آتا تھا فرماتے تھے۔ میرے بھائی علیؑ کہاں ہیں۔ میری تلوار کہاں ہیں؟ میرا نیزہ کہاں ہیں؟ میرے غم کو دُور کرنے والے کہاں ہیں۔ مجھے مشکل میں آگے بڑھاتے تھے۔ میں اکیلا اس مصیبت میں گھس جاتا تھا۔ میرے ذریعے اللہ تعالےٰ رسولؐ اللہ کی تکلیف کو دُور کرتا تھا۔ یہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی خاص مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان چیزوں کیساتھ مخصوص کیا۔ اور مجھے اس بات کی توفیق

دی۔ جس شخص کا تم نے نام لیا کہ وہ بہادر تھا۔ اس نے تو کوئی فضیلت حاصل نہیں کی۔ نہ وہ میدان جنگ میں نکلا۔ اور نہ ہی فتح حاصل کی۔ نہ ہی اس نے رسولؐ اللہ کی امداد کی۔ ایک دفعہ اس نے مقابلہ کی ٹھان لی تھی۔ لیکن میدانِ جنگ سے بھاگ گیا۔ اپنی پشت دشمن کو دکھا دی۔ اور اس حالت میں واپس آیا کہ اس کے ساتھی اس کو بزدل کہتے تھے وہ اپنے ساتھیوں کو بزدل کہتا تھا۔ وہ صاحب جنگ سے کئی دفعہ بھاگ گئے۔ خندق کی لڑائی کے دن عمرو بن عبدود نے اس کا نام لیکر لڑائی کے لئے للکارا، لیکن جان کتراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ہاں پناہ لی۔ جب رسولؐ اللہ نے اس کا خوف ملاحظہ کیا تو ہنس پڑے۔ اور فرمایا۔ میرا حبیب علیؑ کہاں ہے

اے میرے حبیب علیؑ آگے بڑھو!

اس نے اپنے چند ساتھیوں سے کہا تھا۔ جنہوں نے نوشتہ تحریر کیا تھا۔ اگر دشمن نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کفار کے حوالے کر دیں گے۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:—

ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً۔ اس موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی اور ان کو بہت ہی سختی کیساتھ ہلا ڈالا گیا۔

تظنون باللہ الظنونا تم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

واذ یقول المنٰفقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ و رسولہ الا غروراً۔ اور (اس وقت کو) یاد کرو جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا۔ یہ کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے کچھ وعدہ نہیں کیا ہے۔ مگر نرا دھوکا۔

ہم ایک بت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دیں گے۔ اگر ابن ابی کبشہ کامیاب ہو گئے تو ہم محفوظ نہ ہوں گے۔ اس کی کامیابی میں ہماری اور تمہاری تباہی ہے۔ اگر قریش کامیاب ہوئے تو ہم اس بت کی پوجا کو رواج دیں گے، اگر ابن ابی کبشہ کی حکومت قائم ہو گئی تو ہم اس بت کی پوجا پوشیدہ طور پر کریں گے۔ جبرائیل امین نازل ہوئے۔ رسول اللہؐ کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ جب میں نے عمرو بن عبد ود کو قتل کیا تو رسول اللہؐ نے اس راز کا انکشاف کیا۔ رسول اللہؐ نے ان دونوں کو طلب کیا اور فرمایا تم نے جاہلیت میں کتنے بتوں کی پوجا کی تھی؟

دونوں نے کہا ــــــ اے محمدؐ جاہلیت میں جو ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں شرمسار نہ کریں۔

رسول اللہؐ نے فرمایا ــــــ تم نے آج کتنے بتوں کی پوجا کی ہے؟

دونوں نے عرض کی ــــــ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث کیا۔ ہم نے جس روز سے آپ کا مذہب اختیار کیا ہے اس روز سے اللہ کے سوا کسی اور چیز کی عبادت نہیں کی۔

رسول اللہؐ نے فرمایا ــــــ اے علیؑ اس تلوار کو لیکر فلاں جگہ چلے جاؤ۔ اور اس بت کو نکال دو، جس کی یہ دونوں پوجا کرتے ہیں۔ اگر بت نکالتے وقت ان دونوں میں سے کوئی بھی تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔

دونوں رسول اللہؐ کی خدمت میں جھک گئے اور کہنے لگے آپ ہم پر پردہ پوشی کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی کرے گا۔

میں نے کہا ــــــ میں تم دونوں کی اللہ اور اس کے رسولؐ کو

ضمانت دیتا ہوں۔ تم محض اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، ان دونوں نے رسولؐ اللہ سے اس بات کا وعدہ کیا میں نے اس بت کو مقررہ جگہ سے نکال کر اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو توڑ دیا اور اس کے پاؤں کو کاٹ دیا۔ پھر میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خدا کی قسم میں ان کے چہروں پر ان کی موت تک اس بات کے اثر کو دیکھتا رہا۔ جب رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو دونوں صاحبان تشریف فرما ہوئے۔ میرے حق کیساتھ انصار سے جھگڑا شروع کر دیا۔ اگر وہ سچے تھے اور ان کی دلیل حق تھی۔ وہ قریش سے تھے۔ اس لئے انصار سے افضل تھے۔ رسولؐ اللہ قریش سے تھے جو شخص رسولؐ اللہ کی وجہ سے افضل ہو۔ وہ خلافت کا زیادہ مستحق ہے۔ ان لوگوں نے میرے حق میں مجھ پر ظلم کیا اگر ان کی دلیل باطل تھی تو انہوں نے انصار پر ظلم کیا، اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ لوگوں کو ہماری گردنوں پر سوار کیا (قیامت کے روز) انصاف کرے گا۔ حیرانی کی بات ہے کہ ان لوگوں کے دل ان (اشخاص ثلاثہ) کی محبت میں فریفتہ ہو چکے ہیں جنہوں نے ان کو صحیح راستہ سے ہٹا دیا ہے۔ اور دین سے منحرف کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم اگر یہ امت اپنے پاؤں کے بل زمین پر کھڑی ہو جائے اور اپنے سروں پر راکھ ڈال دے (اسی صورت میں) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرے۔ قیامت کے روز اس شخص سے بیزاری کا اظہار کرے۔ جس نے ان کو گمراہ کیا ہے اور ان کو اللہ کی راہ سے روک دیا ہے۔ انہیں آگ کی طرف دعوت دی ہے۔ ان کے لئے اللہ کی ناراضگی کا موجب بنا۔ اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ کے عذاب کو ان پہ

واجب قرار دیا ہے۔ ایسا کرنے سے بھی یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔ یہ اس لئے ہوگا کہ حق پہ کاربند سچّا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی سنت کو جاننے والا انسان اگر ان کی بدعت (دین میں خلاف شرع) کسی بات کو تبدیل کرتا اور جس انسان کے یہ پیروکار تھے۔ اگر اس کی کسی بات کو ٹوکتا ایسا کرنے سے حق پر کاربند انسان کو خوف لاحق تھا۔ جب کبھی اس نے ایسا کیا تو اس کی مخالفت کی۔ اس سے بے زاری ظاہر کی، اس کو اکیلا چھوڑ دیا۔ اس کا ساتھ دینے سے الگ ہو گئے۔

اگر وہ (حق پر کاربند علیؑ) ان کی بدعت پہ کاربند ہوتا۔ اس کو جائز تصور کرتا۔ ان کی ہاں میں ہاں ملاتا۔ ان کی خلافِ شرع بات کو بطور دین اپناتا تو وہ لوگ اس کو دوست رکھتے، عزت کرتے اور فضیلت دیتے۔

خدا کی قسم اگر میں اپنے اس لشکر میں اعلانِ حق جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا اور اس حق کو بھی ظاہر کر دوں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پہ نازل کیا۔ اور اس حق کو بھی ظاہر کر دوں۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے دعوت دی ہے۔ اور اس بات کی بھی تشریح کر دوں، جسکو میں نے رسولؐ اللہ سے سُنا ہے تو بہت تھوڑے لوگ میرا ساتھ دیں گے (میرے ساتھ) کمزور اور غریب باقی رہ جائیں گے (باقی سب) متفرق ہو جائیں گے۔ اگر رسولؐ اللہ نے وعدہ نہ لیا ہوتا اور آئندہ پیش آنے والے واقعات (رسولؐ اللہ) سے نہ سُنے ہوتے تو ضرور میں ایسا کرتا (حق بات کو ظاہر کر دیتا۔) لیکن رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ اے بھائی جب مومن اس کام کے کرنے سے مجبور ہو جائیں۔ جس کو خدا نے ان کے لئے جائز اور حلال کیا ہے (ایسی صورت میں) رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا تھا۔ کہ تقیہ اللہ تعالیٰ کے دین کا

جزو ہے۔ جو تقیہ نہیں کرتا۔ اس کا کوئی دین نہیں ہے۔

آپ نے حکمین کو روانہ کرتے ہوئے فرمایا: ——————

"کتاب خدا اور اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا ان دونوں چیزوں میں میرے حق کی ضمانت موجود ہے۔ ان لوگوں کی طرف خلافت کو جو شخص لے گیا ہے۔ وہ ان کی خیانت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

آپ سے ایک انصاریؓ نے کہا —————— آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں اس امت میں کوئی بھی آدمی آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہے۔ پھر یہ انتشار اور اختلاف کیوں؟

حضرت نے فرمایا —————— میں تمہارا وہ دوست ہوں۔ جس کو تم جانتے ہو۔ لیکن میں کیا کروں مجھے اللہ تعالیٰ کی بدترین خلائق سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ میں ان کو اپنی خلافت کی طرف دعوت دیتا ہوں تو وہ انکار کرتے ہیں۔ اگر میں ان کی خواہشات کی پیروی کروں تو تم لوگ مجھ سے الگ ہو جاؤ گے"

حضرتؑ کی خدمت میں

نصرانی کا حاضر ہونا

ابانؓ سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں —————— سلیمؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ میدانِ صفین سے واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں ہمارا لشکر ایک نصرانی کے

گرجا میں ٹھہر گیا۔ ہمارے ہاں ایک خوبصورت اچھی شکل و قامت والے بزرگ تشریف لائے اس خوش شکل بزرگ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس نے امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر خلافت کا سلام کیا۔

حضرت نے فرمایا — اے میرے بھائی شمعون بن حون خوش آمدید۔ مزاج کیسے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

شمعون نے عرض کی —— اے امیرالمومنینؑ، سید المسلمین، وصی رسولِؐ رب العالمین خیریت سے ہوں۔ میں آپ کے بھائی عیسیٰؑ ابن مریم کے ایک حواری کی اولاد سے ہوں۔ میں شمعون بن یوحنا کی اولاد میں سے ہوں۔ جو حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے بارہ حواریوں میں سے افضل اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک محبوب اور صاحب منزلت تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو وصیت فرمائی تھی۔ اس کے سپرد اپنی کتاب علم اور حکمت کو کیا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کے اہلبیتؑ لگاتار دین اور ملت پر قائم رہے۔ نہ انہوں نے کفر اختیار کیا۔ نہ ہی دین میں کوئی تبدیلی اور تغیر کیا۔ یہ وہ کتاب ہے جس کو عیسیٰؑ نے لکھوایا ہے۔ میرے باپ رمورث اعلےٰ کا خط ہے۔ یہ کتاب اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام واقعات درج ہیں۔ جن کے ارتکاب لوگ حضرت عیسیٰ کے بعد کریں گے۔ ہر بادشاہ کے حالات، اس کی سلطنت کی مدت، اس کے زمانے کے واقعات اور اس کے ہمعصر بادشاہوں کے حالات تحریر ہیں ان کے بعد اور حضرت اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ رسالت کے درجہ پر فائز کرے گا۔ وہ شخص تہامہ کی سرزمین اور مکہ کی بستی کا رہنے والا ہو گا۔ اس کی آنکھیں روشن اور ابرو گھنے بالوں والے ہوں گے

وہ اونٹنی اور گدھے کی سواری کرے گا۔ اس کے ہاتھ میں عصا اور سر پہ عمامہ ہوگا۔ اور اس کے بارہ نام ہوں گے"۔ پھر اس نے رسولؐ اللہ کی پیدائش، البعثت، ہجرت، جو آپ سے جنگ کرے گا۔ جو آپ کی نصرت کرے گا۔ جو آپ کو دشمن رکھے گا۔ رسولؐ اللہ کتنی زندگی بسر کریں گے۔ پھر آپ کی امت کو کیا کیا واقعات پیش آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل کرے گا۔ ان سب واقعات کا ذکر کیا۔ اس نے کتاب میں تیرہ اشخاص کا ذکر کیا۔ جو حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیہما کی اولاد سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ برتر اور محبوب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھے گا جو ان کو دوست رکھیں گے۔ اور اس سے دشمنی رکھے گا۔ جو ان سے دشمنی رکھے گا۔ جس نے ان کی اطاعت کی وہ نجات پا گیا۔ جس نے ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔ ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اس کتاب میں ان تیرہ حضرات کے نام، انساب اور اوصاف تحریر ہیں۔ ان میں سے ہر شخص کتنی زندگی بسر کرے گا۔ ان میں کتنے اشخاص اپنے دین کو پوشیدہ رکھیں گے اور اپنی قوم سے چھپائیں گے۔ اور کون اس دین کو ظاہر کرے گا۔ ان کے آخری شخص کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے ـــــ (اے مہدیؑ برحق) آپ امام ہیں۔ آپ سے آگے بڑھنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ حضرتؑ آگے بڑھیں گے اور لوگ آپ کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ جناب عیسیٰؑ حضرتؑ کے ساتھ صف اول میں نماز ادا کریں گے۔ ان سب سے افضل اور

بہتر (محمدؐ) رسولؐ اللہ ہیں ۔ اس کو ان تمام کے اجر اور ان لوگوں کے اجر کا ثواب ملے گا۔ جنہوں نے ان حضرات کی اطاعت کی، رسولؐ اللہ کا نام محمدؐ یاسین مفتاح، خاتم، حاشر، عاقب، ماحی ہے۔ ایک نسخہ میں ماحی کی بجائے فتاح اور قائد ہے۔ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ اور خلیل ہیں۔ محمدؐ اللہ تعالےٰ کے دوست، برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے والوں کیساتھ اس کا پھرنا دیکھا ہے۔ ایک نسخہ میں ہے یراہ تقلبہ فی الساجدین انبیاء علیہم السلام کے اصلاب میں ان کو منتقل ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کیساتھ اس سے بات کرے گا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے مکرم اور محبوب تر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل ہو خواہ آدم ہوں، خواہ کوئی اور ہو پیدا ہی نہیں کیا، جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ وہ جس کے بارے میں شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو منظور فرمائے گا۔ قلم اس کے نام کیساتھ لوح محفوظ ام الکتاب میں جاری ہوا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد آپ کے بھائی علیؑ کا مرتبہ ہے۔ علیؑ قیامت کبریٰ میں اپنے ہاتھ میں جھنڈا لئے ہوئے ہوں گے۔ حضرت رسولؐ اللہ کے وصی اور آپ کی امت میں آپ کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک رسولؐ اللہ کے بعد تمام مخلوق سے علیؑ ابن ابی طالب زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت علیؑ رسولؐ اللہ کے بعد تمام مومنین کے سردار ہیں۔

حضرت محمدؐ کی اولاد سے گیارہ امام پیدا ہوں گے۔ بارہ ائمہ میں سے پہلے امام علیؑ ہیں، علیؑ کے دو بیٹوں کے نام ہارونؑ کے دونوں بیٹوں کے نام پر

شبّر اور شبّیرؑ ہونگے ایک نسخہ میں ہے کہ گیارہ ائمہؑ علیؑ کی اور نو ائمہؑ شبیرؑ کی اولاد سے پے در پے پیدا ہوں گے ۔ ایک نسخہ میں آیا ہے کہ نو ائمہؑ ان دونوں میں سے چھوٹے حسینؑ کی اولاد سے پے در پے پیدا ہوں گے ان میں سے آخری وہ ہوگا۔ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ نماز ادا کریں گے۔ اس کتاب میں ہر ایک کا نام تحریر ہے۔ اس کا بھی ذکر ہے جو ظاہری حکومت کرے گا۔ اور اس کا بھی بیان ہے جو اپنے دین کیساتھ غائب ہو جائے گا۔ اور غیب کے بعد ظہور میں آئے گا۔ ان میں سے وہ شخص جو غیب کے بعد ظہور فرمائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس کی بادشاہت مشرق سے لیکر مغرب تک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی (محمدؐ) کو مبعوث کیا تو میرے باپ زندہ تھے۔ رسولؐ اللہ کی تصدیق کی تھی۔ اور آپ پر ایمان لائے تھے۔ اور گواہی دی تھی کہ حضرت محمدؐ اللہ تعالےٰ کے رسوؐل ہیں۔ میرے باپ اس وقت بہت بوڑھے تھے۔ اس دین پر میرے باپ کیساتھ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ میرے باپ نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی۔ اے میرے بیٹے عنقریب تمہارے پاس سے حضرت محمدؐ کا وصی گزرے گا۔ جس کا نام اور تعریف کتاب میں تحریر ہے۔ وہ وصی اس وقت گزرے گا۔ جب تین ناراست طریقہ پر چلانے والے ائمہ گزر جائیں گے۔ اس نے ان تین ائمہ کے نام ان کے قبائل کے نام اور ان کے اوصاف، کتنی مدت وہ رہیں گے۔ بیان کیا (میرے باپ نے فرمایا تھا) تمہارے پاس سے حضرت محمدؐ کا وصی گزرے گا۔ اس کے پاس جانا۔ اس کی بیعت کرنا اور اس کیساتھ جنگ میں شامل ہونا۔ اس کے ساتھ مل کر جہاد

کرنا ایسا ہے۔ جیسا محمدؐ کیساتھ شامل ہو کر جہاد کرنا ہے۔ محمدؐ کے وصی کو دوست رکھنے والا ایسا ہے جیسا محمدؐ کو دوست رکھنے والا۔ اس سے دشمنی رکھنے والا ایسا ہے جیسا محمدؐ سے دشمنی رکھنے والا۔ اے امیر المومنینؑ اس کتاب میں قریش کے سارے ائمہؑ ان کی قوم اور ان میں گمراہ کرنے والے ائمہ کا ذکر ہے۔ جو حضرت محمدؐ کے اہلبیتؑ سے دشمنی کریں گے۔ اور ان کا حق روک لیں گے ان کو مطرود کریں گے، اور ان کو ان کے حق سے محروم کردیں گے اور ان سے بیزاری کریں گے۔ اور ان کو ڈرائیں گے۔ سلسلہ وار ان کے نام اور اوصاف تحریر ہیں۔ ان کی مدت حکومت تحریر تھی۔ آپ کی اولاد، انصار اور شیعہ جو کچھ ان سے قتل، جنگ، تکالیف اور خوف اٹھائیں گے (اس کتاب میں) تحریر ہے۔ ان (ائمہ ضلال) سے اور ان کے دوستوں اور مددگاروں سے آپ کو اللہ تعالیٰ کیسے نجات دیگا۔ آپؐ کے اہل بیتؑ ان سے ذلت جنگ، تکلیف، رسوائی، قتل اور خوف برداشت کریں گے۔ (یہ سب واقعات اس کتاب میں تحریر ہیں) اے امیر المومنینؑ اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے میں آپ کی بیعت کرتا ہوں (جب حضرتؑ نے ہاتھ بڑھایا تو کہنے لگا) میں گواہی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسولؐ ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں (اے علیؑ) آپ رسولؐ کے امت میں خلیفہ اور وصی ہیں۔ زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر گواہ اور حجت ہیں۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ میں ہر اس دین سے بیزار ہوں جو دین اسلام کا مخالف ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے منتخب کیا ہے اپنے دوستوں کے لئے اسلام کو پسند کیا ہے۔ اسلام عیسیٰؑ بن مریم کا دین ہے۔ اسلام انبیاءؑ

اور رسولوںؑ کا دین ہے۔ جو عیسیٰؑ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اسلام وہ دین ہے جس پر میرے پہلے آباؤ اجداد کاربند رہے ہیں۔ میں آپ اور آپ کے اولیاء سے تولا کرتا ہوں، اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں۔ میں اُن ائمہؑ سے تولا کرتا ہوں جو آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ میں ان کے دشمنوں اور مخالفوں سے بیزاری کرتا ہوں۔ جنہوں نے ان سے برأت ظاہر کی اور ان کا حق غصب کر گئے۔ خواہ اولین ہوں۔ خواہ آخرین (سب سے) بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔

"مجھے اپنی کتاب دیدو جس میں یہ تمام واقعات تحریر ہیں"

اس نے کتاب حضرتؑ کو دیدی۔ آپ نے اپنے صحابی کو فرمایا:۔ ———

"دوسرا آدمی (ترجمان) کو لیکر کھڑے ہو جاؤ۔ ترجمان کو تلاش کرو۔ جو کتاب کو سمجھتا ہو اور تمہارے لئے اس کا عربی میں ترجمہ کردے"

جب دونوں کتاب کا ترجمہ کرکے لے آئے تو آپ نے اپنے بیٹے حسنؑ سے فرمایا——— "اے میرے بیٹے! وہ کتاب مجھے دیدو، جو میں نے تمہیں دی تھی۔ اے میرے بیٹے اس کتاب کو پڑھور جو نصرانی کی کتاب کا عربی میں ترجمہ ہو کر آئی تھی۔ اے فلاں اس کتاب کو تم دیکھو (حضرتؑ کے پاس موجود تھی) یہ کتاب میرے ہاتھ سے لکھی گئی ہے اور اس کو رسول اللہؐ نے لکھوایا ہے"

امام حسنؑ نے اس کتاب کو پڑھا اور اس میں ایک حرف بھی مخالف نہ پایا۔ نہ ہی اس میں تاخیر اور تقدیم تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک ہی آدمی نے دو انسانوں کو لکھوایا ہوا ہے۔ حضرتؑ نے (دونوں کتابوں میں فرق نہ پاکر) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا:۔ ———

"اس ذات کا شکر ہے۔ اگر وہ چاہتا تو اس امت میں اختلاف

نہ ہوتا۔ اور نہ وہ متفرق ہوتی۔ اس ذات کا شکر ہے، جس نے مجھے فراموش نہیں کیا۔ اور نہ ہی میرے امر کو ضائع کیا۔ میرا ذکر اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء کو بھولا ہوا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیطان اور اس کے دوستوں کا ذکر کم اور مٹایا جا چکا ہے۔"

امیر المومنینؑ کے شیعہ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا آپ کے گرد جو لوگ جمع تھے۔ ان میں سے کافی آدمیوں نے اس بات کو برا محسوس کیا۔ ان کے برا محسوس کرنے کے آثار ہم نے ان کے چہروں سے دیکھ لئے تھے۔

فتنہ کا بیان

ابانؓ، سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے (ایک دن) امیر المومنینؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:۔

"اے لوگو! میں وہ ہوں، جس نے فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے میرے سوا اس پر کوئی جرأت کرنے والا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میں نہ ہوتا تو جمل، صفین اور نہروان والے قتل نہ کئے جاتے، اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تمہاری محض باتیں نہ ہوتیں اور عمل کو چھوڑنا نہ ہوتا تو میں ضرور تم کو وہ بات بتاتا جس کو اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی زبان سے جاری کرا چکا ہے۔ جس شخص نے جمل، صفین، اور نہروان والوں سے (میری معیت میں) جنگ کی ہے۔ وہ ان کی گمراہی کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ ہدایت کو جاننے والے تھے،

جس پر ہم قائم ہیں۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا، جس چیز کے بارے میں چاہو مجھ سے سوال کرو۔ اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ، اللہ تعالیٰ کی قسم میں آسمان کی باتیں زمین کی باتوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں دین کا یعسوب ہوں (یعسوب شہد کی مکھیوں کے سردار کو کہا جاتا ہے) میں اول السابقین ہوں۔ امام المتقین ہوں۔ خاتم الوصیین ہوں انبیاء کا وارث ہوں۔ ربّ العالمین کا خلیفہ ہوں۔ میں قیامت کے دن لوگوں کو جزاء اور سزا دینے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت اور دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں صدیق اکبر اور فاروق ہوں۔ جس کے ذریعے حق اور باطل کو الگ الگ کروں گا۔ میں اموات، مصائب اور فصل خطاب کا علم جانتا ہوں۔ قرآن کی جو آیت نازل ہوئی جانتا ہوں، کیوں نازل ہوئی، کہاں نازل ہوئی، کس کے حق میں نازل ہوئی۔

اے لوگو! عنقریب تم مجھ کو نہ پاؤ گے۔ میں تم سے جدا ہونے والا ہوں مرنے والا ہوں یا شہید کیا جانے والا ہوں۔ جس کے قتل کا انتظار امت کا شقی ترین آدمی کر رہا ہے۔ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب کرے گا۔ ایک روایت میں ہے۔ جس کے قتل کا انتظار امت کا بدبخت ترین انسان کر رہا ہے۔ میری داڑھی کو سر کے خون سے خضاب کرے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ ایک نسخہ میں ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھ سے اس فتنہ کے متعلق سوال نہ کرو، جو تین سو سال تک جاری رہے گا۔ اور اس سے آگے جائیگا۔ تمہارے اس زمانہ سے لیکر قیامت کے قائم ہونے تک واقع ہوگا۔ اگر میں تمہیں آگاہ کردوں کہ اس فتنہ کو

چلانے والا کون ہوگا۔ اس کا بانی کون ہوگا اور اس کو ہنکانے والا کون ہوگا۔ دنیا میں وہ کب تخریب کرے گا۔ تخریب کرنے کے بعد قیامت تک کیسے جڑ پکڑے گا۔

ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور عرض کی ——— اے امیر المومنینؑ! بلایا (تکالیف یا امتحان) کے متعلق آگاہ فرمایئے۔

حضرتؑ نے فرمایا ——— جب سائل سوال کرے تو اس کو عقل سے کام لینا چاہیئے۔ جب مسئول سے سوال کیا جائے تو اس کو سوچ لینا چاہیئے۔ تمہارے پیچھے ایسے واقعاتِ عظیمہ ہوں گے جو مخلوق میں اضطراب پیدا کر دیں گے۔ ایسے مصائب ہوں گے جو سخت تباہی پھیلانے والے ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ اگر تم نے مجھے نہ پایا اور نہ ٹلنے والے مصائب اور برحق امتحانات شروع ہو گئے۔ تو بہت سے سائل دروازہ کھٹکھٹاتے پھریں گے اور بہت سے جواب دینے والے منہ موڑ لیں گے۔ دوسرے نسخہ میں ہے کہ جواب دینے والے پریشان ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا۔ جب تمہاری جنگ جاری ہو جائے گی اور اپنی داڑھ ظاہر کر دے گی۔ اور اپنی پنڈلی کے بل کھڑی ہو جائے گی۔ دنیا تمہارے لئے امتحان گاہ بن جائے گی۔ اللہ تعالےٰ اس مصیبت کو باقی نیکوکار لوگوں کی خاطر دور کرے گا۔

ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اور عرض کی ——— اے امیر المومنینؑ ہمیں فتنہ کے متعلق آگاہ فرمایئے؟

حضرتؑ نے فرمایا ——— جب فتنہ آتا ہے تو اس کی حقیقت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ حقیقت کو مشتبہ

بنا دیتا ہے۔ جب وہ چلا جاتا ہے تو اس کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ فتنہ کی موج سمندر جیسی ہوگی۔ اس کا جھکڑ ہوا کے تیز جھکڑ کی مانند ہوگا۔ وہ جھکڑ بعض شہروں میں پہنچے اور بعض میں پہنچے ——— ان لوگوں کی طرف نگاہ کرو، جو بدر کی لڑائی میں جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی مدد کرو، تمہاری مدد کی جائے گی۔ تمہیں اجر دیا جائے گا۔ تم معذور تصور کئے جاؤ گے۔

خبردار! میرے بعد تمہارے لئے سب سے خوفناک فتنہ، بنی امیہ کا فتنہ ہوگا وہ فتنہ اندھا اور بہرہ کر دینے والا ہوگا۔ کفر کے پردوں میں لپٹا ہوا ہوگا۔ فتنہ عام ہوگا۔ اس کی مصیبت خاص ہوگی۔ جو شخص اس فتنہ کے بارے میں غور و تدبر کرے گا۔ وہ مصیبت کی لپیٹ میں آجائے گا۔ جو اس فتنہ سے چشم پوشی کریگا۔ وہ اس کی زد سے بچ جائے گا۔ باطل پرست اہل حق پر غالب آجائیں گے۔ بے دین لوگ زمین کو بدعت، ظلم اور جور سے بھر دیں گے۔ سب سے پہلے اس فتنہ کی طاقت کو جو ختم کرے گا۔ اس کے ستون کو توڑ دے گا۔ اس کی میخیں نکال دے گا۔ دنیا کا پالنے والا، سرکشوں کی قوت کو توڑنے والا اللہ تعالیٰ ہوگا۔

خبردار! میرے بعد تم بنو اُمیہ کو دانت کی داڑھ کی مانند برے حاکم پاؤ گے۔ جو اپنے منہ سے غلط اشاعت کریں گے۔ اپنے ہاتھوں سے گمراہی پھیلائیں گے (اہل حق کو) اپنے پاؤں سے کچل دیں گے۔ خود کسی کو فائدہ نہ پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ان کا فتنہ لگاتار ہوگا۔ تم میں سے کوئی اس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکے گا۔ مگر اتنا جتنا ایک غلام اپنے مالک سے۔ جب مالک موجود نہیں ہوتا۔ تو اس کو گالیاں دیتا ہے۔ جب مالک آجاتا ہے تو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے

کروہ اپنے مالک کو دل میں گالیاں دیتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم آسمان کے ہر ستارے کے نیچے پوشیدہ ہو جاؤ۔ تو ان کی مصیبت کے لئے ضرور اللہ تعالیٰ تمہیں جمع کر دے گا۔

ایک آدمی نے عرض کی ——— اے امیرالمومنینؑ اس کے بعد ہم (منظم ہو کر) ایک جماعت کی صورت اختیار کریں گے۔

حضرتؑ نے فرمایا ——— تم منظم تو ہو جاؤ گے لیکن تمہارا حج اور زکواۃ مختلف ہوں گے۔ تمہارے دل مختلف ہوں گے۔"

راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کی ——— دل کیسے مختلف ہوں گے اس طرح (حضرتؑ نے اپنی انگلیوں کے درمیان فرق کر دیا) پھر حضرتؑ نے فرمایا۔

" افراتفری کی حالت میں یہ اس کو قتل کرے گا۔ وہ اس کو قتل کرے گا رذیل جاہل باقی رہ جائیں گے۔ ان میں ہدایت کا کوئی روشن مینار نہ ہوگا۔ اور نہ نیکی کا کوئی جھنڈا دکھائی دے گا۔ ان سے ہم اہلبیتؑ نجات میں ہونگے ہم ان میں دعوت دینے والے نہ ہوں گے،

اس شخص نے عرض کی ——— اے امیرالمومنینؑ۔ میں اس زمانہ میں کیا کروں۔

حضرتؑ نے فرمایا ——— اپنے نبیؐ کے اہل بیتؑ کی طرف دیکھنا۔ اگر وہ خاموش ہوں۔ تو تم بھی خاموش رہنا۔ اگر تم سے امداد طلب کریں تو ان کی امداد کرنا، تمہاری امداد کی جائیگی۔ تم معذور تصوّر ہو گے، وہ ہدایت سے تمہیں ہرگز الگ نہ کریں گے۔ تم کو ہلاکت کی دعوت نہ دیں گے، تم ان کے آگے نہ بڑھنا ورنہ تمہیں مصیبت پچھاڑ دے گی اور دشمن تمہارا مذاق اڑائیں گے

سائل نے عرض کی ——— اے امیرالمومنینؑ پھر کیا ہوگا؟

حضرتؑ نے فرمایا ——— میرے اہل بیتؑ کے ایک آدمی کے ذریعہ

اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ایسے دور کرے گا۔ جیسے چمڑا اپنی جگہ سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔"

سلیمؓ بن قیس نے کہا میں نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ "دو بھوکے انسان ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک دُنیا کا بھوکا جو دُنیا سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ دوسرا علم کا بھوکا جو کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا۔ جس نے دُنیا سے اتنا لیا جتنا اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے حلال کیا تھا۔ تو وہ شخص سالم رہا (دین اور دُنیا سالم لے گیا) جس شخص نے دُنیا کو جائز ضرورت سے زیادہ لیا وہ ہلاک ہو گیا۔ مگر یہ کہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ جس شخص نے علم کو اس کے اہل سے لیا اور اس پر عمل کیا وہ نجات پا گیا۔ جس شخص نے علم کے بدلے دنیا کا قصد کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ دُنیا ہی اس کا حصہ مقرر ہوا۔ عالم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ عالم جس نے اپنے علم پر عمل کیا وہ نجات پانے والا ہے۔ دوسرا وہ عالم جو علم کا تارک ہے وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اہل جہنم بے عمل عالم کی بدبو سے عذاب دیئے جائیں گے، دوزخیوں میں زیادہ ندامت اور حسرت کرنے والا وہ شخص ہو گا جس نے بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ اور اس نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جنت میں داخل ہوا۔ خود دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے اپنے علم کو چھوڑنے کے باعث خواہشات کی پیروی میں دوزخ میں داخل ہوا۔

دو چیزیں ہیں، خواہش کی پیروی اور لمبی آرزو، خواہش کی پیروی حق سے روکتی ہے لمبی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ بیشک دُنیا جانے والی سواری ہے اور آخرت آنے والی سواری ہے۔ ان دونوں کو

چاہنے والے ہیں۔ اگر ہو سکے تو آخرت کے چاہنے والے بنو۔ دُنیا کے چاہنے والے نہ بنو۔ بے شک آج کا دن عمل کا دن ہے حساب کا دن نہیں۔ حساب کا دن کل ہوگا۔ جب عمل کی ضرورت نہ ہوگی۔ خواہشات کی پیروی اور احکام کی اختراع سے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ ان فتن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جاتی ہے۔ انسان انسان کو دوست رکھتا ہے انسان، انسان سے دشمنی کرتا ہے۔

خبردار! اگر حق میں غور و تدبر کیا جائے تو وہ مخفی نہیں ہوتا اور اگر باطل کو صاف کیا جائے تو وہ عقلمندوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ لیکن ان دونوں میں سے تھوڑا اس سے لے لیا جاتا ہے۔ پھر ان دونوں (یعنی حق و باطل) کو ملا دیا جاتا ہے (باطل پرست ان دونوں سے) نتیجہ مرتب کرتے ہیں۔ اسی مقام پر شیطان اپنے دوستوں پر مسلط ہو جاتا ہے صرف وہی لوگ نجات پاتے ہیں جن کو ہماری طرف سے ہدایت پہنچ جاتی ہے۔

حضرتؑ فرماتے ہیں ــــــ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا (اس وقت) تمہاری حالت کیا ہوگی جب تم پر فتنہ سوار ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے تمہاری حالت کیا ہوگی جب فتنے (تم پر) سوار ہوں گے۔ ان فتنوں میں بچے پرورش پائیں گے، بڑے اپنی عمریں گزاریں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ بڑے ان میں بوڑھے ہوں گے۔ لوگ ان فتنوں پر عمل پیرا ہوں گے۔ لوگ ان فتنوں کو سعادت تصور کریں گے۔ جب ان فتن کی کوئی چیز تبدیل کر دی جائے گی تو کہا جائے گا کہ لوگ مخالف (شریعت) کام کر رہے ہیں ــــــ دوسری روایت

میں ہے کہا جائے گا کہ سنت متغیر ہوگئی۔ پھر امتحان سخت ہو جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ مصیبت سخت ہو جائے گی۔ اور تکلیف بڑھ جائے گی۔ یہ فتنے لوگوں کو ایسے ختم کریں گے جیسے آگ لکڑیوں کو ختم کرتی ہے جیسے اپنے بوجھ کی وجہ سے چکی اناج کو پیستی ہے۔ بغیر دین کے فقیہ ہوں گے عمل کے بغیر تعلیم حاصل کریں گے۔ آخرت کے بدلے دُنیا طلب کریں گے دوسری روایت میں ہے کہ دُنیا کو دین کے بدلے حاصل کریں گے۔

پھر حضرتؑ نے اپنے اہل بیتؑ اور شیعوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

"مجھ سے پہلے جو آئمہ تھے۔ انہوں نے بہت بڑے امر کو نافذ کیا۔ جس میں انہوں نے رسولؐ اللہ کی جان بوجھ کر مخالفت کی ہے۔ اگر میں ان لوگوں کو ان کے امور ترک کرنے پر مجبور کروں اور ان کو اس جگہ لایا جائے جہاں رسولؐ اللہ کے زمانہ میں تھے۔ تو میرا لشکر مجھے چھوڑ دے گا۔ میرے سوا میرے لشکر میں کوئی باقی نہ رہے گا۔ یا میرے تھوڑے سے شیعہ جنہوں نے میری بزرگی اور امامت کو کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ سے معلوم کیا ہے باقی رہ جائیں گے (کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ سے سوا کسی چیز سے معلوم نہیں کیا) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر میں مقام ابراہیمؑ کے متعلق حکم دیتا اور اس کو اس جگہ رکھ دیتا جہاں رسولؐ اللہ نے رکھا تھا۔ فدک فاطمہ علیہا السلام کے ورثاء کو واپس کر دیتا۔ صاع اور مد (یہ دونوں پیمانے ہیں) کو اس حالت میں کر دیتا جس حالت میں رسولؐ اللہ کے زمانہ میں تھے۔ وہ زمین جو لوگوں کو رسولؐ اللہ نے عنایت فرمائی تھی۔ ان کے مالکان کو واگزار کر دیتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے لوگوں کو زمین دی تھی لیکن وہ قابض نہ ہوئے تھے (اس دوران میں رسولؐ اللہ کا انتقال

ہو گیا تھا) جعفر بن ابی طالب کا گھر اس کے ورثار کو واپس کر دیتا۔ اس کو مسجد سے گرا دیتا۔ ان فیصلہ جات کو جو مجھ سے پہلے ناجائز ہوئے۔ کالعدم قرار دے دیتا۔ خیبر کی زمین کی جس طرح تقسیم ہوئی تھی۔ ویسے ہی واپس کر دیتا۔ دفتر عطیات کو بند کر دیتا اور میں اس طرح دیتا جیسے رسولؐ اللہ دیا کرتے تھے اگر میں دفتر عطیات کو امیر لوگوں کی وارثت قرار نہ دیتا۔ اگر میں لوگوں کو حکم دیتا کہ وہ ماہِ صیام میں نمازِ فرائض کے سوا مسجد میں اجمع نہ ہوں۔ لوگ کہنے رلگے علیؑ) تم نے عمر کی سنت کو تبدیل کر دیا ہے۔ ہم ماہ رمضان میں (مسجد میں) نمازِ نافلہ پڑھنے سے روک دیئے گئے ہیں۔ رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد میں نے اس امت سے کیا کیا تکالیف برداشت کی ہیں۔ در رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد یہ لوگ تفریق میں پڑ گئے۔ گمراہ کرنے والے اور آگ کی طرف بلانے والے لوگوں کے پیچھے لگ گئے۔ رسولؐ اللہ نے ذوالقربیٰ کا حصہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقرر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :-

ان كنتم آمنتم بالله وما انزلنا علىٰ عبدنا يوم الفرقان يوم التقى الجمعان - وہ ذوالقربیٰ، یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل خاص ہم ہی ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو مراد لیا ہے۔ اللہ نے صدقہ میں ہمارا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ اور ہمیں لوگوں کی میل (صدقہ) کھانے سے معزز کیا ہے۔

حضرت ابوذرؓ کی وصیت

ابانؓ سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں حضرت عمرؓ

کی خلافت کے زمانہ میں جناب ابوذرؓ کے پاس گیا۔ آپ اس وقت بیمار تھے۔ جناب ابوذرؓ کی عیادت کے لئے حضرت عمر تشریف لائے، ابوذرؓ کے پاس امیر المومنینؑ، سلمانؓ اور مقدادؓ موجود تھے۔ ابوذرؓ نے علی علیہ السلام سے وصیت کی نوشتہ تحریر کرکے اس پر شہادت درج کرائی۔ جب حضرت عمر چلے گئے تو ابوذرؓ کے بنو عم سے ایک آدمی نے جو قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتا تھا۔ ابوذرؓ سے کہا کس چیز نے آپ کو امیر المومنین عمر سے وصیت کرنے سے باز رکھا۔ ابوذرؓ نے کہا:———

میں نے حقیقی امیر المومنینؑ سے وصیت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم ۸۰ آدمیوں کو علیؑ کے امیر المومنین ہونے کا حکم دیا تھا۔ چالیس آدمی عرب کے تھے اور چالیس آدمی عجم کے۔ ہم نے علیؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کیا تھا۔ اس بات پر نہ کسی عربی اور نہ کسی عجمی کو اعتراض ہوا تھا صرف آپ کو (ثانی) اور آپ کے ساتھی (اول) کو اعتراض ہوا تھا (جس نے حضرت عمر کو نامزد خلیفہ بنایا ہے) دونوں نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ یہ بات اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے حق ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے تم لوگوں کو اس بات کا حکم دیا ہے۔ (علیؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کیا کرو)۔

سلیمؓ کا بیان ہے——— کہ میں نے کہا اے ابوالحسنؑ، اے سلمانؓ، اے مقدادؓ، جیسا ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ آپ حضرات کا بھی یہی ارشاد ہے؟ ان سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا آپ چاروں بڑے عادل ہیں۔ اگر مجھے ایک بھی بیان کرتا تو میں اس کی بات میں شک نہ کرتا۔ لیکن آپ چاروں حضرات نے میرے لئے مزید بصیرت اور یقین پیدا کر دیا ہے۔

سلیمؓ کا بیان ہے ——— میں نے عرض کی اے ابوذرؓ! خدا آپ کا بھلا

کرے آپ مجھے ان سب آدمیوں کے نام بتا دیں گے، سلمانؓ نے ایک ایک کرکے اُن اسّی آدمیوں کا نام لیا۔ حضرت امیرؑ، ابوذرؓ اور مقدادؓ نے کہا:———

”سلمانؓ نے سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت اور مغفرت نازل کرے۔“

جن لوگوں کا نام لیا گیا تھا۔ ان میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، ابوعبیدہ، معاذؓ بن جبل سالم پانچ اصحابِ شوریٰ، دوسری روایت میں ہے پانچ اصحابِ صحیفہ تھے (یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر حضرت امیرؑ کے خلاف معاہدہ کیا تھا) عمار بن یاسر، سعد بن عبادہ باقی صاحبانِ عقبہ تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ عقبہ والے چیدہ چیدہ آدمی تھے۔ ابی بن کعب، ابوذر اور مقدادؓ باقی بدر کے انصار میں سے بزرگ اور بڑے رتبہ والے شامل تھے۔ ابوالہیثم بن تیہان، خالد بن زید، ابوایوب، اُسید بن حضیر اور شیر بن سعد شامل تھے۔

سلیم کا بیان ہے کہ ——— میں ان میں سے ہر آدمی کو ملا اور رسول اللہؐ کے فرمان سے متعلق ان سے سوال کیا کہ (کیا رسول اللہؐ نے ایسا فرمایا تھا) ان سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی۔ بعض میرے سوال کو سن کر خاموش ہو جاتے تھے۔ بعض جواب نہیں دیتے تھے۔ بات کو چھپاتے تھے۔ بعض وہ تھے جو بیان کر دیتے تھے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا:———

”پھر ہمیں فتنہ نے گھیر لیا۔ جس سے ہمارے دل، کان اور آنکھ کی قوت جاتی رہی۔ وہ فتنہ یہ تھا کہ اوّل نے دعویٰ کر دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہم اہل بیت کو مکرم کیا۔ ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ ہم اہل بیت میں نبوت اور خلافت

کو جمع کرے، حضرت علیؑ کے سامنے اول نے یہ دلیل اس وقت پیش کی جب حضرتؑ کو اس کی بیعت کے لئے لایا گیا تھا، اوّل کی اس بات کی چار آدمیوں نے تصدیق کی ۔ اور گواہی دی وہ چاروں ہمارے نزدیک نیکوکار اور غیر متہم تصوّر ہوتے تھے (وہ یہ حضرات ہیں) ابوعبیدہ، سالم، عمر اور معاذ ہیں۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ لوگ سچے ہیں۔"

خانہ کعبہ میں معاہدہ

حضرت ابوذرؓ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔ ——————

"جب علی علیہ السلام نے ہمیں وہ بات یاد دلائی جو رسول اللہؐ فرما چکے تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ ان پانچ آدمیوں (اوّل ثانی) ابوعبیدہ، سالم اور معاذ) نے آپس میں خانۂ کعبہ میں بیٹھ کر ایک معاہدہ کیا ہے (وہ یہ ہے) اگر حضرت محمدؐ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو علی علیہ السلام پر وہ فوقیت حاصل کریں گے۔ خلافت آپ سے غصب کرلیں گے۔ حضرتؑ کی اس بات پر چار آدمیوں نے گواہی دی (وہ چار یہ ہیں) سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور زبیر، ان حضرات نے اس وقت یہ شہادت دی جب اوّل کی بیعت ضالہ ہماری گردنوں پر واجب ہو چکی تھی۔ ہمیں یقین تھا کہ علی علیہ السلام نے رسولؐ اللہ سے جھوٹی روایت نہیں کی ہے۔ حضرتؑ کی اس بات پر چار صحابہ نے گواہی دی۔ کس قدر بزرگ ہے وہ شخص جس نے ہم سے یہ بات بیان فرمائی۔ پھر ہم خلافت کی حقیقت کو سمجھ گئے۔ (خلافت کا حق دار کون ہے؟) ہم لوگوں نے رسولؐ اللہ کی وہ بات یاد کی۔ رسولؐ اللہ

نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص کیساتھ محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ بہشت ان چار اشخاص کی زیارت کی مشتاق ہے۔ ہم نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسولؐ وہ کون ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا میرے بھائی، میرے وزیر، میرے وارث، میری اُمت میں میرے خلیفہ اور میرے بعد تمام مومنین کے سردار، علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ سلمانؓ ہیں ابوذرؓ ہیں۔ مقدادؓ بن اسود ہیں۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔ خبردار! ان میں علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ پھر رسول اللہؐ خاموش ہوگئے۔ پھر فرمایا۔ خبردار! ان میں سے علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ پھر رسول اللہؐ خاموش ہوگئے، پھر فرمایا علیؑ بن ابی طالب ان میں سے ہیں، ابوذرؓ، سلمانؓ اور مقدادؓ ہیں۔

اصحاب رسولؐ کا بیان

ابوذرؓ نے بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

"رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا تھا، میرے پاس حوض کوثر پر میرے اصحاب وارد ہوں گے، جن کی میرے نزدیک عزت اور بڑی منزلت ہوگی جب وہ لوگ اپنے مراتب کے لحاظ سے ٹھہریں گے تو وہ مجھ سے الگ کردیئے جائیں گے۔ دوسری روایت میں ہے۔ مجھ سے ہٹالئے جائیں گے (یہ منظر دیکھ کر) میں کہوں گا اے پالنے والے یہ میرے اصحاب ہیں۔ کہا جائیگا۔ اے محمدؐ تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد بدعات قائم کی ہیں جب تم ان سے جدا ہوئے۔ تو یہ لگاتار رجعت قہقری کی طرح الٹے پاؤں

مرتد ہوتے رہے ہیں۔ ہماری جان کی قسم جس وقت رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تھا۔ ہم خلافت کو علیؑ کے سپرد کر دیتے، آپ کی اطاعت اور بیعت کر لیتے تو یقیناً ہم ہدایت پاتے اور سیدھے راستے پر چلتے (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حکم پہ کاربند ہوتے)۔ (اس امت میں) اللہ تعالیٰ نے اختلاف تفرقہ اور انتشار کا فیصلہ کیا ہے۔ ضروری ہے وہی ہو گا۔ جو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کے قضا و قدر میں ہے۔"

حیاتِ رسولؐ میں

امیر المومنین کون تھا؟

سلیمؓ بن قیس کا بیان ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے ابوذرؓ کو ربذہ کے مقام پر بھیج دیا تو میں حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابوذرؓ نے حضرت امیرؑ سے اپنے مال اور عیال کے متعلق وصیت کی تھی۔ ایک کہنے والے نے کہا۔ اگر آپ امیر المومنین حضرت عثمان سے وصیت کرتے تو اچھا تھا۔ ابوذرؓ نے کہا:——

"میں نے حقیقی امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب سے وصیت کی ہے۔ ہم نے رسولؐ اللہ کے زمانے میں رسولؐ اللہ کے حکم سے حضرت امیرؑ کو امیر المومنین تسلیم کرتے ہوئے امیر المومنینؑ کہکر سلام کیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا میرے بھائی، میرے وزیر، میرے وارث، میری اُمت میں میرے خلیفہ اور میرے بعد تمام مومنین کے سردار کو امیر المومنین تسلیم کرتے ہوئے سلام کرو

علیؑ زمین کی جائے پناہ ہیں۔ زمین علیؑ سے راحت و سکون حاصل کرتی ہے۔ اگر تم نے علیؑ کو کھو دیا تو تم زمین اور ساکنینِ زمین کو متغیر پاؤ گے۔ میں نے اس امت کے گوسالہ اور سامری کو رسولؐ اللہ کے پاس سے واپس آتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان دونوں نے کہا تھا کیا یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے حق ہے؟ یہ سنکر رسولؐ اللہ غضب ناک ہو گئے تھے اور فرمایا تھا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے حق ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے ایسا کرنیکا حکم دیا ہے۔ جب دونوں نے علی علیہ السلام کو امیرالمومنین کہکر سلام کر چکے تو دونوں علی علیہ السلام کے گھر سے نکلے اور کہنے لگے۔ اس آدمی (رسول اللہؐ) کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمیشہ اپنے چچا کے بیٹے کو بلند کرنے رہتے ہیں۔ ایک نے کہا اپنے چچا کے بیٹے کا کام پختہ کرتے ہیں۔ تمام نے کہا (جو اس وقت موجود تھے۔ رسولؐ اللہ کے نزدیک جب تک علیؑ موجود ہیں ہماری پیش نہ جائے گی۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے کہا ——— اے ابوذرؓ سلام کرنے کا واقعہ حجۃ الوداع کے بعد کا ہے یا پہلے کا؟

کہا ——— پہلی دفعہ حجۃ الوداع سے پہلے سلام کیا تھا۔ اور دوسری دفعہ حجۃ الوداع کے بعد سلام کیا تھا۔

میں نے کہا ——— اے ابوذرؓ ان لوگوں نے (خلافت علیؑ کے خلاف) سازش کا انعقاد کب کیا تھا!

ابوذرؓ نے کہا ——— آخری حج کے موقع پر یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا تھا۔

عقبہ کی رات کون تھے؟

سلیمؓ ——— اے ابوذرؓ خدا آپ کا بھلا کرے۔ مجھے عقبہ والے بارہ آدمیوں کے متعلق آگاہ فرمائیے۔ جو بھیس بدل کر رسولؐ اللہ کی ناقہ ڈرانا چاہتے تھے یہ کب کا واقعہ ہے!

ابوذرؓ ——— خمِ غدیر کا واقعہ ہے۔ جب رسولؐ اللہ آخری حج سے واپس آ رہے تھے۔

سلیمؓ ——— خدا آپ کا بھلا کرے کیا آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں؟

ابوذرؓ ——— خدا کی قسم میں تمام کو جانتا ہوں۔

سلیمؓ ——— آپ ان کو کیسے جانتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے حذیفہ کو ان کے متعلق پوشیدہ بتایا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ ان کے متعلق کسی کو نہ بتانا۔

ابوذرؓ ——— عمارؓ بن یاسر آگے آگے اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھے حذیفہ پیچھے ہانکنے والے تھے۔ رسولؐ اللہ نے حذیفہ کو چھپانے کے متعلق فرمایا تھا اور عمارؓ کو ایسا حکم نہیں دیا تھا۔

سلیمؓ ——— مجھے ان کے نام بتائیے۔

ابوذرؓ ——— پانچ اصحاب صحیفہ ہیں (خانہ کعبے والے) پانچ اصحاب شوریٰ ہیں۔ عمرو بن عاص اور معاویہ ہیں۔

سلیمؓ ——— خدا آپ کا بھلا کرے۔ رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد عمارؓ اور حذیفہ کو ان بارہ آدمیوں کے بارے میں تردد کیوں ہوا۔ انہوں نے خود دیکھ لیا تھا

دوسری روایت میں ہے کہ رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد عمارؓ اور حذیفہ نے ان
حضرات کے بارے میں نرم رویہ کیوں اختیار کیا؟

وذرؓ ـــــــ ان حضرات نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی۔ اور
ندامت کا اظہار کیا تھا۔ گوسالہ نے منزلت کا دعویٰ کیا۔ سامری نے
گواہی دی۔ اس کے ساتھ گواہی میں اور آدمی بھی شامل ہو گئے۔ (وہ
گواہی یہ تھی) ان حضرات نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے (ہم
اہلبیتؑ میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی)! اصحاب رسولؐ کا خیال
تھا کہ شاید یہ حدیث (ہم اہل بیتؑ میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی)
پہلے فرمان (جاؤ علیؑ کو امیرالمومنین کہکر سلام کرو) کے بعد واقع ہوئی ہے
(خلافت کے معاملہ میں جس نے شک کیا سو کیا) لیکن عمارؓ اور حذیفہ
نے توبہ کر لی تھی۔ اور حقیقت کو سمجھ گئے تھے۔ دونوں نے حضرت امیرؑ کو
امیرالمومنین کہکر سلام کیا تھا۔"

سلیمؓ بن قیس کا بیان ہے کہ ـــــ میں ابوذرؓ کی موت کے بعد حضرت
ثمانؓ کے خلافت کے زمانہ میں عمارؓ سے ملا۔ میں نے اس کو ابوذرؓ کے بتائے ہوئے
افعہ کی اطلاع دی۔

عمارؓ نے فرمایا ـــــ "میرے بھائی (ابوذرؓ) نے سچ فرمایا ہے
وہ بہت نیک اور سچے ہیں (یہ نہیں ہو سکتا) کہ ابوذرؓ عمارؓ سے
حدیث روایت کرے لیکن اس کو عمار نے نہ سنا ہو۔"

سلیمؓ نے کہا ـــــ اے عمارؓ خدا آپ کا بھلا کرے آپ کس بنیاد پر
ابوذرؓ کی بات کی تصدیق کر رہے ہیں؟

عمارؓ نے فرمایا ـــــ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر

کہتا ہوں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابوذرؓ سے زیادہ سچے اور نیک انسان پر نہ آسمان نے سایہ کیا ہے اور نہ اس کو زمین نے اٹھایا ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے نبیؐ کیا آپ کے اہل بیتؑ زیادہ سچے نہیں ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا میری مراد اہل بیتؑ کے سوا اور لوگ ہیں۔"

سلیمؓ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا —— میں مدائن میں حذیفہ سے ملا۔ میں کوفہ سے چل کر اس کے پاس گیا تھا۔ میں نے اُسے وہ تمام واقعہ کہہ کر سنایا جو ابوذرؓ نے بیان کیا تھا۔

حذیفہ نے کہا —— ابوذرؓ بہت سچے اور نیک انسان ہیں ذرا ممکن ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی حدیث منسوب کریں۔ جس کو رسول اللہ نے بیان نہ فرمایا ہو۔"

رسولؐ اللہ کا

سیدہؑ کے پاس تشریف لانا

ابانؓ سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ —— سلیمؓ نے کہا کہ مجھے علی علیہ السلام، سلمانؓ، مقدادؓ اور ابوذرؓ نے کہا اور ابو جحاف داؤد بن ابی عوف عونی نے بیان کیا۔ وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ ی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے پاس تشریف لائے۔ آپ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہی تھ

گھر والوں کے لئے کھانا تیار فرما رہی تھیں۔ علی علیہ السلام گھر کے ایک گوشہ میں نیند فرما رہے تھے۔ حسنؑ اور حسینؑ بھی آپ کے پہلو میں محو خواب تھے۔ رسولؐ اللہ اپنی بیٹی سے باتیں کرنے بیٹھ گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فاطمہ علیہا السلام سے باتیں سننے بیٹھ گئے۔ آپؑ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہی تھیں۔ آپ کے پاس کوئی نوکر نہیں تھا۔ حسنؑ بیدار ہوئے اور رسولؐ اللہ کے پاس آکر عرض کی:——

"اے میرے باپ! میری پیاس بجھاؤ۔"

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے عرض کی —— اے دادا!
میری پیاس بجھاؤ۔"

رسولؐ اللہ حسنؑ کو ساتھ لیکر اپنی لقحہ اونٹنی کے پاس آئے۔ اس کو اپنے ہاتھ سے دوہا۔ دودھ کو ایک لکڑی کے پیالہ میں لیا۔ دودھ پر جھاگ تھی۔ رسولؐ اللہ حسنؑ کو دودھ پلانا ہی چاہتے تھے کہ اتنے میں حسینؑ بیدار ہو گئے اور عرض کی:——

"اے میرے باپ میری پیاس بجھاؤ۔"

رسولؐ اللہ نے فرمایا —— اے میرے بیٹے! تمہارے بھائی نے جو تم سے بڑے ہیں، تم سے پہلے پیاس بجھانے کو کہا ہے۔

حسین علیہ السلام نے عرض کی —— میری پیاس حسنؑ سے پہلے بجھائی جائے۔"

رسولؐ اللہ امام حسینؑ سے پیار اور نرمی سے فرما رہے تھے کہ وہ اس مطالبہ کو چھوڑ دیں اور پہلے حسنؑ کو دودھ پینے دیں۔ امام حسینؑ اس بات سے انکار فرما رہے تھے۔

فاطمہؑ نے عرض کی —— "اے میرے باپ حسینؑ آپ کے نزدیک حسنؑ سے زیادہ محبوب ہیں۔"

رسولؐ اللہ نے فرمایا —— وہ میرے نزدیک حسنؑ سے زیادہ

پیاسے نہیں ہیں۔ وہ دونوں میرے نزدیک برابر ہیں۔ اس کے سوا کہ حسنؑ نے پیاس بجھانیکو پہلے کہا ہے (رسولؐ اللہ نے فرمایا) میں، تم، وہ دونوں اور یہ سونے والے جنت میں ایک ہی منزل اور ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔"

راوی نے کہا علی علیہ السلام سو رہے تھے۔ علیؑ کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ رسولؐ اللہ ایک دن گزرے تو یہ دونوں کھیل رہے تھے۔ رسولؐ اللہ نے دونوں کو پکڑ کر اپنے شانہ مبارک پر سوار کر لیا۔ رسولؐ اللہ کو ایک آدمی ملا اور کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک کو داہنیں شانے پر اور دوسرے کو بائیں شانے پر سوار کر دیا۔ دونوں شہزادوں کو لئے ہوئے تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں حضرت ابوبکر مل گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا:۔ ——

"اے اللہ کے رسولؐ آپ کس قدر اچھی سواری ہیں"

دوسری روایت میں ہے کہ کہا:۔ ——

"اے شہزادو! کتنی اچھی سواری ہے۔ جس پر تم سوار ہو۔"

رسولؐ اللہ نے فرمایا —— دونوں سوار کس قدر اچھے ہیں۔ بیشک یہ دونوں شہزادے دنیا میں میری راحت کا باعث ہیں۔"

رسولؐ اللہ دونوں کو لئے ہوئے سیدۂ عالمؑ کے گھر تشریف لائے، دونوں نے کشتی لڑنا شروع کر دی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا:۔ ——

"اے حسنؑ شاباش"

جناب سیدہؑ نے عرض کیا —— "اے اللہ کے رسولؐ آپ حسنؑ کو شاباش فرماتے ہیں حالانکہ وہ حسینؑ سے بڑے ہیں۔"

رسولؐ اللہ نے فرمایا —— یہ جبرائیلؑ جو کہہ رہے ہیں اے حسینؑ شاباش۔"

امام حسینؑ نے امام حسنؑ کو گرا دیا۔ رسولؐ اللہ نے دونوں کی طرف دیکھا دونوں واپس آ رہے تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا:۔ ——

"اللہ تعالیٰ کی قسم یہ دونوں جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ اِن دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔ (اے حسنؑ اے حسینؑ) تمام لوگوں سے میرے نزدیک افضل اور محبوب تمہارے باپ ہیں۔ اور تمہاری ماں ہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک مجھ سے زیادہ افضل کوئی نہیں ہے۔ میرے بھائی میرے وزیر، میری امت میں میرے خلیفہ، میرے بعد ہر مومن کے سردار علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ خبردار! وہ میرے خلیل، میرے وزیر اور میرے منتخب کردہ ہیں۔ میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ میرے بعد ہر مومن اور ہر مومنہ عورت کے سردار ہیں۔ جب وہ شہید ہو جائیں گے۔ تو اس کے بعد (مرا خلیفہ) میرا بیٹا حسنؑ ہوگا۔ پھر وہ ائمہؑ میرے خلفا ہوں گے۔ جو حسینؑ کی پشت سے پیدا ہوں گے۔ وہ ائمہؑ ہدایت کنندگان اور ہدایت یافتہ ہوں گے وہ قیامت تک حق کے ساتھ ہوں گے۔ حق ان کے ساتھ ہوگا۔ وہ حق سے جدا نہ ہوں گے۔ حق ان سے جدا نہ ہوگا۔ وہ زمین کی بقا کا باعث ہیں۔ زمین ان کے وسیلہ سے راحت و آرام پاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محکم فصیل ہیں جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی، وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں، حجج اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے خازن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے معادن ہیں۔ وہ نوحؑ کی کشتی کے مانند ہیں۔ جو اس پر سوار ہوا وہ نجات پا گیا جس نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ غرق ہو گیا۔ وہ بنی اسرائیل کے باب خطہ کی مانند ہیں۔ جو اس دروازہ سے باہر تھا۔ وہ کافر تھا۔ اللہ تعالےٰ نے کتاب میں ان کی اطاعت فرض مقرر کی ہے۔ قرآن میں ان کی ولایت کا حکم دیا ہے۔ جس نے ان کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت

کی جس نے ان کی نافرمانی کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

امام حسینؑ رسولؐ اللہ کے پاس حاضر ہوئے۔ رسولؐ اللہ سجدہ کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ امام حسینؑ صفوں کو عبور کرتے ہوئے رسولؐ اللہ کے قریب پہنچ گئے اور رسولؐ اللہ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ رسولؐ اللہ کھڑے ہوئے تو ایک ہاتھ حسینؑ کی پشت پر رکھا ہوا تھا اور دوسرا گھٹنے پر رکھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں رسولؐ اللہ نماز سے فارغ ہوئے۔

امام حسنؑ تشریف لائے تو رسولؐ اللہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ امام حسنؑ منبر کے قریب تشریف لے گئے، رسولؐ اللہ کے کندھے پر سوار ہو گئے۔ اپنے دونوں پاؤں کو رسولؐ اللہ کے کندھے پر لٹکا دیا۔ امام حسنؑ کے پازیب کی چمک دکھائی دے رہی تھی۔ رسولؐ اللہ امام حسنؑ کو تھامے ہوئے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ رسولؐ اللہ اسی حالت میں خطبہ سے فارغ ہوئے۔

عمرو عاص کی شام میں تقریر

ابانؒ، سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ عمرو عاص نے شام میں لوگوں میں تقریر کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے مجھے لشکر کیساتھ سردار بنا کر روانہ فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر شامل تھے۔ میرا خیال ہے کہ رسولؐ اللہ نے اس (علیؑ) پر فضیلت کے لحاظ سے مجھے روانہ فرمایا ہے۔ جب میں لشکر سے واپس آیا تو میں نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ تمام لوگوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہیں؟ رسولؐ اللہ

نے فرمایا بی بی عائشہ۔ میں نے عرض کی مردوں میں کون ہیں؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا بی بی عائشہ کے باپ (حضرت ابوبکر) اے لوگو! علیؑ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ حالانکہ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو حضرت عمرؓ کے دل اور زبان سے جاری کراتا ہے۔ رسولؐ اللہ نے حضرت عثمان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتے حضرت عثمان سے حیا کرتے ہیں۔ میں نے علیؑ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن میرے دونوں کان بہرے ہوگئے ہیں (طعنہ زنی سنتے سنتے) عمرو عاص نے حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا تھا۔ اے علیؑ! یہ دونوں جنت کے بوڑھوں انبیاء اور رسولوں کو چھوڑ کر خواہ وہ اولین ہوں خواہ آخرین ہوں سردار ہیں (اے علیؑ) ان دونوں کو اس بات کی خبر دینا۔ ورنہ وہ ہلاک ہوجائیں گے۔"

یہ تمام واقعات سنکر علی علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور فرمایا:۔ ——

"مجھے شام کے سرکشوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ عمرو عاص کی باتوں کو سن کر قبول کرتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مجھے عمرو عاص کی بات جھوٹ اور بے ایمانی معلوم ہوتی ہے وہ رسولؐ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے رسولؐ اللہ نے اس پر ستر بار لعنت بھیجی ہے۔ اور اس کے ساتھی (امیر شام) پر بھی جہنم کی طرف یہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ رسولؐ اللہ نے کئی مقامات پر لعنت کی ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ عمرو عاص نے ستر اشعار کے ایک قصیدہ میں رسولؐ اللہ کی برائی بیان کی تھی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ میرے پالنے والے میں نہ تو شعر کہوں گا اور نہ میں اس کو جائز سمجھتا ہوں۔ اے

میرے پالنے والے اب تو تیرے فرشتے ہر ہر شعر پر لعنت بھیجیں جو قیامت تک اس کی پشت میں باقی رہے۔ جب ابراہیم بن رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ محمدؐ مقطوع النسل ہو گئے ہیں۔ اس کا وئی پیچھے رہنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عمرو عاص کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی :—

اِنَّ شانئکَ ھوالابتر

ے محمدؐ! تمہارا دشمن مقطوع النسل ہے یعنی ایمان اور بھلائی سے محروم ہے۔ مجھے اس امت کے کذاب اور منافق سے بہت تکلیف پہنچی ہے ان ضعیف قاریوں اور مجتہدین کے بارے میں حیرانی ہے وہ عمرو عاص کی احادیث روایت کرتے ہیں۔ اس کی اس کے مقصد کے مطابق تصدیق کرتے ہیں، ہم اہلبیتؑ پر کذب کے ذریعے دلیل پکڑتے ہیں (اس میں سے ایک یہ ہے کہ ہم اہل بیتؑ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اس امت ے افضل انسان ہیں۔ (اے عمرو عاص) اگر تم چاہتے تو حضرت عثمان کا نام بھی لے لیتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جو حدیث عمرو عاص نے بی بی عائشہؓ اور آپ کے والد کے متعلق بیان کی ہے وہ معاویہ کی رضا جوئی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اس نے معاویہ کی رضامندی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی خریدی ہے۔ عمرو عاص کہتا ہے کہ اس نے مجھ سے مذکورہ حدیث سنی ہے۔ بالکل نہیں۔ جس ذات نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ وہ ضرور جانتا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ بات نہ ظاہری طور پر سنی ہے اور نہ پوشیدہ طور پر۔ اے پالنے والے تو عمرو عاص اور معاویہ کو اپنی رحمت سے دور رکھ۔ یہ دونوں لوگوں

کو سیدھے راستہ سے روکتے ہیں۔ اور تیری کتاب کی طرف کذب کو نسبت دیتے ہیں۔ یہ دونوں تیرے نبیؐ کی سبکی کرتے ہیں۔ یہ دونوں تیرے نبیؐ اور علیؑ پر جھوٹ منسوب کرتے ہیں۔"

سلیمؓ بن قیس کا بیان ہے کہ —— معاویہ نے شام کے قاریوں اور قاضیوں کو طلب کیا۔ انہیں مال عطا کر کے شام کے اطراف اور شہروں میں روانہ کر دیا تاکہ لوگ جھوٹی روایات لوگوں سے بیان کریں اور لوگوں کو آگاہ کریں کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا ہے۔ اور حضرت علیؑ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ معاویہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ معاویہ کے ساتھ ابان بن عثمان اور حضرت عثمان کی اولاد شامل ہے۔ (معاویہ نے) اہل شام کے دلوں پر قابو پا لیا۔ ان کو متحد کیا۔ لگاتار معاویہ بیس سال تک ایسا کرتا رہا۔ یہ کام معاویہ کے عمال کے ذریعے جاری رہا۔

امیرِ شام کا خفیہ خط

ابانؓ سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں سلیمؓ نے کہا میرا ایک دوست جو شیعہ تھا اور عامل (معاویہ) زیاد بن سمیہ کا منشی تھا۔ اس نے مجھے ایک خط دکھایا۔ جو معاویہؓ نے اس کے خط کے جواب میں تحریر کیا تھا۔

" امابعد! اے زیاد بن سمیہ ہم نے خط لکھ کر دریافت کیا ہے کہ عرب میں کون عزت والا ہے اور کون ذلیل ہے۔ کون قرب کے لائق ہے اور کون دوری کے لائق۔ کون قابلِ اطمینان ہے اور کون قابلِ اضنباط، دوسری روایت میں ہے کہ کون ان میں سے قابلِ اطمینان ہے اور کون قابلِ خوف۔ اے میرے بھائی

میں عام لوگوں سے زیادہ عرب والوں کو جانتا ہوں۔ اس قبیلہ (بنو ہاشم) پر احسان مندی کا خیال رکھو، ظاہر میں ان کی عزت کرو۔ باطن میں ان کی توہین کرو۔ میں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ میں عام مجالس میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ علیحدگی میں ان کی توہین کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے نزدیک سب سے زیادہ برے ہیں۔ پوشیدہ طور پہ تمہاری مہربانی اور بخشش ان کے سوا دوسروں پہ ہو۔ (قبیلہ) مضر بن ربیعہ کا خیال رکھو، ان کے امیروں کی عزت کرو اور غریبوں کی توہین کرو۔ ان کے عوام اپنے اشراف اور امراء کے تابع ہیں۔ ان کو آپس میں لڑاتے رہو۔ ان میں بدگوئی، تکبر اور نخوت پرلے درجہ پر موجود ہے، جب تم ایسا کرو گے تو اور ایک کو دوسرے سے لڑاؤ گے تو ان میں کچھ تمہاری امداد کریں گے۔ ان کے قول پہ عمل کے مقابل اور ان کے گمان پہ یقین کے مقابل کبھی بھروسہ نہ کرنا، مسلمان عجمیوں کا خیال رکھنا، ان پہ حضرت عمرؓ کے طریقہ پہ عمل کرنا۔ اس میں ان کی ذلت اور رسوائی ہے۔ عربوں کا ان کی عورتوں سے نکاح کر دینا، اور ان کا نکاح عربوں کی عورتوں سے نہ کرنا۔ تاکہ عرب ان کے وارث ہو جائیں وہ عرب کے وارث نہ ہوں۔ ان پہ بخشش اور روزی کے معاملہ میں کمی کرنا تا، وہ جنگوں میں آگے بڑھیں اور راستہ صاف کریں اور درخت کاٹیں، ان کو نماز میں کسی عرب کا امام نہ بنانا، جب عرب موجود ہوں تو ان میں سے کوئی صف اول میں کھڑا نہ ہو، اگر عرب موجود نہ ہوں تو وہ صف اول کے امام بنائے جائیں۔ ان میں کسی کو مسلمانوں کی سرحد کا حاکم نہ بنانا، نہ ہی مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر کا حاکم بنانا، وہ مسلمانوں کے فیصلہ جات اور احکامات کے متولی نہ ہوں۔ یہ حضرت عمر کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ اور اس کا ساتھی

(شیخین) اللہ تعالیٰ کے دین میں سختی اور قوت سے کام نہ لیتے تو تمام لوگ بنی ہاشم کے غلام ہوتے وہ یکے بعد دیگرے خلافت کے وارث اس طرح ہوتے جس طرح قیصر و کسریٰ تخت کے وارث ہوتے آئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت کو بنی ہاشم سے نکال کر بنی تیم میں داخل کر دیا ہے، پھر خلافت عدی بن کعب کے ہاں چلی گئی، قریش میں ان دونوں قبیلوں سے زیادہ ذلیل کوئی قبیلہ نہیں ہے۔ ہم ذلیل نہیں ہیں، ہم خلافت کے امیدوار ان دونوں قبائل اور ان کی اولاد سے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ ہم میں دولت اور جنگی عقلا حیثیت موجود ہے۔ ہم ان دونوں سے رشتہ کے لحاظ سے رسول اللہ سے زیادہ قریب ہیں۔ پھر خلافت کو حضرت عثمان نے شوریٰ کے ذریعے جو چھ آدمیوں کے لیے تھا۔ شوریٰ سے تین دن کے بعد عوام کی رضامندی سے حاصل کیا۔ حضرت عثمان سے پہلے جس نے بھی خلافت کو حاصل کیا تھا۔ وہ بغیر شوریٰ کے حاصل کیا تھا۔

ہمارے صاحب حضرت عثمان مظلوم قتل کئے گئے ہیں۔ ہم نے خلافت کو حضرت عثمان کے ذریعے حاصل کیا کیونکہ جو شخص مظلوم مارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے وارث کو اس کا ولی قرار دیتا ہے۔ میری جان کی قسم! اے میرے بھائی اگر حضرت عمر غلام کے قتل کا تاوان آقا کے تاوان کا نصف کر دیتے تو حضرت عمر تقویٰ کے زیادہ قریب ہوتے۔ اگر میں کوئی راستہ پاتا اور مجھے امید بھی ہوتی کہ لوگ میری بات کو قبول کریں گے تو میں ضرور ایسا کر دیتا۔ لیکن کیا کروں جنگ کا زمانہ قریب ہے، مجھے لوگوں کے منتشر اور اختلاف کا خوف ہے۔ تمہارے لئے حضرت عمر کا طریقہ کافی ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اے میرے بھائی اگر حضرت عمر غلاں

کی (غلاموں سے مراد عجمی مسلمان ہیں) دیت عربوں کی دیت کے نصف مقرر کر دیتے تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہوتی۔ کیونکہ عرب کو عجم پر فضیلت حاصل ہے۔ جب میرا یہ خط موصول ہو جائے تو تم عجمیوں کو ذلیل کرنا رسوا کرنا اور ان سے قصاص لینا، ان میں سے کسی کی امداد نہ کرنا اور نہ ان کی حاجت روائی کرنا (عجمیوں کا قصور یہ تھا کہ وہ اہل بیت کو دوست رکھتے تھے)

اللہ تعالیٰ کی قسم تم ابوسفیان کے بیٹے ہو۔ اور اس کی صلب سے پیدا ہوئے ہو (زیادہ بن سمیہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، معاویہ اس کو اہل بیت کی دشمنی کے نشہ میں اپنا حقیقی بھائی بنا رہا ہے) اے میرے بھائی تو نے جو کچھ بتایا ہے (درست ہے) میرے نزدیک تم بہت سچے ہو۔ تم نے حضرت عمر کا خط بصرہ میں اشعری (ابوموسیٰ اشعری) کے پاس پڑھا تھا۔ تم ان دنوں اشعری کے منشی تھے۔ اشعری بصرہ کا گورنر تھا۔ تم اشعری کے نزدیک بہت ذلیل شمار ہوتے تھے، ان دنوں تم ذلیل النفس خیال کئے جاتے تھے۔ تم خیال کرتے ہو کہ تم (قبیلہ) ثقیف کے غلام ہو۔ ان ایام میں اگر آپ کو یقین ہوتا جیسا آج آپ کو یقین ہے کہ آپ تو ابوسفیان کے حقیقی فرزند ہیں تو ان ایام میں ضرور آپ اپنے آپ کو بڑا تصور کرتے اور اشعری کے منہ بولے بیٹے کے منشی بننے سے نفرت کرتے اور ہمیں پورا یقین ہے کہ ابوسفیان امیہ بن عبد شمس کا صحیح جانشین تھا۔ مجھے ابن ابی معیط نے بیان کیا تھا۔ تم نے اس کو آگاہ کیا ہے کہ تم نے ابوموسیٰ اشعری کے ہاں حضرت عمر کا خط پڑھا تھا۔ (جو عجمیوں سے متعلق تھا) ابوموسیٰ اشعری نے تم سے اس معاملہ میں مشورہ کیا تھا۔ تم نے اس کو (خط پر عمل کرنے سے منع کر دیا تھا) تم نے اس سے کہا کہ وہ باز آجائیں۔ وہ باز آگیا تھا۔ تم خط

لیکر حضرت عمرؓ کے پاس خود گئے، تم نے وہاں جاکر جو کچھ کیا وہ غلاموں میں دلچسپی لینے کے باعث تھا تمہارا خیال تھا کہ تم ثقیف کے غلام ہو۔ تم حضرت عمر سے لگاتار بحث کرتے رہے آخر کار تم نے حضرت عمر کو اس رائے سے باز رکھا تم نے اس کو لوگوں کے انتشار کا خوف دلایا وہ حکم نافذ کرنے سے باز آگئے۔ تم نے ان سے کہا تھا کہ لوگ تم سے مطمئن نہیں ہیں (حضرت عمر سے کہا تھا) تم نے اس گھر (اہل بیت) کے ماننے والوں کو اپنا دشمن بنا لیا ہے (ممکن ہے) وہ غصہ میں آکر علیؓ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور علیؓ تمہارے خلاف ہو جائیں، تمہارا ملک چھین لیں۔ حضرت عمرؓ رک گئے۔ اے میرے بھائی جب تم نے حضرت عمر کو اس کی تجویز سے روک دیا اور اس کے نافذ کرنے سے منع کر دیا تو میرے خیال میں اولادِ ابو سفیان میں تم سے زیادہ کوئی قابل ملامت نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس بات کے ذریعے غلاموں اور عجمیوں کے قتل کے بارے میں تم نے حضرت عمرؓ کو باز رکھا ہے (وہ یہ ہے) کہ تم نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم ضرور تم کو ان عجمیوں کے ذریعے دوبارہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قتل کریں گے، جس طرح تم ان کو ان کے ابتدائی اسلام قبول کرنے میں قتل کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ عجمیوں کے خون سے رنگین کرے گا۔ تاکہ وہ شیر بن جائیں (گھوڑے بنے ہوں (پھر وہ) تمہاری گردنیں اڑائیں گے اور تمہارے مال پر قابض ہو جائیں گے حضرت عمرؓ نے تم سے کہا۔ میں نے بھی حضرت علیؓ سے رسولؐ اللہ کے واسطے سے ایسا ہی سنا ہے۔ (حضرت عمر نے فرمایا) یہی وجہ تھی۔ میں نے تمہارے ساتھی (ابو موسیٰ اشعری) کو ان کے قتل کے بارے میں خط لکھنے کی ضرورت محسوس کی تھی۔ میں نے تمام علاقوں کے گورنروں کو ایسا خط تحریر کرنے کا

مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ تم نے کہا اے امیر المومنین ایسا نہ کرو، میں (ان سے) مطمئن نہیں ہوں (ممکن ہے) حضرت علیؑ ان کو اپنی نصرت کی طرف دعوت دیں۔ وہ لوگ بڑی تعداد میں ہیں۔ تمہیں حضرت علیؑ اور آپ کے اہل بیت کی شجاعت کا علم ہے۔ حضرت علیؑ کی آپ کے ساتھی کیسا تھ دشمنی کوئی مخفی چیز نہیں ہے (اسے زیاد) تم نے حضرت عمر کو ایسا کرنے سے باز رکھا۔ تم نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ تم نے محض جنبداری کی وجہ سے ایسا کیا تھا۔ تم نے واقعہ بیان کرنے میں بزدلی کا ثبوت نہیں دیا۔ تم نے مجھے کہا تھا کہ تم نے حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں حضرت علیؑ سے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ اور حضرت علیؑ نے تم سے فرمایا تھا کہ سیاہ جھنڈوں والے، دوسری روایت میں ہے کہ تم نے حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ خراسان سے سیاہ جھنڈوں والے نکلیں گے۔ اور وہ عجمی ہوں گے، وہ لوگ بنو امیہ کی سلطنت پر قبضہ کریں گے، وہ بنو امیہ کو جہاں بھی پائیں گے قتل کر دیں گے۔

اے میرے بھائی اگر تم حضرت عمر کو نہ روک دیتے تو آپ کا حکم سنت بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان (عجمیوں) کی بیخ و بن اکھاڑ کر پھینک دیتا۔ آنے والے خلفاء اس طریقہ کو بطور سنت اختیار کرتے اور اسی پر عمل کرتے رہتے ان کا نہ بال رہتا نہ ناخن اور نہ کوئی آگ پھونکنے والا۔ وہ مجوسی لوگ دین کے لئے آفت ہیں بہت سی باتوں کی بنیاد اس امت میں حضرت عمر نے رسول اللہ حکم کے خلاف ڈالی ہے۔ لوگ ان باتوں پر چلنے لگے ہیں اور ان پر پابندی شروع کر دی ہے۔ یہ بات بھی ان باتوں سے ایک ہو گی۔ مقام ابراہیمؑ کو جس جگہ رسول اللہؐ نے رکھا تھا۔ تبدیل کر دیا تھا۔ آپ نے رسولؐ سے صاع اور مد

کو تبدیل کر دیا تھا اور اس میں زیادتی کر دی تھی۔ آپ نے مجنب کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم سے منع کر دیا تھا۔ بہت سی متفرق چیزیں ہیں۔ اگر شمار کی جائیں تو ہزار باب زیادہ ہوں گی۔ ان تمام چیزوں سے بہت بڑی اور ہمیں سب سے زیادہ محبوب اور ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی بات یہ ہے کہ آپ نے بنو ہاشم کو خلافت سے نکال دیا تھا۔ حالانکہ بنو ہاشم خلافت کے معادن اور اہل تھے، خلافت بنو ہاشم کو سجتی ہے۔ زمین ان حضرات سے صلح پذیر ہوتی ہے۔ جب تم اس خط کو پڑھو تو اس کے مقصد کو چھپائے رکھو۔ (پھر) اس کو پھاڑ دو۔"

زیاد بن سمیہ کے کاتب کا بیان ہے کہ جب زیاد نے خط پڑھا تو اس کو زمین پر پھینک کر میری طرف متوجہ ہو کر کہا میرے لئے ہلاکت ہو، کس چیز سے نکلا اور کہاں داخل ہو گیا۔ میں آل محمدؐ کا شیعہ تھا اب شیطان کا پیرو ہو گیا ہوں۔ اور اس کے گروہ میں شامل ہوں (اب) اس کا پیرو ہوں، جس نے یہ خط تحریر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میری مثال ابلیس کی مانند ہے۔ جس نے تکبر اور حسد کی وجہ سے حضرت آدمؑ کے سجدے سے انکار کر دیا تھا۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ ——— میں نے شام ہونے سے پہلے خط کو نقل کر لیا تھا۔ جب رات ہوئی تو زیاد بن سمیہ کے کاتب نے خط واپس لیکر پھاڑ دیا تھا۔ اور کہا اے سلیمؓ اس خط پر کوئی شخص مطلع نہ ہو اور نہ ہی اس کو یہ معلوم ہو کہ تم نے اس خط کو نقل کر لیا ہے۔

بہشت دوزخ کی تقسیم

ابانؓ، سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں ——— سلیمؓ کا بیان ہے میں نے سلمانؓ ابوذرؓ اور مقدادؓ سے سنا اور اس بات کے متعلق میں نے حضرت امیرؑ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا ——— انہوں نے سچ کہا ہے۔

انہوں نے کہا ——— حضرت علیؑ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ام المومنین بی بی عائشہ رسولؐ اللہ کے عقب میں تشریف فرما تھیں۔ گھر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ لوگوں میں وہ پانچ آدمی بھی شامل تھے۔ جنہوں نے نوشتہ لکھا تھا (داخل صحیفہ میں) اور پانچ انسان وہ بھی تھے، جو شوریٰ میں شامل تھے۔ حضرت علیؑ کو بیٹھنے کی جگہ نہ مل سکی رسولؐ اللہ نے اپنے عقب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ——— وہاں بیٹھو۔

بی بی عائشہ عقب کی طرف تشریف فرما تھیں اور آپ بے چادر تھیں۔ حضرت امیرؑ رسولؐ اللہ اور بی بی عائشہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ بی بی عائشہ ناراض ہو کر فرمانے لگیں:۔ ———

"اے علیؑ تمہیں میری گودی کے سوا اور کہیں جگہ نہیں ملی"

رسولؐ اللہ نے ناراض ہو کر فرمایا:۔ ———

"اے حمیراؓ مجھے میرے بھائی علیؑ کے بارے میں تکلیف نہ دو، یہ امیرالمومنینؑ ہیں سید المسلمین ہیں، قیامت کے روز صاحب الغر المحجلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ علیؑ کو پل صراط پر مقرر کرے گا"

دوسری روایت میں ہے کہ ——— اللہ تعالیٰ علیؑ کو پل صراط پر بٹھائے گا۔ علیؑ جنت اور جہنم کی تقسیم فرمائیں گے، اپنے دوستوں کو

بہشت میں داخل کریں گے اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔

حضرت عثمان کے قتل کے بارے میں

معاویہ کا خط

ابانؒ، سلیمؒ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ ابو ہریرہؒ عبدی کا بیان ہے کہ اس نے اس بات کو عمر بن ابو سلمہ سے سنا، کہ معاویہ نے ابو دردا اور ابو ہریرہ کو اس وقت بلایا جب ہم لوگ صفین میں تھے۔ معاویہ نے ان دونوں حضرات سے کہا:

"حضرت علیؑ کے پاس جاؤ اور میرا سلام عرض کرنے کے بعد کہو کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں۔ مجھ سے زیادہ حق دار ہیں، آپ مہاجرین اولین سے ہیں میں طلقاء سے ہوں، جن کو رسولؐ اللہ نے فتح مکہ کے روز آزاد کیا تھا۔ مجھے آپ جیسی سبقت اسلام اور رسولؐ اللہ کی قرابت حاصل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتاب اور سنت رسولؐ کی تعلیم دی ہے۔ مہاجرین اور انصار نے آپ سے تین دن کے مشورے کے بعد بیعت کی ہے اور دوسرے لوگوں نے آپ کی بیعت اپنی خوشی اور رضامندی سے کی ہے سب سے پہلے جن اشخاص نے آپ کی بیعت کی ہے وہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ہیں۔ پھر ان دونوں حضرات نے آپ کی بیعت توڑ کر ظلم کا ارتکاب کیا۔ ان حضرات نے جس چیز کا مطالبہ کیا تھا۔ وہ اس کے مستحق نہ تھے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ قتل عثمان سے معذرت اور اس کے خون سے

برأت ظاہر کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان جسوقت قتل ہو گئے اس وقت آپ گھر میں تشریف فرما تھے۔ جب حضرت عثمان قتل ہوئے تو آپ نے (قاتلین کے متعلق) فرمایا۔ اے اللہ راضی نہ ہونا اور معاف نہ کرنا۔ جب جمل کی لڑائی میں لوگوں نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کی آواز بلند کی تو آپ نے آواز بلند کرنے والوں کے جواب میں فرمایا آج کے دن حضرت عثمان کے قاتل اپنے مُنہ کے بل دوزخ میں ڈالے گئے۔ (لوگوں کے جواب میں) آپ نے فرمایا۔ کیا ہم نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے؟ تم لوگوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے۔ طلحہ اور زبیر اور ان کا ساتھ دینے والوں (بی بی عائشہ رضؓ) نے قتل کیا ہے۔ ان سب نے حضرت عثمان کے قتل کا حکم دیا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔ (معاویہ کہتا ہے۔ اے علیؑ) میں حضرت عثمان کا ابن عم ہوں اور آپ کے خون کے بدلے کا طالب ہوں۔ اگر یہی بات ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ تو حضرت عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں، ہم اپنے ابن عم کے قصاص میں ان کو قتل کر دیں گے۔ اور خلافت کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ یہ پہلی بات ہے، دوسری بات یہ ہے کہ مجھے میری فراست نے آگاہ کیا ہے اور ان خطوط سے بھی واضح ہوا ہے جو حضرت عثمان کے ورثاء نے میرے پاس روانہ کئے ہیں۔ حضرت عثمان کے ورثاء آپ کے ساتھ شامل ہو کر جہاد کرتے ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ وہ لوگ آپ کے ساتھ متفق ہیں اور آپ کی خلافت پر رضامند ہیں۔ (حقیقتاً یہ درست نہیں) ان کی خواہشات اور دل ہمارے ساتھ ہیں اور ان کے اجسام آپ کے ساتھ۔

آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور ان دونوں حضرات پر رحم کی دُعا کرتے ہیں۔ آپ حضرت عثمان کے معاملہ میں خاموش ہیں۔ آپ نہ اس کو یاد کرتے ہیں اور نہ اس پر رحم کی دعا کرتے ہیں نہ اس سے بیزاری کرتے ہیں ـــــــ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نہ ہی اس کو گالیاں دیتے ہیں۔ مجھے معلوم ہی ہے کہ جب آپ اپنے رازدار جو بد باطن ہیں اور اپنے شیعوں اور خاص آدمیوں کیساتھ جو گمراہ ہیں۔ علیحدگی میں بیٹھتے ہیں تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ ان حضرات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دوری کی بددعا کرتے ہیں۔ آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ رسولؐ اللہ کے وصی ہیں، اور اُمت میں رسولؐ اللہ کے خلیفہ ہیں، اللہ جل اسمہٗ نے آپ کی اطاعت فرض کی ہے۔ آپ سے محبت کرنے کا اپنی کتاب اور اپنے نبیؐ کی سنت میں حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ (رسولؐ اللہ) کو حکم دیا تھا کہ وصیہ بات لیکر اپنی امت میں کھڑے ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ رسول اللہ پر یہ آیت نازل کی۔

یٰاَیُّھَا الرَّسُوۡلُ بلغ ما انزل الیک مِنۡ رَّبِّکَ وان لم تفعل فَمَا بلغتَ رسالتہٗ واللّٰہُ یَعۡصِمُکَ من الناس ؕ

(اے رسولؐ اس بات کو پہنچا دے جو تمہارے ربّ کی جانب سے تم پر نازل کی گئی ہے۔ اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو گویا رسالت کا کوئی کام نہ کیا اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں (کے شر) سے بچائے گا۔)

اے علیؑ! آپ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے قریش انصار اور بنو امیہ کے آدمیوں کو غدیر خم کے مقام پر جمع کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ

رسولؐ اللہ نے اپنی اُمت کو غدیر خم کے مقام پر جمع کیا۔ رسولؐ اللہ نے وہ پیغام پہنچایا جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا تھا۔ (حاضرین) کو رسولؐ اللہ نے حکم دیا تھا۔ کہ اس پیغام کو غائب تک پہنچایا جائے۔ رسولؐ اللہ نے ان لوگوں کو آگاہ کیا تھا کہ آپ ان کی جان سے افضل ہیں۔ آپ کو رسولؐ اللہ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ (معاویہ نے کہا) مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے، آپ نے منبر سے اُترنے سے پہلے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمام لوگوں سے افضل ہوں جب سے رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا ہے مجھ پر برابر ظلم ہو رہا ہے۔ اگر وہ بات جو معلوم ہوئی ہے درست ہے تو آپ پر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان نے بڑا ظلم کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جب رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا۔ تو آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی، حضرت عمرؓ نے نہ آپ کی رائے لی نہ مشورہ (مہاجر و انصار) دو پارٹیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ انصار آپ کے حق، استحقاق اور آپ سے رسولؐ اللہ کی قرابت کی وجہ سے (مہاجرین سے) جھگڑتے تھے (معاویہ نے مزید تحریر کیا) اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ آپ کو خلیفہ چن لیتے تو حضرت عثمان آپ سے قرابت کی وجہ سے سب سے پہلے اس بات کی طرف دوڑنے والے علیؑ) آپ کا حضرت عثمان پر حق تھا۔ کیونکہ وہ آپ کے ابن عم اور ابن عمہ تھے۔ پھر حضرت ابوبکر نے طے شدہ تجویز کے مطابق اپنی موت کے وقت خلافت کو حضرت عمر کی طرف موڑ دیا۔ جب حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا۔ اس نے نہ آپ سے صلاح لی اور نہ مشورہ۔ پھر حضرت عمر نے آپ کو چھ آدمیوں

کے شوریٰ میں شامل کیا۔ آپ لوگوں میں سے ایک آدمی کو خلیفہ منتخب ہونا تھا۔ حضرت عمر نے تمام لوگوں کو خواہ مہاجر ہوں، خواہ انصار، خواہ غیر ہوں خلافت سے الگ کر دیا تھا (تین روز تک کوئی خلیفہ نہ بن سکا) تیسرے دن آپ لوگوں نے اپنے اختیارات ابن عوف کے سپرد کر دیئے (جسکو وہ چاہے خلیفہ بنائے) یہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے دیکھا کہ لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے اور اپنی تلواروں کو میان سے نکال لیا ہے۔ اور انہوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اگر سورج غروب ہو گیا اور تم نے کسی کو خلیفہ نہ چنا تو ضرور تمہاری گردنیں اڑا دی جائیں گی۔ تم میں حضرت عمر کا حکم اور سنت ضرور نافذ کی جائے گی۔ تم نے اپنے اختیارات ابن عوف کے سپرد کر دیئے اس نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی۔ تم لوگوں نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی۔ پھر حضرت عثمان محصور ہو گیا۔ حضرت عثمان نے آپ لوگوں سے امداد طلب کی۔ آپ لوگوں نے اس کی امداد نہ کی۔ حضرت عثمان کی بیعت تمہاری گردنوں پر لازم ہو چکی تھی۔ تم اے گروہ مہاجر و انصار بنفس نفیس اس موقع پر موجود تھے۔ تم لوگوں نے مصریوں کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔ انجام کار یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔ آپ میں سے نکمے آدمیوں نے حضرت عثمان کے قتل پر مصریوں کی اعانت کی۔ تمہارے عام لوگوں نے حضرت عثمان کو (بے یار و مددگار) چھوڑ دیا تھا۔ حضرت عثمان کے قتل کے معاملہ میں تم لوگ تین حالتوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ قتل کرنے والے حکم دینے والے اور چھوڑنے والے، پھر لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی۔ آپ مجھ سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت عثمان کے قاتلین پر مجھے قدرت دیجیئے تاکہ میں ان کو قتل کر دوں اور خلافت

کو آپ کے سپرد کر دوں۔ میں اور میری طرف سے تمام اہل شام آپ کی بیعت کریں گے"

حضرت امیرؑ کا جواب

حضرتؑ نے معاویہ کا خط پڑھا۔ ابو درداء اور ابو ہریرہؓ نے معاویہ کا خط اور پیغام حضرتؑ تک پہنچایا تھا۔ حضرت نے ابو درداء سے فرمایا تم دونوں نے مجھ تک معاویہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ تم دونوں میری بات کو سنو، پھر میری طرف سے جا کر معاویہ تک پہنچا دو۔ حضرتؑ نے ان دونوں سے فرمایا:—

"حضرت عثمان کی پوزیشن ان دو صورتوں سے خالی نہ ہوگی۔ یا وہ نیکی کے امام ہوں گے جن کا خون بہانا حرام، جس کی امداد کرنا واجب، جس کی نافرمانی ناجائز، جس کو (اکیلا) چھوڑ دینا امت کے لئے ناواجب ہو۔ یا گمراہی کے امام ہوں گے۔ جس کا خون بہانا حلال، جس کی حکومت ناجائز اور جس کی امداد کرنا نامناسب ہو، ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اسلام کا حکم جو چیز مسلمانوں پر واجب کرتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے امام کے مرنے کے بعد خواہ وہ امام گمراہ ہو کر مرا ہو، خواہ وہ ہدایت یافتہ اور مظلوم ہو کر مرا ہو یا وہ ظالم ہو کر مرا ہو۔ یا اس کا خون بہانا حلال ہو، خواہ حرام ہو، وہ لوگ کوئی کام نہ کریں۔ اور نہ کوئی نئی چیز پیدا کریں۔ نہ ہاتھ آگے بڑھائیں۔ نہ پاؤں اور نہ ہی کسی چیز کی ابتدا کریں (سب سے) پہلے اپنی ذات کے لئے امام کو چن لیں، امام پاک دامن ہو، عفیف ہو، عالم اور

متقی ہو، فیصلہ کرنے اور سنتِ رسولؐ کا عارف ہو۔ (ایسا امام) ان کے کام کو متحد رکھے گا۔ ان کے درمیان حکم جاری کرے گا، مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلوائے گا۔ ان کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا۔ ان کا مال لائیگا ان کی محبت کو قائم رکھے گا۔ وہ اپنے مقتول امام کے بارے میں جو مظلوم مارا گیا ہے۔ فیصلہ کی غرض سے اس (نئے) امام کے پاس جائیں گے۔ تاکہ یہ امام ان کے درمیان حق فیصلہ صادر کر دیں۔ وہ امام، اگر ان کا امام مظلوم مارا گیا ہے تو اس کے ورثاء کو خون بہا دلوانے کا حکم صادر کرے گا۔ اگر وہ امام ظالم تھا اور قتل کیا گیا ہے تو وہ (نیا امام) غور کریگا کہ اس معاملہ میں کیا حکم جاری کرنا چاہیئے۔ (ان لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ پہلے امام کو چن لیں۔ جو ان کے کام کو مجتمع رکھے گا۔ اگر (امام کے) انتخاب کا حق لوگوں کو حاصل ہے تو لوگوں کو چاہیئے (حضرت عثمان کے قتل کے بعد علیؓ کی تابعداری کریں اور آپ کی اطاعت کریں کیونکہ لوگوں نے حضرت علیؓ کو امام چن لیا ہے اور آپ کی بیعت کر لی ہے۔ اگر خلیفہ کے انتخاب کا حق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو حاصل ہے تو (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کا انتخاب اور اس کے متعلق غور کرنے سے روک دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے لوگوں کے لئے ان کا امام منتخب کر لیا ہے (حضرت کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کر دیا ہے) رسول اللہؐ نے حکم دیا ہے کہ وہ اس امام اور خلیفہ کی اطاعت اور پیروی کریں۔ حضرت عثمان کے قتل کے بعد لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے۔ بیعت کرنے والے وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی بیعت کر لی تھی۔ ان تینوں حضرات

کی امامت پر اتفاق کر لیا تھا۔ میری بیعت انصار اور مہاجرین نے تین دن کے مشورہ کے بعد کی تھی۔ یہ کام صحابہ، مہاجرین سابقین اور انصار نے انجام دیا ہے۔ پہلے تینوں خلفاء کی بیعت لوگوں کے مشورہ کے بغیر کی گئی ہے، میری بیعت لوگوں کے مشورہ کے بعد کی گئی ہے (امام کا انتخاب) اگر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے سپرد کر دیا ہے (مجھے منتخب کرنے والے) یہ وہ لوگ ہیں جو انتخاب کرنے میں اپنے مفاد میں غور کرتے ہیں۔ ان کا اپنے لئے (کسی کو خلیفہ) منتخب کرنا لوگوں کے لئے (خلیفہ کے متعلق) غور و تدبر کرنا، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے انتخاب سے اچھا تھا۔ ان لوگوں نے کسی کو منتخب کیا ہے کسی کی بیعت کی ہے۔ جو ہدایت کی بیعت ہو۔ وہ امام کون تھا۔ جس کی اطاعت لوگوں پر واجب تھی۔ لوگوں نے میرے بارے میں مشورہ کیا۔ لوگوں کے اجماع سے مجھے خلیفہ منتخب کیا۔ اگر (خلیفہ) منتخب کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے تو ان لوگوں نے مجھے امت کے لئے خلیفہ منتخب کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا خلیفہ مقرر کیا ہے میری اطاعت اور نصرت کا حکم اپنی کتاب منزل اور اپنے نبیؐ کی سنت کے ذریعے نافذ کیا ہے۔ یہ چیز میری دلیل کو مضبوط اور میرے حق کو زیادہ تقویت دیتی ہے۔ اگر حضرت عثمان، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں قتل ہوتا تو کیا معاویہ ان دونوں سے جنگ کرتا۔ ان دونوں حضرات پر قاتلین کی طلب میں جنگ کے لئے نکلتا!۔

ابوہریرہ اور ابودرداء نے کہا نہیں (معاویہ ایسا ہرگز نہ کرتا) حضرتؑ نے فرمایا:- ———

"اسی طرح میں ہوں (پھر میرے ساتھ جنگ کرنا چہ معنی) اگر معاویہ

ہاں کہدے (اگر حضرت عثمان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں قتل ہوتا تو معاویہ ان دونوں سے جنگ کرتے) تم دونوں معاویہ سے کہدینا ہر اُس شخص کا قتل جائز ہے۔ جس نے ظلم کیا ہو۔ قتل ہونے والے نے (اپنے قتل سے پہلے) اس کو قتل کر دیا ہو کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق کو پارہ پارہ کر دے گا۔ ان کی جماعت میں تفریق پیدا کر دے گا۔ اپنی خواہشات میں محو ہو جائے گا۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے حضرت عثمان کے فرزند اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے میں معاویہ سے زیادہ حقدار ہیں۔"

سلیمؓ کا بیان ہے کہ ابو درداء اور ابوہریرہ خاموش ہو گئے، دونوں نے کہا (اے علیؑ) آپ نے اپنے معاملہ میں انصاف سے کام لیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: ——

"مجھے اپنی زندگی کی قسم معاویہ کا جو پیغام تم لائے ہو۔ اگر وہ اس کو پورا کرنے میں سچا ثابت ہوا تو میرے ساتھ انصاف کرے گا۔ حضرت عثمان کے یہ بیٹے موجود ہیں۔ بالغ ہو چکے ہیں بچے نہیں ہیں۔ ان کا کوئی نگران نہیں ہے (خود مختار ہیں) اپنے باپ حضرت عثمان کے قتل کے فیصلہ کے لئے فرزندانِ عثمان کو آگے آنا چاہیئے۔ میں ان کو اور ان کے باپ کے قاتلوں کو جمع کرتا ہوں۔ اگر فرزندانِ عثمان اپنی دلیل میں عاجز ہو جائیں (اپنے باپ کو مظلوم ثابت نہ کر سکیں) تو انہیں چاہیئے کہ وہ معاویہ کو حاضر کریں (اگر وہ) ان کا ولی اور وکیل ہو۔ فرزندانِ عثمان کا اپنے مخالفین سے جھگڑا ہے۔ فرزندانِ حضرت عثمان اور ان کے مخالفوں کو (فیصلہ کے لئے) امام کے سامنے عدالت میں بیٹھنا چاہیئے۔ (یہ امام وہ ہے (جس کے حکم کا اقرار کرتے ہیں۔ جس کے فیصلہ کو تسلیم

کرتے ہیں۔ میں (حضرت علیؑ) فرزندانِ عثمان اور ان کے مخالفوں کے دلائل پر غور کروں گا۔ اگر ان کا باپ ظالم ہونے کی وجہ سے مارا گیا ہے اس کا خون بہانا جائز تھا تو میں اس کے خون کا بدلہ نہ دلواؤں گا (دوسری روایت میں ہے) میں اس کے خون کو رائیگاں کر دوں گا۔ اگر وہ مظلوم تھا اور اس کا خون بہانا حرام تھا تو میں ان کے باپ کے قاتلوں کو ان کے حوالے کر دوں گا۔ اگر وہ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں، اگر چاہیں تو انہیں معاف کر دیں۔ اگر چاہیں تو خون بہا لے لیں۔ میرے لشکر میں یہ لوگ حضرت عثمان کے قاتل ہیں۔ آپ کے قتل کا اقرار کرتے ہیں اور میرے فیصلہ پر رضامند ہیں۔ میرے پاس فرزندانِ حضرت عثمان اور معاویہ کو آنا چاہیئے۔ اگر معاویہ ان کا وکیل اور ولی ہو۔ وہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے مخاصمہ اور محاکمہ کریں تاکہ میں ان کے درمیان کتابِ خُدا اور سنتِ رسولؐ کے ذریعے فیصلہ کر سکوں۔ اگر معاویہ بناوٹی خلوص ظاہر کرتا ہے اور حیلے بہانے تراشتا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے جو کچھ چاہے وہ کرے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب معاویہ کے معاملے میں میری مدد کرے گا۔"

حضرت ابودرداء اور ابوہریرہ نے کہا (اے علیؑ) آپ نے اپنے معاملہ میں انصاف سے کام لیا ہے۔ آپ نے انصاف کی انتہا کر دی ہے۔ آپ نے معاویہ کے بہانہ کو دور کر دیا ہے۔ آپ نے معاویہ کی دلیل کو توڑ دیا ہے۔ آپ ایک سچی اور محکم دلیل لائے ہیں۔ جس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہے۔ جب ابوہریرہ اور ابودرداء باہر تشریف لائے تو بیس ہزار آدمیوں نے سر پر لوہے کے خود پہنے ہوئے دونوں حضرات سے ملے اور کہنے لگے کہ ہم نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے۔ ہم لوگ

اس بات کا اقرار کرتے ہیں (حضرت عثمان کے قتل کے بارے میں) ہم علی علیہ السلام کے فیصلہ پہ رضامند ہیں۔ خواہ فیصلہ ہمارے خلاف ہو یا ہمارے حق میں۔ حضرت عثمان کے ورثار ہمارے پاس آئیں، اپنے باپ کے خون کے بارے میں ہمارے ساتھ امیرالمومنینؑ کے سامنے محاکمہ کریں۔ اگر ہم لوگوں پر قصاص یا تاوان واجب ہوا تو ہم حضرت علیؑ کا فیصلہ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے تسلیم کریں گے۔

ابو ہریرہ اور ابودردار نے کہا ——— تم لوگوں نے انصاف کی بات بیان کی ہے۔ جب تک تم لوگ حضرت علیؑ کے پاس اپنا مقدمہ نہ لے جاؤ اور وہ تمہارے اور تمہارے حریف کے درمیان کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ کے مطابق فیصلہ نہ کرلیں۔ اس وقت تک تمہارا ورثار عثمان کے حوالے کرنا اور تمہارا قتل کرنا حضرت علیؑ کے لیے جائز نہیں ہے۔

ابوہریرہ اور ابودردار وہاں سے چلے اور معاویہ کے پاس حاضر ہو کر حضرت علیؑ، قاتلین عثمان اور ابونعمان بن ضمان کی گفتگو سنائی، معاویہ نے کہا:

"تم لوگوں کے سامنے حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ترحم کے بارے میں اور حضرت عثمان کے بارے میں توقف کرنے میں اور علیحدگی میں آپ سے بیزاری کرنے کے بارے میں کیا جواب دیا تھا، حضرت علیؑ نے اپنے اس دعوے کا کیا جواب دیا تھا کہ رسولؐ اللہ نے آپ کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور جب سے رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا ہے برابر آپ پر ظلم ہوتا رہا ہے؟"

دونوں حضرات نے عرض کی کہ ——— ہاں ہم نے حضرتؑ سے سوال کیا تھا۔ آپ نے ہماری موجودگی میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر ترحم فرمایا تھا۔ اور ہم نے خود سنا تھا (حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابودردا نے اپنا

بیان جاری رکھتے ہوئے کہا) حضرت علیؑ نے ہم سے فرمایا تھا۔ اگر (خلیفہ کا) انتخاب اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد کر دیا تھا تو (مجھے منتخب کرنے والے) وہ لوگ ہیں جو انتخاب کرنے اور اپنے لئے غور کرتے تھے۔ ان لوگوں کا منتخب کرنا اور امت کے معاملہ میں غور کرنا اچھا تھا۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے انتخاب سے زیادہ باعثِ رہنمائی تھا تو ان لوگوں نے مجھے منتخب کر لیا تھا اور میری بیعت کر لی تھی۔ اور میری بیعت ہدایت کی بیعت تھی۔ میں امام ہوں اور لوگوں پر میری نصرت واجب ہے۔ کیونکہ انہوں نے میرے بارے میں مشورہ کیا ہے۔ اور مجھے (خلیفہ) منتخب کیا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کا انتخاب اچھا ہے اور لوگوں کے انتخاب سے زیادہ قریبِ ثواب ہے۔ ان کا امت کے متعلق تدبر کرنے سے زیادہ باعثِ ہدایت ہے تو بھی) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ دونوں نے مجھے لوگوں کا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ لوگوں کو میری اطاعت اور نصرت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل شدہ کتاب اور اپنے نبیؐ کی زبان کے ذریعے جو رسول اللہؐ ہیں حکم دیا ہے۔ یہ بات میری دلیل کو اور زیادہ مضبوط کرتی ہے اور میرے استحقاق کو اور زیادہ واجب قرار دیتی ہے۔ اس کے بعد حضرتؑ منبر پر تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:۔ ——

”اے لوگو! میرے فضائل اتنے ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب ناطق میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کو بعد میں ایمان لانے والے پر فضیلت دی ہے۔ اس امت میں مجھ سے پہلے کوئی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہیں لایا؟

سامعین نے کہا —— ہاں ایسا ہی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا ——

" میں قسم کھا کر کہتا ہوں کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا (کہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے) :۔ ——

السابقون اولئک المقربون ط (سب سے پہلے ہجرت کرنیوالے اللہ کے مقرب ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا —— اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو انبیاء اور ان کے اوصیاء کے متعلق نازل فرمایا ہے (حضرتؑ کی مراد یہ ہے کہ میں رسولؐ اللہ کا وصی ہوں۔ لہٰذا یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے)۔ تمام بدری بزرگ انصار کھڑے ہو گئے اور مہاجرین میں جو باقی تھے وہ بھی کھڑے ہو گئے۔ ان میں ابوہیثم بن تیہان، خالد بن زید، ابو ایوب انصاری اور مہاجرین میں عمار بن یاسر موجود تھے سب نے کہا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

حضرت نے فرمایا —— میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں دریافت کرتا ہوں :۔ ——

یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم —— (ترجمہ) اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسولؐ اللہ کی اور اطاعت کرو صاحب امر کی جو تم سے ہیں)

حضرتؑ نے فرمایا —— میں تم سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں پوچھتا ہوں :۔ ——

انما ولیکم الله ورسولهٗ والذین آمنوا الآیة

(ترجمہ) بس تمہارا سردار اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے۔) الخ

حضرتؑ نے فرمایا ـــــ اس آیت کے متعلق دریافت کرتا ہوں

لا تتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین

ولیجۃ (ترجمہ :- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے سوا کسی کو رازدار نہ بناؤ (حضرت امیرؑ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ حکم خاص ہے یا عام ہے ۔ تمام مومنین اس میں شامل ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ وہ آگاہ کر دیں اور اس سے ولایت کی تشریح کر دیں ۔ جس طرح نماز روزہ ، زکوٰۃ اور حج کے متعلق تشریح کر دی ہے ۔ رسولؐ اللہ نے خم غدیر کے مقام پر مجھے بلند کیا ۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے لوگو ! اللہ تعالےٰ نے میرے پاس ایسا پیغام ارسال کیا ہے ۔ جس سے میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے (اگر اس پیغام کا اعلان کر دوں) مجھے گمان ہے لوگ میری تکذیب کریں گے ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے تنبیہہ کی ہے کہ میں اس پیغام کو ضرور پہنچاؤں ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا ۔ (رسولؐ اللہ نے فرمایا) اے علیؑ ! کھڑے ہو جاؤ ، پھر رسولؐ اللہ نے نماز جامعہ کا حکم دیا رسولؐ اللہ نے لوگوں کیساتھ نمازِ ظہر ادا فرمائی ۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے لوگو ! اللہ تعالیٰ میرا سردار ہے میں مومنین کا سردار ہوں (اولی بالتصرف ہوں) میں مومنین کی جان سے ان سے افضل ہوں ۔ جس کا میں سردار (اولیٰ بالتصرف) ہوں اسؐ کے لئے علیؑ سردار (اولیٰ بالتصرف) ہیں ۔ اے اللہ تعالیٰ تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے ۔ تو اس کو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے ۔ تو اس کی مدد جو علیؑ کی مدد کرے ۔ تو اس کو چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے (ولایت سے مراد حکومت

اور سرداری ہے، جو دین اور دُنیا دونوں میں نافذالعمل ہو) سلمانؓ فارسی نے آگے بڑھکر کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسُول! علیؑ کی ولایت کیسی ہے رسولؐ اللہ نے فرمایا جیسے میری۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا جس کی جان سے میں افضل ہوں، علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں (پھر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ ———

الیوم اکملتُ لکم دینکم واتممتُ علیکم نعمتی
ورضیتُ لکمُ الاسلام دیناً ط

(ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور میں تمہارے دین سے راضی ہوا جو اسلام ہے“

سلمان فارسیؓ نے عرض کی ——— یارسولؐ اللہ یہ آیات خاص علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہیں؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ کے حق میں اور قیامت تک ہونے والے میرے اوصیاؑ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ سلمانؓ فارسی نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ان اوصیاء کی وضاحت کیجئے رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ علیؑ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وصی، میرا وارث میری امت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے سردار علیؑ ہیں۔ علیؑ کے بعد گیارہ آئمہؑ (سردار اور صاحب ولایت ہوں گے جو علیؑ کی اولاد سے ہوں گے) علیؑ کی اولاد سے (صاحب ولایت امام حسنؑ ہوگا۔ پھر حسینؑ، پھر حسینؑ کی اولاد سے نو یکے بعد دیگرے آئمہؑ ہوں گے۔ قرآن ان کے ساتھ ہوگا۔ وہ قرآن کیساتھ ہوں گے۔ وہ قرآن سے جُدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے، بارہ بدری اصحاب نے کھڑے ہوکر گواہی دی کہ ہم نے رسولؐ اللہ سے ایسا ہی سنا ہے“

جیسا آپ نے فرمایا ہے۔ بالکل درست ہے۔ آپ نے نہ کسی لفظ کی کمی کی ہے نہ بیشی۔ باقی ستر آدمیوں نے کہا ہم نے رسولؐ اللہ سے سُنا تھا۔ لیکن پورے کا پورا یاد نہیں رکھ سکے۔ انہوں نے کہا یہ بارہ آدمی ہمارے نزدیک اچھے اور افضل ہیں۔ (جو کچھ انہوں نے فرمایا درست کہا ہے) حضرتؑ نے فرمایا تم لوگوں نے سچ کہا ہر ایک آدمی پوری بات یاد نہیں رکھ سکتا۔ بعض آدمی زیادہ حافظہ والے ہوتے ہیں۔ بارہ آدمیوں میں سے چار کھڑے ہو گئے۔ ابو ہیثم بن تیہان، ابو ایوب، عمار اور حنظلہ بن ثابت ذو شہادتین، سب نے کہا۔ ہم نے رسولؐ اللہ کے فرمان کو سنا تھا۔ ہم نے یاد کر لیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے اسوقت فرمایا تھا۔ جب آپ قیام فرما تھے اور علیؑ آپ کے پہلو میں کھڑے ہوتے تھے (رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا) اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم میں تمہارے لئے امام، خلیفہ اور نبیؐ کا وصی مقرر کر جاؤں۔ میری امت میں اور میرے اہلبیتؑ میں میرے بعد وہ خلیفہ ہو، یہ وہ شخص ہے جس کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مومنین پر فرض کیا ہے اور وہ علیؑ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی ولایت کا حکم دیا ہے، میں نے منافقین کے طعنہ اور تکذیب کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے متنبہ کیا کہ میں اس پیغام کو لوگوں تک پہنچاؤں ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں نماز کا حکم دیا ہے۔ میں نے نماز کی تشریح کر دی ہے۔ میں نے نماز کا طریقہ بتا دیا ہے۔ زکوٰۃ، روزہ اور حج سب کی تشریح کر دی ہے۔ ان کو وضاحت کیساتھ بیان کر دیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی) ولایت کا حکم اپنی

کتاب میں دیا ہے۔ اے لوگو! میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں وہ خاص علیؑ بن ابی طالب اور میرے بیٹے حسینؑ کی اولاد سے جو اوصیاء پیدا ہوں گے۔ (یہ ولایت) ان کے لئے مخصوص ہے۔ پہلے ان میں (صاحب ولایت) علیؑ ہیں پھر حسنؑ ہیں۔ پھر حسینؑ کی اولاد سے نو آئمہؑ پیدا ہوں گے وہ کتاب اللہ کو نہ چھوڑیں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ اے لوگو! میں نے اپنے بعد تمہارے لئے تمہاری جائے پناہ اور تمہارے امام کے متعلق تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ تمہارا راہنما اور ہدایت کرنے والا علیؑ بن ابی طالب ہے اس کا تم میں وہی مرتبہ ہے جو میرا ہے دین (اسلام) میں۔ اس کی اطاعت و پیروی کرو اپنے تمام کاموں میں اس کی اطاعت کرو، علیؑ کے پاس وہ سب چیزیں ہیں۔ جن کی مجھے اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ وہ تمام چیزیں علیؑ کو تعلیم کر دوں۔ اور تمہیں (بھی) آگاہ کر دوں کہ جو کچھ میرے پاس تھا (اب) وہ علیؑ کے پاس ہے۔ جو کچھ پوچھنا ہو علیؑ سے پوچھو اس سے تعلیم حاصل کرو۔ علیؑ کے بعد علیؑ کے اوصیاء سے تعلیم حاصل کرو، اوصیاء کو الزام نہ دو، نہ ان سے آگے بڑھو اور نہ ان کو چھوڑو، حق ان کے ساتھ ہے اور یہ حق کے ساتھ ہیں۔ نہ حق ان کو چھوڑے گا۔ اور نہ یہ حق سے جدا ہوں گے۔ پھر حضرت علیؑ نے ان لوگوں سے کہا جو حضرتؑ کے ارد گرد جمع تھے:

اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل کی ہے:——

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت

ویطھرکم تطھیرًا ——— (ترجمہ) پس اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کر رکھا ہے۔ اے اہلبیتؑ کہ وہ تم سے ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں مکمل طور پر پاک کرے، رسولؐ اللہ نے مجھے، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو ایک چادر کے نیچے جمع کیا اور فرمایا اے میرے اللہ! یہ میری عترت اور میرے خاص لگ اور میرے اہلبیتؑ ہیں۔ ان سے ناپاکی کو دور رکھو ان کو ایسا پاک کر جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ جناب ام سلمہؓ نے کہا (اے اللہ کے رسولؐ) میں اندر آجاؤں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا (اے ام سلمہؓ) تم نیکی پر ہو (یہ آیت) بس میرے لئے، میرے بھائی علیؑ کے لئے، میری بیٹی فاطمہؑ کے لئے اور میرے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ صلوات علیہم کے لئے خاص طور پر نازل ہوئی ہے (حضرتؑ نے فرمایا) ہمارے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ محض ہم چادر کے اندر تھے) میرے بعد حسینؑ کے ہونے والے نو فرزندوں کے حق میں (یہ آیت) نازل ہوئی ہے۔ ——— تمام لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم سے ام سلمہؓ نے ایسا ہی کہا تھا۔ ہم نے رسولؐ اللہ سے اس بات کے متعلق پوچھا تھا۔ جیسا ام سلمہؓ نے بیان کیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے بھی ایسا ہی بیان فرمایا تھا۔

علی علیہ السلام نے فرمایا ——— میں تم سے اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر سوال کرتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے (جب یہ آیت) نازل فرمائی:- ———

یٰایُّھَا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ——— (ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔)

سلمانؓ فارسی نے عرض کی ـــــ اے اللہ کے رسولؐ یہ آیت عام ہے یا
خاص ؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا ـــــ

"جن لوگوں کو حکم دیا گیا ہے وہ عام ہیں۔ مومنین کی تمام جماعت
کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن صادقین خاص لوگ ہیں وہ علیؑ
بن ابی طالب ہیں اور علیؑ کے بعد قیامت تک ہونے والے اوصیاء
مراد ہیں۔"

حضرتؑ نے فرمایا ـــــ میں نے تبوک کی لڑائی کے روز رسولؐ اللہ
کی خدمت میں عرض کی تھی۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ مجھے (بچوں اور
عورتوں میں) کیوں خلیفہ بنا رہے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا مدینہ یا میرے
ساتھ ٹھیک رہ سکتا ہے یا تمہارے ساتھ۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت
نبوت کے سوا حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسےؑ سے حاصل تھی۔ میرے بعد
کوئی نبیؐ نہ ہو گا۔ حضرتؑ کیساتھ جو لوگ مہاجر اور انصار تھے۔ کھڑے ہو
کر گواہی دینے لگے کہ ہم نے جنگِ تبوک کے موقع پر رسولؐ اللہ کو ایسے
ہی فرماتے ہوئے سنا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا ـــــ میں تمہیں
اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ اللہ تعالی نے سورۂ حج میں
ارشاد فرمایا ہے :۔ ـــــ

یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا
ربکم ـــــ (ترجمہ :۔ اے ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو
اور اپنے ربّ کی عبادت کرو)

مہاجر و انصار نے کھڑے ہو کر عرض کی ـــــ اے اللہ کے رسولؐ وہ کون لوگ
ہیں۔ جن پر (ان کے اعمال پر قیامت کے دن) آپ گواہ ہیں۔ وہ لوگوں پر

(قیامت کے روز ان کے نیک و بد اعمال) پر گواہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے ان پر دین کے معاملہ میں کوئی سختی مقرر نہیں کی یہ لوگ اپنے جد حضرت ابراہیمؑ کی ملت پر ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا:۔ ——

"اللہ تعالیٰ کی اس سے مراد تیرہ انسان ہیں۔ ایک خود میں ہوں دوسرا میرا بھائی (علیؑ) ہے گیارہ میرے بیٹے ہیں"

سب لوگوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا:۔ ——

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ رسولؐ اللہ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے بعد رسولؐ اللہ نے کوئی خطبہ ارشاد نہیں فرمایا تھا (انتقال فرما گئے تھے) رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان کا دامن پکڑو گے۔ تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ دوسرے میرے اہل بیتؑ ہیں۔ لطیف و خبیر (اللہ تعالیٰ) نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ہرگز جُدا نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پہ وارد ہوں گے"

سب نے کہا ہاں ہم ساری بات کی گواہی دیتے ہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا —— "مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے"

بارہ آدمی کھڑے ہو گئے اور کہا ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے اس وقت فرمایا تھا۔ جس دن آپؐ کا انتقال ہوا تھا۔ (یہ سنکر) حضرت عمر ابن خطاب ناراض ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہا —— اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کیا (اس حدیث سے) آپ کے تمام اہلبیتؑ مراد ہیں؟

رسولؐ اللہ نے فرمایا ـــــــ نہیں بلکہ میرے اوصیاء مراد ہیں، ان میں میرے بھائی، میرے وزیر، میرے وارث اور میری امت میں میرے بعد تمام مومنین کے سردار یہ علیؑ ہیں۔ یہ ان اوصیاء میں پہلے ہیں۔ ان سے افضل ہیں۔ پھر یہ میرا بیٹا میرا وصی (رسولؐ اللہ نے امام حسنؑ کی طرف اشارہ کیا) پھر امام حسنؑ کا یہ وصی ہے (آپ نے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا) پھر پے در پے نو اوصیاء حسینؑ کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں (قیامت کے روز مخلوق کے اعمال کی گواہی دیں گے) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں جس شخص نے ان حضرات کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی"

ستر بدری اصحاب اور ستر کے قریب دوسرے اصحاب رسولؐ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جو بات ہمیں بھول گئی تھی اب یاد آ گئی ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسولؐ اللہ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا تھا۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ ـــــــ حضرتؑ نے ہر بات ان سے قسم دیکر دریافت فرمائی تھی۔ حتیٰ کہ حضرتؑ نے اپنی فضیلت کو بیان فرمایا تھا۔ جو رسولؐ اللہ نے آپ کے حق میں بیان فرمائی تھی۔ لوگ آپ کی ہر بات کی تصدیق کرتے ہوئے گواہی دیتے تھے۔ کہ واقعی یہ بات حق ہے،

جب ابو درداء اور ابو ہریرہ نے معاویہ سے (حضرت علیؑ کی) ہر ایک بات بیان کی اور لوگوں کے ان جوابات سے بھی آگاہ کیا جو حضرتؑ کے بیان کی تصدیق کرتے تھے۔ معاویہ نے کہا:۔ ـــــــ

"اے ابو درداء، اے ابو ہریرہ اگر علیؑ کی وہ تمام باتیں جو تم بیان کرتے ہو۔ درست ہیں تو علیؑ اور آپ کے اہل بیتؑ اور آپ کے شیعوں کے سوا باقی تمام مہاجر و انصار ہلاک ہو گئے۔"

معاویہ کا دوسرا خط

پھر معاویہ نے حضرت امیرؑ کی خدمت میں خط تحریر کیا (اے علیؑ) اگر وہ بات جو آپ نے بیان فرمائی ہے، جس کا دعویٰ کیا ہے۔ جس پر اپنے اصحاب کی گواہی دلوائی ہے۔ درست ہے تو اس سے آپ کے سوا۔ آپ کے اہلبیتؑ اور شیعوں کے سوا حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان تمام مہاجر اور انصار ہلاک ہو گئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان پر آپ رحم اور استغفار کی دعا کرتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ تیسری صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ یا تو آپ تقیہ کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ اگر آپ ان حضرات پر کھلے عام بیزاری ظاہر کریں تو آپ کو اپنے لشکر میں پراگندگی کا خوف ہے جن کے ذریعے آپ مجھ سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنے باطل دعویٰ میں جھوٹے ہیں جیسا کہ مجھے ایک معتبر آدمی سے معلوم ہوا ہے۔ آپ اپنے شیعوں اور خاص رازداروں کو میرے راز بتاتے ہیں۔ مجھے ایک معتبر آدمی نے کہا ہے کہ اس سے آپ کی مراد حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان ہے آپ نے اپنے اصحاب سے کہا ہے اگر تم مجھے گمراہ کرنے والے ائمہ پر رحم کی دعا کرتے ہوئے دیکھو تو اس سے میری مراد میری اولاد ہوتی ہے۔ یہ ایک دلیل ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ آدمی

جس نے میرے پاس یہ بات بیان کی ہے اس کے سچے ہونے کی ایک دلیل ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، ہمیں کسی اور سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو جب حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی تھی۔ آپ اپنی زوجہ حضرت فاطمہؓ کو سوار کرکے (اصحابِ رسولؐ کے گھروں پر) گئے تھے، آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حسنؑ اور حسینؑ کے ہاتھوں کو پکڑا ہوا تھا۔ آپ نے اصحابِ بدر اور سابقین میں سے کسی کا گھر نہ چھوڑا (اپنی نصرت کی طرف) سب کو دعوت دی تھی۔ حضرت ابوبکر کی بیعت کے خلاف ان سے امداد مانگی تھی۔ چار آدمیوں کے سوا آپ کو کوئی انسان (امداد کے لئے) نہ ملا (وہ چار یہ ہیں) سلمانؓ، ابوذرؓ، مقداد اور زبیر ہیں۔ مجھے زندگی کی قسم (اپنے دعویٰ خلافت میں) اگر آپ سچے ہوتے تو وہ آپ کی دعوت (امداد) قبول کرتے۔ آپ کی امداد اور نصرت کرتے لیکن آپ نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ جس کا ان لوگوں نے اقرار نہیں کیا تھا۔

حضرت علیؑ کو میرے دونوں کانوں نے فرماتے ہوئے سنا ہے جب ابوسفیان نے حضرت علیؑ سے کہا تھا اے ابوطالب کے بیٹے اپنے ابن عم کی سلطنت گنوا بیٹھے ہو۔ اس سلطنت پر وہ لوگ قابض ہیں جو قریش کے ذلیل ترین قبیلوں تیم اور عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ ابوسفیان نے آپ کو اپنی امداد کی پیش کش کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا اگر مجھے چالیس آدمی، مہاجرین، انصار اور سابقین سے مل جاتے تو آپ سلطنت پر قابض انسان کو بھگا دیتے۔ اس بات سے صاف عیاں ہے کہ آپ قلبی طور پر شیخین وغیرہ سے راضی نہیں ہیں۔

حضرتؑ کا جواب

حضرت امیرؑ نے معاویہ کو خط تحریر فرمایا:۔ ——

اما بعد (اے معاویہ) میں نے تمہارا خط پڑھا ہے جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے ۔ اس کو بھی پڑھا ہے ۔ تم نے اپنے کلام کو طول دیا ہے ۔ جس سے میرے تعجب میں اضافہ ہوا ہے ۔ اس امت کے لئے بہت بڑا امتحان اور بے حد تکلیف کا موجب کہ تم جیسے انسان (امور مسلمین) میں گفتگو کریں لوگوں کے عام اور خاص امور میں غور و تدبر کریں ۔ تم خود جانتے ہو تم کون ہو : جس کے فرزند ہو تم خود جانتے ہو ۔ میں کون ہوں ، میں خود جانتا ہوں میں کس کا بیٹا ہوں خود جانتا ہوں ۔ جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے ۔ اس کا جواب تحریر کروں گا ۔ میرا خیال ہے نہ تم اور نہ تمہارا وزیر ابن نابغہ عمرو عاص سمجھیں گے —— جس نے تمہیں خط تحریر کرنے پر آمادہ کیا ہے اور اس خط کو تمہارے سامنے مزین کر کے پیش کیا ہے ، جب تم دونوں خط تحریر کر رہے تھے ۔ تو تم دونوں کے ساتھ شیطان اور اس کے مردود دوست موجود تھے ۔ رسول اللہؐ نے مجھے فرمایا تھا کہ آپ نے اپنے منبر پر قریش کے بارہ انسانوں کو دیکھا تھا ۔ جو گمراہ کرنے والے امام ہوں گے ۔ رسول اللہؐ کے منبر پر بندروں کی شکل میں چڑھتے ہیں اور اترتے ہیں ۔ آپؐ کی امت کو صراط مستقیم سے پیچھے ہٹاتے ہیں ۔ (حضرتؑ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ رسول اللہ نے مجھے (گمراہ ائمہ کا) ایک ایک کا نام لیکر بتایا تھا ایک

کے بعد دوسرا اتنی مدت تک حکومت کرے گا۔ دس آدمی بنو امیہ کے ہوں گے اور دو قریش کے مختلف قبائل سے ہوں گے۔ تمام امت کا قیامت تک کا گناہ محض ان دو کی گردن پر ہوگا۔ ان تمام لوگوں کے پورے عذاب کے برابر اکیلا ان دو پر عذاب ہوگا۔ ہر وہ خون جو ناحق بہا۔ ہر وہ زنا جو ہوا۔ ہر وہ حکم جو ناانصافی کے طور پر دیا گیا۔ ان دونوں پر سب کا گناہ ہوگا۔ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بنو عاص کے آدمیوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ کتاب خدا کی توہین کریں گے۔ اللہ تعالےٰ کے بندوں کو غلام بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال تصور کریں گے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا اے میرے بھائی تم میری مانند نہیں ہو۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں حق کو وضاحت سے بیان کروں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ میں تم کو لوگوں سے بچاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں لوگوں سے جہاد کروں اگرچہ اکیلا ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔ ——

جاهد في سبيل الله

ترجمہ:۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو

حرض المؤمنين على القتال

ترجمہ:۔ مومنین کو جنگ پر برانگیختہ کرو

رسولؐ اللہ نے فرمایا —— میں جتنا عرصہ مکہ میں رہا۔ اللہ تعالےٰ نے لڑائی کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے مجھے جہاد کا حکم دیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ میرے ذریعے دین، شرائع، سنن، احکام، حدود، حلال اور حرام معلوم کرانا چاہتا تھا۔ میرے بعد لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالےٰ

نے جس چیز کا انہیں حکم دیا تھا اور میں نے تیری ولایت اور محبت کا انہیں حکم دیا تھا۔ دعویٰ کریں گے۔ مخالفت کے باعث جو چیز اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں نازل کی ہے۔ اپنے لئے دعویٰ کریں گے (اے علیؑ) اگر ان کے خلاف لڑنے کے لئے تمہیں مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کرنا۔ اگر تمہیں مددگار میسر نہ آئیں تو اپنے ہاتھ روک لینا اور اپنی جان بچانا جان لو! اگر تم نے ان کو دعوت دی اور ان لوگوں نے تمہاری دعوت کو قبول نہ کیا (دعوت دینے میں) تم باز نہ رہنا۔ ان پر اتمام حجت کرنا۔ اے میرے بھائی تم میری مانند نہیں ہو۔ میں نے تمہاری حجت کو قائم کر دیا۔ اللہ تعالے نے جو کچھ تمہارے حق میں نازل کیا وہ سب میں نے ان لوگوں پر ظاہر کر دیا ہے۔ (کیا) اللہ تعالے نہیں جانتا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ میرا حق اور میری اطاعت دونوں واجب ہیں۔ میں نے ان دونوں باتوں کو اور تمہاری حقیقت کو کھلم کھلا ظاہر کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے امر (خلافت) کو قائم کر دیا۔ تمہاری حجت کو ظاہر کر دیا ہے۔ اگر تم ان سے خاموش رہے اور اپنی طرف دعوت نہ دی تو گنہگار نہیں ہو گے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ تم ان کو اپنی خلافت کی طرف دعوت دو۔ وہ تمہاری دعوت پر توجہ نہ کرتے ہوئے قبول نہ کریں گے۔ تم پر قریش کے ظلم ظاہر ہوں گے۔ تمہارے بارے میں اندیشہ ہے اگر تم نے ان سے جہاد کیا تو کہیں تمہیں قتل نہ کر دیں (اگر ایسی صورت ہو جائے) تو ضروری ہے کہ تمہارے ساتھ ایک ایسا گروہ ہو۔ جن کے ذریعے تم اپنے آپ کو مضبوط کر سکو۔ (اگر مددگار میسر نہ ہوں) تقیہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں سے ہے جو تقیہ نہیں کرتا (جان کے ضائع ہونے کے وقت) اس کا کوئی دین نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس

امت میں اختلاف اور تفرقہ کو مقدر کر دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور ان کو ہدایت پر جمع کرتا۔ دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ اس کی مخلوق میں کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ نہ اس کے حکم میں کوئی فرد کسی چیز میں جھگڑا کرتا۔ نہ مفضول فاضل کی فضیلت کا انکار کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان لوگوں سے جلدی انتقام لیتا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت دی گئی: تاکہ ظالم کی تکذیب کی جائے اور حق کو معلوم کیا جائے۔ کہ حق کی بازگشت کہاں ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو عمل کا گھر اور آخرت کو ثواب اور عذاب کا گھر مقرر کیا ہے۔ رسولؐ اللہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:۔ ——

سیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ۔ —— (ترجمہ:۔ عنقریب اللہ تعالیٰ برائی کرنے والوں کی برائی کا بدلہ اور نیکی کرنے والوں کی نیکی کا بدلہ دیگا)

(حضرت امیرؑ فرماتے ہیں) میں نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں، اس کے امتحانات پر صبر کرتا ہوں۔ اس کی قضا کو تسلیم کرتا ہوں اور رضامند ہوں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے میرے بھائی تمہیں بشارت ہو کہ تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہوگی۔ تم میرے بھائی ہو، میرے وصی ہو، تم میرے وزیر ہو، تم میرے وارث ہو، تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی تمہارے سامنے ہارونؑ کا اچھا نمونہ عمل موجود ہے۔ جب قوم نے ہارونؑ اور ہارونؑ کے اہل کو کمزور کر دیا تھا۔ ہارونؑ پر چڑھائی شروع کر دی تھی۔ قریب تھا کہ قوم ہارونؑ کو قتل کر دیتی (اے علیؑ) قریش کے ظلم پر صبر کرنا۔ اپنے بارے میں ان کے اتحاد سے بچے رہنا۔ بے شک قوم کے

دلوں میں بدر کے کینے اور احد کی رنجش ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کو امت میں خلیفہ مقرر کرتے وقت فرمایا تھا۔ اگر لوگ گمراہ ہو جائیں تو مددگار تلاش کرنا، ان کے ذریعے قوم سے جہاد کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ کو روک دینا، اپنی جان کو محفوظ رکھنا، لوگوں میں تفرقہ پیدا نہ کرنا (اے علیؑ تم بھی ایسا ہی کرنا۔ اگر ان کے خلاف مددگار حاصل ہو جائیں تو ان سے جہاد کرنا۔ اگر مددگار نہ ملیں تو ہاتھ روک دینا۔ اپنی جان کو بچانا اگر تم نے ان کو چھیڑا تو تمہیں قتل کر دیں گے۔ جان لو! اگر تم نے اپنے ہاتھ کو نہ روکا۔ اپنی جان کو نہ بچایا۔ جب مددگار میسر نہ تھے تو اندیشہ ہے کہ لوگ دوبارہ بتوں کی پوجا نہ شروع کر دیں ۔ جان لو کہ منکر ہو جائیں گے میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کا رسولؐ ہوں۔ ان لوگوں پر محبت کے ذریعے غلبہ حاصل کرنا (اگر تمہاری بات نہ مانیں تو) ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا۔ تاکہ تمہارے بارے میں ناصبی اور سرکش ہلاک ہوں۔ عام اور خاص لوگ صحیح و سالم رہ جائیں۔ اگر کسی دن کتاب خدا اور سنت رسولؐ پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کے لئے مددگار مل جائیں تو قرآن کے معانی کی تفسیر میں ان لوگوں سے جہاد کرنا جس طرح تم نے قرآن کی تنزیل پر جہاد کیا تھا۔ بیشک امت میں وہی آدمی ہلاک ہو گا۔ جس نے تمہاری مخالفت کی اور تمہارے کسی وصی کی مخالفت کی اور اس کو دشمن رکھا اور انکار کیا جس طریقہ پر تم لوگ قائم ہو۔ اس کے خلاف کسی اور چیز کو مذہب بنا لیا۔

اے معاویہ مجھے اپنی زندگی کی قسم اگر میں تم پر طلحہ اور زبیر پر رحم کی درخواست کروں تو تمہارے لئے میرا رحم کرنا اور استغفار کرنا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ یہ بات تمہارے باطل کو درست نہیں کر سکتی۔ بلکہ

میرا تمہارے لئے رحم کرنا اور استغفار مانگنا اللہ تعالےٰ اس کو تمہارے لئے رحمت سے دُوری اور عذاب بنا دے گا۔ تم طلحہ اور زبیر کم مجرم اور کم گنہگار، معمولی بدعت اور گمراہی والے ان دونوں سے نہیں ہو، جنہوں نے تمہارے لئے اور تمہارے ساتھی کے لئے خلافت کی بنیاد رکھی۔ جس کا تم قصاص طلب کرتے ہو۔ یہ دو وہ تھے۔ جنہوں نے تمہاری خاطر ہمارے حقوق کو کچل کے رکھدیا۔ ہم اہلبیتؑ پر ظلم کیا۔ تم کو ہماری گردنوں پہ سوار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ ———

الم ترئ الی الذین اوتوا نصیبًا فی الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھولاءِ اھدیٰ من الذین آمنوا سبیلاً اولئکَ الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد ھم نصیرًا۔ ام لھم نصیبٌ من الملک فاذا لا یوتون الناس نقیرًا، ام یحسدون الناس علیٰ ما اتاھم اللہُ من فضلہٖ، جن پر لوگ حسد کرتے ہیں۔ وہ ہم لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ ———

فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتینا ھم مُلکاً عظیمًا (ترجمہ:۔ ہم نے اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور ہم نے ان کو بہت بڑا ملک عطا کیا۔)

ملک عظیم سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ وہ ان میں آئمہؑ مقرر کریگا جو ان آئمہؑ کی اطاعت کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریگا۔ جو ان کی نافرمانی کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا۔ کتاب اور حکمت سے مراد نبوت ہے۔ یہ لوگ کیوں ان باتوں کا آل ابراہیمؑ

میں اقرار کرتے ہیں اور آل محمدؐ میں انکار کرتے ہیں۔ اے معاویہ تم اس بات کا انکار کرو گے اور تمہارا ساتھی (عمرو عاص) انکار کرے گا۔ تم سے پہلے اہل شام، اہل یمن، گنوار لوگ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے اُجڈ لوگ جو ظالم لوگ جو ظالم ترین لوگ ہیں انکار کر چکے ہیں۔

نقد وکل اللہ بھا قوماً لیسوا بھا بکافرین

اے معاویہ قرآن حق ہے نور ہے، ہدایت ہے شفا ہے مومنین کیلئے

والذین لا یومنون فی اذانہم وقر وھو علیہم عمی

اے معاویہ گمراہی اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کی کوئی ایسی قسم نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چھوڑ دی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان لوگوں کی تردید کی ہے۔ ان کی حقیقت کو باطل کیا ہے۔ ان کے اتباع سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں قرآن نازل کیا ہے جو شخص اس قرآن برحق کو جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے اور جو اس کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا۔ قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کا ظاہر اور باطن نہ ہو۔ کوئی حرف ایسا نہیں جس کی تفسیر نہ ہو۔

وَمَا یعلم تاویلہٗ اِلاَّ اللہُ والراسخون فی العلم

قرآن کی تفسیر کوئی نہیں جانتا۔ یا اللہ تعالیٰ یا وہ لوگ جو علم میں اعلیٰ درجہ پہ فائز ہیں۔

دوسری روایت میں ہے قرآن کا کوئی لفظ ایسا نہیں ہے مگر اس کی ایک ظاہری شکل ہوتی ہے۔ جو قرآن کے دوش پر ثبت ہوتی ہے ایک اس لفظ کا بطن (پوشیدہ مطلب ہوتا ہے۔ اس لفظ

کی تفسیر ہوتی ہے۔ وما یعلم تاویلہ اِلّا اللّٰہ والراسخون فی العلم اس لفظ کی تفسیر کوئی نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالیٰ یا وہ لوگ جو علم میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ ہم آلِ محمدؐ ہی اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو حکم دیا ہے۔ ان یقولوا امنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب وہ یہ کہیں ہم قرآن پر یقین لائے ہیں۔ ہر چیز ہمارے رب کی جانب سے ہے۔ نہیں نصیحت پکڑتے۔ مگر صاحبان عقل لوگوں کو چاہیئے کہ قرآن کی حقیقت کو ہم سے سمجھیں ولو ردوہ الی الرَّسول والی اُولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ——— مجھے اپنی زندگی کی قسم رسول اللہ کے انتقال کے بعد اگر لوگ ہمیں تسلیم کر لیتے، ہماری اتباع کرتے اور اپنے کاموں میں ہماری پیروی کرتے تو وہ لوگ آسمان اور زمین سے روزی حاصل کرتے اے معاویہ تمہیں کیا لالچ ہے؟ ہم نے ان حضرات کا کیا گنوایا ہے؟ انہوں نے ہماری وجہ سے بہت کچھ گنوایا ہے، اللہ تعالیٰ نے میرے اور تمہارے بارے میں ایک خاص سورت نازل فرمائی ہے۔ لوگ اس کی ظاہری تفسیر کرتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ اس کی باطنی تفسیر کیا ہے۔ یہ سورت سورہ حاقہ میں موجود ہے۔ فَامّا من اوتی کتابہٗ بیمینہٖ وَ امّا من اوتی کتابہٗ بشمالہٖ

ترجمہ:۔ اب رہا وہ شخص جس کا نوشتہ اسکے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ (اس سے مراد علیؑ ابن ابی طالب ہیں) اب رہا وہ شخص جس کا نوشتہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا (اس سے مراد معاویہ ہیں) ہر امام گمراہی اور امام ہدایت کو (قیامت کے روز) بلایا جائے گا، ان

ددلوں کے ساتھ ان کے اصحاب اور ان کی بیعت کرنے والے ہوں گے۔ اے معاویہ! تم اس سلسلہ میں شامل ہو یالیتنی لم اُوتَ کتابیہ کاش میرا نوشتہ ہی مجھے نہ دیا جاتا ولم ادری ماحسابیہ اور میں نہیں جانتا کہ میرا حساب کیا ہے میں نے رسول اللہؐ کو ایسے ہی فرماتے ہوئے سنا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رسوائی اور عذاب ہر اس گمراہ کرنے والے امام پر ہوگا۔ جو تم سے پہلے تھا یا تمہارے بعد ہوگا۔ تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے وماجعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن (ترجمہ) اے محمدؐ! جو خواب ہم نے تمہیں دکھلایا ہے، وہ لوگوں کے لئے آزمائش ہے اور ملعون درخت جس کا ذکر قرآن میں ہے ———— یہ آیت اس لئے نازل ہوئی کہ رسولؐ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ بارہ گمراہ کرنے والے امام آپ کے ممبر پر موجود ہیں (اسلام سے) لوگوں کو رجعت قہقری کی طرح پیچھے ہٹا رہے ہیں۔ دو آدمی قریش سے ہیں دس آدمی بنی امیہ کے ہیں۔ (بنو امیہ میں) اول تمہارا ساتھی ہے۔ جس کا تم قصاص طلب کر رہے ہو، ایک خود تم ہو، ایک تمہارا بیٹا ہے۔ سات بیٹے حکم بن ابی عاص کے ہیں۔ ان میں پہلا (مروان ہے) جس پر رسولؐ اللہ نے لعنت کی تھی۔ رسولؐ اللہ نے اس کو (مدینہ سے) نکال دیا تھا۔ اے معاویہ ہم اہل بیت ہیں۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے۔ ہمارے لئے دنیا کو ثواب کی خاطر پسند نہیں کیا۔ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس میں تم، تمہارا وزیر اور تمہارا ایک ساتھی شامل ہے۔ کہ جب ابو العاص کی اولاد تیس تک پہنچ جائے گی۔ تو وہ کتاب خدا کی بے حرمتی

کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غلام بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال تصوّر کریں گے۔

اے معاویہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت زکریاؑ آرے سے چیرے گئے اور حضرت یحییٰؑ ذبح کئے گئے۔ آپ کی قوم نے آپ کو قتل کیا، آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل چیز ہے (دُنیا میں) شیطان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے لڑائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ ——————

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ —————— (ترجمہ:۔ وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ بلا وجہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کو قتل کرتے ہیں۔ لوگوں میں ان کو قتل کرتے ہیں۔ جو انصاف کا حکم دیتے ہیں (اے محمدؐ) ان لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دیدو۔"

اے معاویہ! مجھے رسولؐ اللہ نے آگاہ فرمادیا تھا۔ کہ عنقریب بنو اُمیہ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب کریں گے اور میں شہید کیا جاؤں گا۔ میرے بعد تم اُمت کے حاکم بن جاؤ گے، عنقریب تم دھوکا بازی سے میرے بیٹے حسنؑ کو زہر سے قتل کرو گے، عنقریب تمہارا بیٹا یزید اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کرے گا۔ (یزید کی طرف سے) اس کام کی انجام دہی کے لئے زناکار عورت کا بیٹا مقرر ہوگا۔ تمہارے بعد ابو العاص کے سات بیٹے اور مروان بن حکم کے پانچ بیٹے اُمت کے حاکم بن جائیں گے۔ پورے بارہ امام ہوں گے۔ جن کو رسولؐ

اللہ نے اپنے منبر پر خواب کی حالت میں بندروں کی طرح کودتے ہوئے دیکھا تھا۔ لوگوں کو دین سے رجعت قہقری کی طرح ہٹا رہے تھے۔ قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ عذاب ان لوگوں پر ہوگا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان سے خلافت ان لوگوں کے ذریعے نکال دے گا۔ جو سیاہ علم لئے ہوئے مشرق سے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان سیاہ علم والوں کے ذریعے ذلیل اور خوار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر جگہ قتل کرے گا۔

اے معاویہ! تمہارا ایک بیٹا جو منحوس، ملعون، اجڈ، بدکار، الٹے دل والا، بدکلام، سخت دل، جس کے دل سے اللہ تعالیٰ نے نرمی اور محبت کو نکال دیا ہے۔ جس کے ننھیال بنو کلب سے ہوں گے۔ میں اس شخص کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اگر میں چاہوں تو اس کا نام اور عمر بیان کر دوں وہ مدینہ پر ایک لشکر روانہ کریگا۔ لشکر مدینہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کرتے ہوئے برائی کا ارتکاب کرے گا۔ اس لشکر سے میرا ایک فرزند بھاگ جائے گا۔ جو زکی، پرہیزگار ہوگا۔ اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جیسا وہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی۔ میں اس کے نام کو جانتا ہوں۔ ان دنوں اس کی عمر کیا ہوگی۔ اور اس کی علامت کیا ہوگی۔ میں جانتا ہوں۔ وہ میرے بیٹے حسینؑ کی اولاد سے ہوگا۔ وہ حسینؑ جس کو تمہارا بیٹا یزید قتل کرے گا۔ وہ اپنے باپ کے خون کا طالب ہوگا۔ وہ مدینہ سے مکہ بھاگ کر چلا جائے گا۔ اس لشکر کا سردار میری اولاد میں سے ایک زکی اور بے گناہ کو احجار زیت کے قریب قتل کرے گا۔ میں لشکر کے سردار لوگوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے نشانات جانتا ہوں۔ جب وہ لشکر ریگستان میں داخل ہوگا۔ تو زمین ان پر برابر ہو

جائے گی۔ اللہ تعالیٰ لشکر کو زمین میں دھنسا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ ــــــــ

ولو تریٰ اذ فزعوا فلا فوت واخذوا من مکان قریب۔

اس اقدام کی وجہ سے اس لشکر کا کوئی آدمی بھی سوا ایک آدمی کے نہ بچے گا۔ اللہ تعالیٰ جس کے چہرے کو اس کی گدی کی جانب تبدیل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ مہدیؑ کے لئے لوگوں کو اس طرح جمع کر دے گا۔ جس طرح فصل خریف میں بادل کے ٹکڑے جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان کے نام اور ان کے امیر کو جانتا ہوں۔ میں ان کی سواریوں کی بٹھانے کی جگہ کو جانتا ہوں حضرت مہدی علیہ السلام خانہ کعبہ میں داخل ہوں گے، گریہ وزاری فرمائیں گے۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ــــــ (ترجمہ:۔ کون ہے جو مضطر کی آواز کا جواب دیتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ حالانکہ اس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے۔" یہ آیت ہم اہلبیتؑ کے لئے مخصوص ہے۔

اے معاویہ! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے یہ خط تمہارے پاس تحریر کیا ہے۔ لیکن مجھے علم ہے کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ گے، تم خوش ہو گے کیونکہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ تم عنقریب خلافت پر متمکن ہو جاؤ گے۔ تمہارے بعد تمہارا بیٹا قابض ہو جائے گا۔ آخرت کی تمہیں کوئی فکر نہیں ہے، آخرت کے معاملے میں تم انکار کرنے والے ہو۔ جس طرح وہ شخص نادم ہوا، جس نے تمہارے لئے خلافت کی بنیاد رکھی تھی۔ اسی طرح تم بھی نادم ہو گے، اس ندامت نے کوئی فائدہ نہ دیا تھا۔ تم کو ہماری گردنوں پر مسلط کر دیا تھا۔ تمہارے خط نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ میں نے

اپنے کاتب کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ اس خط کو میرے شیعوں کو اور بڑے بڑے اصحاب کے پاس تحریر کرے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس خط کے ذریعے کوئی فائدہ دے۔

اے معاویہ! تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے اس کو کوئی پڑھ لے اس خط کی وجہ سے اور ہمارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس کو گمراہی سے نکال دے اور ہدایت کی طرف لے جائے۔ جن تم نے اور تمہارے احباب نے ظلم کیا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو تکالیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ تم سے احتجاج کروں"

معاویہؓ نے حضرت کے خط کے جواب میں تحریر کیا ——— اے ابوالحسن آپ کو مبارک ہو کہ آپ آخرت کے مالک ہو گے اور ہمیں مبارک ہے کہ ہم دنیا کے مالک ہو گئے ہیں۔

مدینہ میں معاویہ کا داخلہ

ابانؓ سلیمؓ سے اور عمر بن ابوسلمہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں کی حدیث ایک ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت امیرؑ کی شہادت اور امام حسنؑ کی صلح کے بعد معاویہ حج کے ارادہ سے اپنی خلافت کے زمانہ میں مدینہ میں داخل ہوا۔ مدینہ والوں نے معاویہ کا استقبال کیا۔ قریش زیادہ تعداد میں اور انصار کم تعداد میں استقبال کرنے والے تھے۔ انصار کی قلت شرکت کے متعلق معاویہ نے لوگوں سے دریافت کیا۔ لوگوں نے جواباً کہا انصار غریب و محتاج ہو گئے ہیں۔ ان کے پاس سواریوں کے گھوڑے نہیں ہیں۔

معاویہ نے قیس بن سعد عبادہ انصاری کی طرف متوجہ ہو کر کہا ——— اے گروہِ انصار تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ تم نے اپنے قریش بھائیوں کے ساتھ مل کر میرا استقبال نہیں کیا ۔

قیسؓ جو انصار کا سردار اور ان کے سردار کا بیٹا تھا نے کہا ——— اے امیر المومنین ہمارے پاس سواری کے گھوڑے نہیں ۔ اس لئے استقبال میں شرکت نہ کر سکے ۔

معاویہ نے طنز کے طور پر کہا ——— پانی لانے والے اونٹ کہاں ہیں !

قیس نے طنز کا جواب طنز میں دیتے ہوئے کہا ——— امیر المومنین ! ہم نے اونٹوں کو بدر اور احد کی لڑائی میں ختم کر دیا تھا ۔ جو بچ گئے تھے ۔ وہ (دوسرے غزوات رسولؐ میں کام آئے ۔ جب ہم نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر جہاد کیا تھا ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو گیا ۔ اور تم چین بچیں تھے ۔

معاویہ نے کہا ——— اے اللہ میں بخشش طلب کرتا ہوں ۔

قیسؓ نے کہا ——— کیا رسولؐ اللہ نے نہیں فرمایا تھا کہ تم لوگ میرے بعد لوگوں میں نفسانیت دیکھو گے (اے معاویہ) تو ہمیں ہمارے پانی لانے والے اونٹوں کا طعنہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے ان پر سوار ہو کر بدر کی جنگ کے دن تمہارے ساتھ جہاد کیا تھا ۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے نور کے ختم کرنے کی خاطر لڑ رہے تھے اور تمہارا مقصد تھا کہ شیطان کا کلمہ بلند ہو ۔ تمہارا باپ مجبوراً اسلام میں داخل ہوا ۔

معاویہ نے کہا ——— قیسؓ ! تم ہم پر اپنی نصرت کا احسان جتلاتے ہو ۔ احسان جتلانا اور فخر کرنا محض اللہ تعالیٰ اور قریش کو زیب دیتا ہے ۔ ——— اے گروہِ انصار کیا تم ہمارے خلاف رسولؐ اللہ کی امداد کے خواہاں نہیں تھے ۔ حالانکہ رسولؐ اللہ ہم قریش میں سے تھے ۔ رسولؐ اللہ ہمارے

ابن عم ہیں۔ ہم نے تمہارا کوئی احسان نہیں اٹھایا۔ تم لوگوں کا ہم پر فخر کرنا جائز نہیں، اللہ تعالےٰ نے تمہیں ہمارے مددگاروں اور تابعداروں میں شامل کیا ہے۔ تمہیں ہمارے ذریعہ ہدایت کی ہے۔

قیسؓ نے کہا ——— اے معاویہ! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات کی طرف رحمت بنا کر مامور کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے رسولؐ اللہ کو نبوت کیساتھ تمام سیاہ و سفید جن اور انس کی طرف روانہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کو رسالت کیساتھ مخصوص کیا۔ رسولؐ اللہ کی رسالت کی سب سے پہلے جس نے تصدیق کی اور سب سے پہلے جو شخص ایمان لایا وہ رسولؐ اللہ کے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں، حضرت ابوطالب رسولؐ اللہ کی حفاظت کرتے اور آپ کو بچاتے تھے۔ قریش میں ایک معزز انسان کی حیثیت سے قریش کو (رسولؐ اللہ کی) ایذارسانی سے منع فرماتے تھے۔ (حضرت ابوطالب کا مقصد یہ تھا کہ) کہیں رسولؐ اللہ کو قتل نہ کر دیں۔ اور آپ کو تکلیف نہ دیں۔ حضرت ابوطالب نے رسولؐ اللہ کو کہہ دیا تھا۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی رسالت کی تبلیغ شروع کر دیں۔ رسولؐ اللہ ہمیشہ (حضرت ابوطالبؑ کی زندگی میں) ظلم اور اذیت سے محفوظ رہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوطالب کا انتقال ہو گیا حضرت ابوطالب نے اپنے فرزند (علیؑ) کو رسولؐ اللہ کی وزارت میں رہنے کا حکم دیا حضرت علیؑ رسولؐ اللہ کے وزیر ہو گئے اور رسولؐ اللہ کی نصرت کی۔ حضرت علیؑ نے ہر مشکل، ہر تنگی اور ہر خوف کے وقت اپنی جان کو رسولؐ اللہ کے لئے وقف کر دیا تھا اللہ تعالےٰ نے ان باتوں کے لئے قریش میں سے صرف حضرت علیؑ کو مخصوص کیا، حضرت علیؑ کو تمام عرب و عجم میں مکرم بنایا (ایک روز) رسولؐ اللہ نے تمام اولاد عبدالمطلب کو جمع فرمایا، جس میں ابوطالب اور ابولہب بھی تھے۔ ان دنوں ان لوگوں کی تعداد چالیس نفر پر مشتمل تھی۔ رسولؐ اللہ نے ان حضرات کو طلب فرمایا۔ حضرت علیؑ رسولؐ اللہ کے

غلام تھے۔ رسولؐ اللہ اپنے چچا ابو طالبؓ کی کفالت میں تھے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔

"تم لوگوں میں سے کون ہے، جو اس بات کا خواہش مند ہو کہ وہ میرا بھائی میرا وزیر، میرا وصی، میری امت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کا سردار ہو"

یہ سن کر تمام لوگ خاموش رہے رسولؐ اللہ نے اسی اعلان کو تین بار دہرایا۔ (جب ان حضرات نے کوئی جواب نہ دیا) تو حضرت علیؑ نے عرض کی:۔

"اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ! میں اس بات کا خواہش مند ہوں"

رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کے سر کو اپنی گود مبارک میں رکھ کر اپنا لعاب دہن حضرت علیؑ کے دہن اقدس میں ڈالا اور فرمایا:۔

"اے میرے اللہ! علیؑ کے سینہ کو علم، فہم اور حکمت سے بھر دے"

رسولؐ اللہ نے حضرت ابو طالبؓ سے فرمایا:۔

"اے ابو طالب! اپنے بیٹے کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے اس کو وہ منزلت دی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی"

رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ اور اپنے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ قیسؓ نے حضرتؑ کی فضیلت کی ہر بات کا ذکر کیا۔ ان کے ذریعے ثبوت پیش کیا (قیسؓ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"قریش میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب ہیں جو بہشت میں اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفرؓ کو اس بات سے مخصوص کیا ہے۔ قریش میں حضرت حمزہؓ ہیں۔ جو سید الشہدا ہیں ان میں حضرت فاطمہؑ ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اے معاویہ! جب تم نے رسولؐ اللہ اور آپ کی عترت کو قریش میں ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اے گروہ قریش ہم لوگ تم سے اچھے ہیں ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور رسولؐ اللہ کے اہل بیتؑ کے نزدیک تم سے زیادہ محبوب ہیں۔ رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا، انصار نے میرے باپ سعدؓ کی خلافت کے لئے اجماع کر لیا۔ حضرت علیؑ اور آپؑ کے اہلِ بیت کی حجت سے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا (قریش نے انصار کے سامنے وہ دلائل پیش کئے، جو حضرت علیؑ اور آپ کے اہل بیت کو خلافت کا مستحق گردانتے تھے) قریش نے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی کہ وہ ہم پر اور آلِ محمدؐ علیہم السلام پر ظلم کر رہے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم خلافت میں حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کے ہوتے ہوئے نہ تو کبھی قریشی کا نہ کسی عرب کا اور نہ کسی عجمی کا حق تھا"

(یہ سنکر) معاویہ ناراض ہو گیا اور کہا ——— اے سعد کے بیٹے! تم نے یہ بات کس سے لی ہے۔ کس سے روایت کی ہے۔ اور سنی ہے۔ کیا تمہیں تمہارے باپ نے یہ بات بتائی تھی۔ تم نے اس سے معلوم کی ہے؟

قیسؓ نے کہا ——— میں نے اس بات کو اس شخص سے سنا ہے جو میرے باپ سے بہتر تھا۔ جس کا حق میرے باپ سے مجھ پر زیادہ تھا۔

معاویہ نے کہا: ——— وہ کون ہے؟

قیسؓ نے کہا ——— وہ علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ آپ اس امت کے عالم اور صدیق ہیں۔ آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

قل کفیٰ باللہ شہیدًا بینی وبینکم ومن عندہٗ

علم الکتاب —— (ترجمہ:۔ اے محمدؐ! تم کافروں سے کہدو، کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ شخص جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے) جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

قیسؓ نے حضرت علیؑ کے حق میں جو آیت نازل ہوئی تھی۔ سب کو بیان کیا۔

معاویہ نے کہا —— اس امت کے صدیق حضرت ابوبکر ہیں اور فاروق حضرت عمر ہیں۔ والذی عندہٗ علم الکتاب سے عبداللہ بن سلام (یہودی) مراد ہیں۔

قیسؓ نے کہا —— اے معاویہ! ان ناموں سے زیادہ حق دار اور افضل وہ شخص نہیں ہے۔ جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:۔ ——

فمن کان علیٰ بینۃٍ من ربّہٖ ویتلوہُ شاھدٌ منہ —— (ترجمہ:۔ کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک دلیل لیکر آیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک گواہ تھا جو اس کی جنس سے تھا) گواہ سے مراد حضرت امیرؑ ہیں۔ جس کو رسولؐ اللہ نے خم غدیر کے مقام پر کھڑا کر کے فرمایا تھا۔ جس کی جان سے میں افضل ہوں، علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔

رسولؐ اللہ نے تبوک کی جنگ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا:۔ ——

”اے علیؑ! تمہیں مجھ سے وہ مقام حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسےؑ سے حاصل تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

ان ایام میں معاویہ مدینہ میں تھا۔ یہ سننے کے بعد معاویہ نے منادی کرنے

والے کو بلا کر کہا اور اس مضمون کا خط اپنے گورنروں کو تحریر کیا۔ کہ میں ان لوگوں سے بری الذمہ ہوں، جو علیؑ اور اہلبیت علیؑ کے فضائل میں کوئی حدیث بیان کرتے ہیں خطیب ہر جگہ اور ہر گاؤں میں منبروں پر چڑھ گئے، حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام پر (معاذ اللہ) لعن وطعن کا اعلان کر دیا۔ نیز آپ کے اہل حق شیعوں کے حق میں بُرائی اور لعن وطعن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کے وہ حضرات مستحق نہ تھے، ان پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔

عبداللہؓ بن عباسؓ اور معاویہ کی دلچسپ گفتگو

(ایک دن) معاویہ قریش کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا عبداللہ بن عباس کے سوا سب لوگ (تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔

معاویہ —— اے عباس کے بیٹے! میری تعظیم کے لئے جب تمہارے سارے ساتھی کھڑے ہو گئے تھے تو تم کیوں نہیں کھڑے ہوئے۔ کیا یہ بات کسی ناراضگی کے باعث ہے۔ میں نے تم لوگوں سے صفین کی جنگ لڑی تھی۔ کیونکہ میرے چچا کے بیٹے حضرت عثمان مظلوم قتل کئے گئے تھے۔

عبداللہ بن عباس —— حضرت عمر بن خطاب بھی مظلوم مارے گئے تھے۔ حضرت عمر نے اپنے خون کا معاملہ اپنے بیٹے کے سپرد کر دیا تھا یہ حضرت عمر کا بیٹا موجود ہے۔

معاویہ ———— حضرت عمر کو مشرک آدمی نے قتل کیا تھا ۔

عبداللہ بن عباس ——— حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا تھا؟

معاویہ ———— مسلمانوں نے قتل کیا تھا ۔

عبداللہ بن عباس ——— اس بات سے تمہاری دلیل باطل ہو جاتی ہے اگر حضرت عثمان کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا اور آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمان حق پر تھے اور آپ کا قتل حق بجانب تھا ۔

معاویہ ———— اے ابن عباس، اپنی زبان کو روک دو۔ ہم نے تمام سلطنت میں علیؑ اور آپ کے اہل بیت کی فضیلت بیان کرنا منع کر دیا ہے ۔ اپنی جان کی خیر مناؤ

عبداللہ بن عباس ——— کیا تم نے ہمیں قرآن پڑھنے سے منع کر دیا ہے؟

معاویہ ———— نہیں ۔

عبداللہ بن عباس ——— کیا تم نے ہمیں قرآن کی تفسیر بیان کرنے سے روک دیا ہے؟

معاویہ ———— ہاں ۔

عبداللہ بن عباس ——— ہم قرآن تو پڑھیں، لیکن اس بات کا سوال نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کی اس سے کیا مراد ہے؟

معاویہ ———— (یہی مقصد ہے)

عبداللہ بن عباس ——— ہمارے لئے قرآن پڑھنا ضروری ہے یا قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے؟

معاویہ ——— قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے۔

عبداللہ ——— ہم قرآن پر کس طرح عمل کر سکتے ہیں۔ جب ہمیں معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے کیا مراد ہے اور کیوں اس آیت کو نازل کیا ہے۔

معاویہ ——— قرآن کی تفسیر اس سے معلوم کرو جو اس کی تفسیر بیان کرتا ہے۔ جو تفسیر تم اور تمہارے اہل بیت بیان کرتے ہیں۔ اس پر عمل نہ کرو،

عبداللہ ——— قرآن میرے اہل بیت پر نازل ہوا تھا۔ اس کی تفسیر آل ابوسفیان، آل ابومعیط یہود، نصاریٰ اور مجوس سے دریافت کروں۔

معاویہ ——— آپ نے ہمیں یہود، نصاریٰ اور مجوس کے برابر کر دیا ہے؟

عبداللہ ——— مجھے اپنی زندگی کی قسم میں نے تمہیں ان کے برابر نہیں کیا۔ جب تم نے لوگوں کو منع کر دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت قرآن ہی کے ذریعہ کریں اور جو کچھ قرآن میں امر، نہی، حلال، حرام، ناسخ، منسوخ عام و خاص، محکم اور متشابہ موجود ہے۔ قرآن ہی سے معلوم کریں۔ اور اس کی تفسیر سے متعلق کسی سے سوال نہ کریں۔ تو لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ اختلاف میں پڑ جائیں گے۔ آہ و فریاد کریں گے۔

معاویہ ——— قرآن پڑھو۔ لیکن اس روایت کی بات نہ کرو، جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں نازل کی ہے یا رسول اللہؐ نے جو کچھ تمہارے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ ان دونوں باتوں کے علاوہ اور کوئی

چیز بیان کرو۔

عبداللہ ———— اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔ ————

یریدون ان لیطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی
اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے وہ تو اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا۔ اگرچہ کافر چیں بجبیں ہوتے رہیں۔

معاویہ ———— عباس کے بیٹے! اپنی جان بچاؤ، اپنی زبان کو روکو۔ اگر تم نے ضروری ایسا کرنا ہے (فضائل اہل بیت بیان کرنے ہیں) تو تمہیں پوشیدہ طور پر ایسا کرنا چاہیئے۔ جہاں علی الاعلان کوئی سننے والا نہ ہو۔

پھر معاویہ نے اپنی قیام گاہ کی طرف واپس آکر عبداللہ بن عباس کے پاس پچاس ہزار درہم کی ایک رقم ارسال کی، دوسری روایت میں ہے کہ ایک لاکھ درہم روانہ کئے۔

امیرِ شام کے
مظالم کا بیان

پھر تمام شہروں میں علی علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ تمام مقامات سے زیادہ کوفہ کے لوگ

گرفتار تھے۔ کوفہ میں شیعوں کی تعداد زیادہ تھی۔ زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ زیاد کی عملداری میں بصرہ بھی شامل تھا۔ زیاد شیعوں کو جانتا تھا۔ وہ ان میں سے تھا۔ زیاد کو شیعوں کے خیالات معلوم تھے۔ شیعہ جہاں کہیں بھی ملتے۔ خواہ وہ آسمان کے ستارے کے تحت ہوں یا کسی پتھر کے نیچے چھپے ہوں یا کسی بستی میں ہوں وہ ان کو تلاش کر کے قتل کر دیتا تھا۔ بعض کو جلا وطن کر دیتا تھا۔ بعض کے ہاتھ کاٹ دیتا، بعض کے پاؤں قلم کر دیتا۔ بعض کو کھجوروں پر لٹکوا دیتا، بعض کی آنکھیں نکلوا دیں، بعض کو بھگا یا۔ بعض کو دھکا دے کر نکالا۔ عراق سے چن چن کر نکال دیئے گئے۔ عراق میں کوئی باقی نہ رہا۔ یا تو قتل کیا گیا تھا یا سولی پہ لٹکا ہوا تھا۔ یا دھتکارا ہوا تھا۔ یا بھاگنے والا تھا۔ معاویہ نے حکومت کے تمام قاضیوں اور گورنروں کو تحریر کیا کہ:۔ ———

"علیؑ کے کسی شیعہ کی نہ آپ کے اہل بیت میں سے کسی فرد کی نہ آپ کے دوستوں میں کسی کی جو علیؑ کی فضیلت اور مناقب بیان کرتے ہیں گواہی قبول نہ کریں، اپنے گورنروں کو تحریر کیا۔ کہ حضرت عثمان کے ماننے والوں آپ کے دوستوں، آپ کے اہل بیت، آپ کی ولایت کے دم بھرنے والوں جو آپ کی بزرگی اور مناقب بیان کرتے ہیں کا خیال رکھو، ان لوگوں کو اپنی مجالس میں بلاؤ، ان کی عزت کرو، انہیں اپنے قرب میں جگہ دو، انہیں فضیلت بخشو، ہر اس شخص کا اور اس کے باپ کا نام میرے پاس تحریر کرو، جو حضرت عثمان کے بارے میں روایت کرتا ہو۔ ان لوگوں نے فرمان کی تکمیل کی حضرت عثمان کے بارے میں احادیث کی بھر مار کر دی۔ معاویہ نے انہیں انعامات اور پوشاکیں عطا کیں، ان کے لئے عرب اور عجم کی جاگیروں کی بہتات کر دی۔ ہر شہر میں احادیث وضع کرنیوالوں کی زیادتی ہو گئی وہ لوگ جاگیروں اور مراتب کی لالچ میں راغب ہوتے دنیا

ان پر وسیع ہوگئی۔ معاویہ کے پاس جب کوئی عامل یا بستی کا رہنے والا آتا تھا۔ جو حضرت عثمان کی فضیلت میں روایت بیان کرتا۔ یا آپ کی فضیلت کا تذکرہ کرتا۔ معاویہ اس کا نام تحریر کر کے مقرب بناتا تھا۔ اس کو ترجیح دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا لوگ اسی دھن میں لگے، پھر معاویہ نے اپنے عمال کو تحریر کیا کہ حضرت عثمان کے بارے میں احادیث

کی کثرت ہو گئی ہے۔ ہر شہر اور ہر کونہ میں پھیل گئی ہیں۔ جب میرا یہ خط تمہیں موصول ہو جائے۔ تو تم لوگ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں لوگوں کو احادیث بیان کرنے کی دعوت دو، اور دونوں حضرات کی فضیلت اور سبقت مجھے بہت محبوب ہے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے اس گھر (اہل بیت رسولؐ) والوں کی حجت کو زیادہ باطل کرتی ہے۔ حضرت عثمانؓ کے مناقب اور فضیلت آل محمدؐ کو زیادہ ناگوار معلوم ہوتی ہے۔"

معاویہ کے خط کو ہر قاضی اور ہر گورنر نے لوگوں کے سامنے پڑھا۔ لوگوں نے ان حضرات کے بارے میں روایات اور فضائل بیان کئے۔

ایک درسی کتاب

معاویہ نے ایک کتاب تحریر کی جو فضائل اور مناقب اصحاب ثلاثہ کے حق میں روایت کئے گئے تھے۔ سب کو اس کتاب میں جمع کیا۔ کتاب کو گورنروں کے پاس روانہ کیا۔ انہیں حکم دیا کہ اس کتاب کو ہر بستی اور ہر مسجد میں منبر پر پڑھا جائے گورنروں کو حکم دیا کہ اس کتاب کو مدارس کے معلمین کے پاس روانہ کریں وہ اسکول کے بچوں کو اس کتاب کی تعلیم دیں۔ طلبہ کتاب میں لکھے ہوئے فضائل کو روایت کریں

مدرسین اس کتاب کو اسی طرح پڑھائیں جیسے قرآن مجید کی تعلیم دیتے ہیں۔ لوگ اس کتاب کی تعلیم اپنی لڑکیوں عورتوں اور نوکروں کو دیں۔ اللہ تعالیٰ کو جتنا عرصہ منظور ہوا۔ وہ لوگ اس دھن میں لگے رہے۔

بناوٹی احادیث کا بیان

معاویہ نے اپنے گورنروں کو ایک فرمان جاری کیا:۔ ———

"دیکھو! جس شخص پر گواہی قائم ہو جائے کہ وہ علیؑ اور آپ کے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا نام رجسٹر سے کاٹ دو، اس کی گواہی جائز قرار نہ دو۔"

دوسرا فرمان جاری کیا:۔ ———

"جس پر تم کو شبہ ہو جائے اور پوری گواہی قائم نہ ہو سکے، اس کو قتل کر دو۔"

گورنروں نے محبانِ اہل بیت کو تہمت اور شبہ کی بنیاد پر چن چن کر تہ تیغ کیا۔ انتہا یہ ہو گئی کہ اگر کبھی آدمی سے نادانستہ طور پر کوئی بات نکل جاتی تھی تو اس کی گردن اڑا دی جاتی تھی۔ یہ مصیبت عراق سے زیادہ کہیں نہیں تھی۔ خاص طور پہ کوفہ شدائد کی زد میں تھا (یہ لوگ) اپنے اصحاب کے حق میں جھوٹی احادیث کذب اور بہتان سے بیان کرتے تھے۔ اس حالت میں لوگوں کی پرورش ہوئی۔ لوگ جھوٹی روایات بیان کرنے والوں سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہی روش قاضیوں، حکام اور فقہاء نے اختیار کی۔ اس معاملہ میں ریاکار قاری، زیادہ تکلیف اور فتنہ کا باعث تھے۔ یہ اپنے ممدوحین کے حق میں نیاز مندی اور خلوص کا اظہار کرتے تھے۔ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے تھے۔

احادیثِ کاذبہ کی تعلیم حکام سے بہرہ ور ہونے کے لئے دیتے تھے۔ اس طریقہ سے حکام کا قرب حاصل کرتے تھے۔ اس ذریعہ سے مال جاگیریں اور مراتب حاصل کرتے تھے۔ (بار بار تکرار کے باعث) یہ احادیث اس پوزیشن میں ہوگئیں کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ یہ حق اور سچی ہیں۔ لوگوں نے ان احادیث کو بیان کیا اور قبول کیا۔ ان کی تعلیم حاصل کی اور دوسرے لوگوں کو ان کی تعلیم دی۔

یہ احادیث ان دین دار لوگوں کے پاس بھی پہنچ گئیں جو جھوٹ کو برا خیال کرتے تھے۔ جھوٹ اور جھوٹے لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے (مغالطہ میں آکر) ان لوگوں نے ایسی احادیث کو قبول کیا۔ یہ لوگ یہی تصور کرنے لگے کہ یہ احادیث سچی اور حق ہیں۔ اگر ان حضرات کو معلوم ہوجاتا کہ یہ احادیث جھوٹی ہیں تو وہ ان کو ہرگز روایت نہ کرتے۔ اور نہ ہی ان پر عمل کرتے ——— اس زمانہ میں حق باطل بن گیا تھا اور باطل نے حق کا لباس پہن لیا تھا۔ سچ جھوٹ بن گیا تھا اور جھوٹ سچ ہوگیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:———

"(میرے بعد) تم کو فتنہ گھیر لے گا۔ جس میں بچہ پرورش پائے گا اور بڑا زندگی طے کرے گا۔ لوگ اس فتنہ پہ کاربند ہوں گے (فتنہ سے مراد خلاف شرع باتیں ہیں) لوگ اس فتنہ کو سنت تصور کریں گے، جب اس فتنہ کی کوئی بات بدل دی جائے گی۔ تو لوگ کہنے لگیں گے کہ خلافِ شرع کام ہوگیا۔ اور سنت تبدیل ہوگئی"

جب حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام کا انتقال ہوگیا تو اس فتنہ اور مصیبت نے ایک مسلسل سختی اور شدت اختیار کرلی۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ہر دوست کو اپنی جان کا خوف تھا ——— دوسری روایت میں ہے کہ اس کو اپنی جان

کا خوف تھا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ یا دھتکار دیا جائے گا۔ یا بھگایا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کا ہر دشمن اپنی محبت کو ظاہر کرتا تھا اور اپنی بدعت اور گمراہی کو پوشیدہ نہیں رکھتا تھا۔

امام حسینؑ کا خطبہ

معاویہ کی موت سے ایک سال پہلے حضرت امام حسین بن علی صلوات اللہ علیہما نے حج ادا کیا۔ آپ کے ہمراہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے بنو ہاشم کے مردوں، عورتوں اور ان کے دوستوں کو جنہوں نے حج ادا کیا تھا۔ انصار میں سے ہر اس شخص کو جو امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کو جانتا تھا۔ جمع فرمایا۔ پھر حضرت نے اپنے کارندوں کو روانہ فرمایا تاکہ وہ اصحاب رسولؐ میں سے جس نے حج ادا کیا جو صالح ہونے اور پارسائی میں مشہور ہے۔ بلا کر حضرت کی خدمت میں جمع کریں۔ حضرت کی خدمت میں منیٰ کے مقام پر سات سو سے زائد آدمی جمع ہوئے۔ حضرت کے خیمہ میں جو لوگ موجود تھے۔ ان میں دو سو اصحاب رسولؐ تھے زیادہ تعداد تابعین (جنہوں نے رسولؐ اللہ کے صحابی کو دیکھا ہو) کی تھی۔ حضرت ان میں کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا:- ———

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اما بعد! اس (معاویہ) ستم گار نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کیساتھ جو سلوک کیا ہے آپ حضرات نے دیکھ لیا ہے۔ جان لیا ہے اور مشاہدہ کر لیا ہے۔ میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ اگر میں سچا ہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر

میں جھوٹا ہوں تو میری تکذیب کرنا۔ میں تم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حق کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں۔ تمہارے نبیؐ سے مجھے جو قرابت حاصل ہے اس کا واسطہ دیکر کہتا ہوں۔ جب تم اس جگہ سے چلے جاؤ اپنے قبائل میں جو شہروں میں رہتے ہیں۔ جن پر تم کو اعتماد ہو ان تمام کو بلا لینا اور ان سب تک میری بات پہنچا دینا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ——— میری بات کو سنو، میرے قول کو لکھ لو، پھر تم اپنے شہروں کو لوٹ جاؤ اپنے قبائل کی طرف چلے جاؤ۔ جن پر تمہیں اعتماد ہو۔ اور اطمینان ہو۔ جو کچھ تم میرے حق کے متعلق جانتے ہو۔ ان کو اس کی دعوت دینا۔ مجھے خوف ہے کہ یہ امر اہل بیت کے خلاف پروپگینڈا) بطور سبق پڑھایا جائے گا۔ اور ہمارا حق رخصت اور مغلوب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کر کے ہی رہے گا۔ اگرچہ کافر مکروہ سمجھتے رہیں۔"

حضرتؑ نے ہر وہ آیت تلاوت فرمائی جو ان (بنو امیہ) کے بارے میں اللہ تعالے نے نازل فرمائی تھی۔ حضرتؑ نے ان آیات کی تفسیر بیان فرمائی حضرتؑ نے ان تمام باتوں کو بیان کیا جو رسولؐ اللہ نے آپ کے باپ کے حق میں، آپ کے بھائی۔ آپ کی والدہ، خود آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے بارے میں ارشاد فرمائی تھیں۔

حضرتؑ کے تمام اصحاب عرض کرتے تھے۔ ہاں ہم نے (رسولؐ اللہ سے) سنا تھا اور ہم لوگ بذات خود موجود تھے۔ ہر ایک تابعی (حضرتؑ کے جواب میں) عرض کرتا تھا۔ مجھے اس حدیث کو اس شخص نے بیان کیا ہے جو سب اصحاب سے زیادہ سچا اور زیادہ امین ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا ——— میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر کہتا ہوں۔ جس شخص پر تمہیں اعتماد ہو۔ اور اس کے دین پر بھروسہ ہو۔ ان باتوں کو اس سے بیان کرنا۔"

جن باتوں کے بارے میں امام حسین علیہ السلام نے ان کو قسم دی تھی اور ان سے بیان کیا تھا۔ ان میں یہ بات بھی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا:۔ ———

"میں تم کو اللہ تعالےٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ جب رسولؐ اللہ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم کیا، جب ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا تھا۔ تو رسولؐ اللہ نے علیؑ کو اپنا بھائی بنایا تھا رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا اے علیؑ! تم میرے دُنیا اور آخرت میں بھائی ہو میں تمہارا بھائی ہوں۔"

سب نے کہا ——— ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا:۔ ———

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں۔ کہ رسولؐ اللہ نے اپنے مکانات اور مسجد کی تعمیر کے لئے زمین خرید فرمائی تھی۔ ہم نے مسجد کو تعمیر کیا تھا۔ رسوؐل اللہ نے مسجد میں دس گھر بنائے تھے نو گھر آپؐ نے اپنی ذات کے لئے مخصوص فرمائے تھے۔ دسواں گھر جو ان تمام گھروں کے درمیان تھا۔ میرے باپ کے لئے مخصوص فرمایا تھا مکانات کے وہ تمام دروازے جو مسجد کی طرف کھُلتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے علیؑ کے دروازے کے سوا تمام بند کروادیے۔ یہ اصحاب ناپاکی کی حالت میں مسجد سے گزرتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے ان کے دروازے بند کرادیئے) حضرت علیؑ کا دروازہ اس لئے کھُلا رہا کہ آپ امام تھے اور معصوم تھے (معصوم نجاست سے پاک ہوتا ہے) اس بات پر ایک

معترض نے اعتراض کیا تو رسولؐ اللہ نے فرمایا نہ میں نے تمہارے دروازے چنوائے نہ علیؑ کے دروازہ کو کھلا رکھا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے دروازے بند کرنے اور علیؑ کے دروازے کو کھلا رکھنے کا حکم دیا ہے۔ رسولؐ اللہ نے لوگوں کو مسجد میں سونے سے منع کر دیا تھا۔ حضرت علیؑ مسجد میں جنابت فرماتے تھے۔ (امام معصوم ہوتا ہے۔ جنابت سے پاک ہوتا ہے) حضرت علیؑ کا گھر رسولؐ اللہ کے گھر کے ساتھ تھا۔ رسولؐ اللہ اور حضرت علیؑ کی اولاد مسجد میں پیدا ہوئی"۔ تمام لوگوں نے عرض کی ہاں، ایسا ہی واقعہ ہے ——— امام حسینؑ نے فرمایا ———

"کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عمر بن خطاب نے ایک سوراخ کے لئے جو آنکھ کی مقدار کے برابر تھا اور اپنے گھر میں چھوڑ رکھا (اس کو) بند نہ کرنے پر اصرار کیا۔ رسولؐ اللہ نے (اس کو باقی رکھنے پر) انکار فرما دیا۔ رسولؐ اللہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں ایک پاک و پاکیزہ مسجد تیار کروں، جس میں میرے بھائی اور اس کے دونوں بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے"۔

سب نے کہا ——— ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا:- ———

"میں تم کو اللہ تعالےٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے غدیر خم کے روز حضرت علیؑ کو بلند فرما کر حضرت علیؑ کی سرداری کا اعلان کیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ اس بات کو موجود آدمی غیر موجود تک پہنچا دے"۔

سب نے کہا ——— ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا ——— "میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت

کرتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ تبوک کی جنگ کے موقع پر رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا۔ تمہاری مجھ سے وہ منزلت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔"

سب نے کہا ——— ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا ——— میں تمہیں خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب نجران کے نصاریٰ نے رسولؐ اللہ کو مباہلہ کی دعوت دی تو رسولؐ اللہ حضرت علیؑ، آپ کی بیوی اور آپ کے دونوں بیٹوں کے سوا میدان مباہلہ میں کسی کو نہ لائے تھے۔"

سب نے کہا ——— ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ———

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو خیبر کی لڑائی کے روز علم دیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ میں کل ضرور علم اس شخص کو دوں گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ بار بار حملہ کرنے والا ہے بھگوڑا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خیبر کے قلعہ کو اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا۔"

انہوں نے کہا ——— ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ———

"کیا تم جانتے ہو کہ حضرت علیؑ کو رسولؐ اللہ نے سورہ برات دیکر روانہ فرمایا کہ میری طرف سے کوئی نہیں (ان آیات کو) پہنچا سکتا۔ مگر میں یا وہ شخص جو مجھ سے ہوگا۔"

سب نے کہا ——— ہاں۔

امام حسینؑ ——— کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ پر جو بھی تکلیف دار

ہوئی تھی۔ حضرت علیؑ پر اعتماد کرتے ہوئے اس تکلیف میں رسولؐ اللہ علیؑ کو آگے بڑھاتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو نام لیکر کبھی یاد نہیں کیا تھا۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے۔ اے میرے بھائی، میرے بھائی علیؑ کو میرے پاس بلاؤ۔

حاضرین ——— ہاں۔ (ہم نے رسولؐ اللہ کو ایسے فرماتے ہوئے سنا تھا)

امام حسینؑ ——— کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ، جعفر اور زید کے درمیان فیصلہ کیا تھا۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا تھا۔ اے علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔"

حاضرین ——— ہاں۔ (یہ امر واقعہ ہے)

امام حسینؑ ——— کیا تم جانتے ہو کہ حضرت علیؑ کو رسولؐ اللہ کے نزدیک ہر دن اور ہر رات رازداری کا شرف حاصل تھا جب حضرت علیؑ سوال کرتے تھے تو رسولؐ اللہ آپ کو جواب مرحمت فرماتے تھے اور جب آپ خاموش ہو جاتے تو رسولؐ اللہ ابتدا فرماتے تھے۔"

حاضرین ——— ہاں۔ (یہ بات درست ہے)

امام حسینؑ ——— کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو جعفرؑ اور حمزہؓ پر فضیلت دی تھی۔ یہ اس وقت ہوا جب رسولؐ اللہ نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا۔ میں نے تمہاری شادی اپنے اہل بیتؑ کے بہترین آدمی سے کی ہے۔ جو سب سے پہلے اسلام لانے والے، سب سے زیادہ صبر کرنے والے اور سب سے زیادہ

علم والے ہیں۔"

حاضرین ـــــ ہاں (یہ بات سُنی ہے)

امام حسینؑ ـــــ کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ میرے بھائی علیؑ عرب کے سردار ہیں، فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ میرے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔"

حاضرین ـــــ ہاں (ٹھیک ہے)

امام حسینؑ ـــــ کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو اپنے (انتقال کے بعد) کفن دفن کا حکم دیا تھا حضرت علیؑ کو رسولؐ اللہ نے آگاہ کیا تھا۔ کہ اس موقع پر آپ کی امداد جبرائیل کریں گے۔"

حاضرین ـــــ ہاں!

امام حسینؑ ـــــ کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتابِ خدا اور دوسرے میرے اہل بیت، ان دونوں کا دامن پکڑو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔"

حاضرین ـــــ ہاں (سُنا تھا)

حضرتؑ نے ہر ایک چیز کا ذکر فرمایا، جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور آپ کے اہل بیت کے حق میں نازل فرمائی ہے۔ حضرتؑ نے ان باتوں کو ترک فرمایا جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی زبان کے ذریعے ان کے حق میں ار تھا۔ حضرتؑ نے یہ تمام باتیں ان لوگوں سے قسمیں دیکر دریافت کیں (مجمع میں تابعی

(صحابیٔ رسول کی زیارت کرنے والے) عرض کرتے مجھ سے (اس حدیث کو) اس نے بیان کیا ہے جس پر میں اعتماد رکھتا ہوں۔ (یہ بیان کرنے والے) فلاں اور فلاں صاحب ہیں پھر حضرتؑ نے حاضرین کو قسم دیکر دریافت کیا کہ ——

"کیا تم نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ اس نے رسولؐ اللہ کو دوست رکھا ہے اور علیؑ سے بغض رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ وہ اللہ کے رسولؐ کو دوست نہیں رکھتا۔ ایک سوال کرنے والے نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! یہ کیسے رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ جس نے علیؑ کو دوست رکھا۔ اُس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے مجھے دوست رکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ جس نے علیؑ سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔"

سب لوگوں نے کہا —— ہاں ہم نے رسولؐ اللہ کو ایسا ہی فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ پھر یہ لوگ چلے گئے۔

عبداللہ بن عباسؓ کا گریہ

ابانؒ بن ابی عیاش، سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ بن قیس کا بیان ہے کہ —— میں عبداللہ بن عباسؓ کے گھر میں موجود تھا۔ آپ کی خدمت میں شیعوں کا ایک گروہ موجود تھا۔ لوگوں نے رسولؐ اللہ کی موت کا ذکر کیا (یہ سنکر) عبداللہ بن عباسؓ رونے لگے، آپ نے کہا: ——

"رسولؐ اللہ سوموار کے دن انتقال فرما گئے تھے۔ رسولؐ اللہ کے پاس آپ کے اہل بیت موجود تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کتف لاؤ (کتف شانہ کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ عام احادیث اور تواریخ میں قرطاس کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی کاغذ کے ہیں) میں تمہیں ایک نوشتہ تحریر کر دوں تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ، میرے بعد اختلاف میں نہ پڑ جاؤ، ان میں سے ایک آدمی نے کہا رسولؐ اللہ ہذیان کہہ رہے ہیں۔ (یہ سنکر) رسولؐ اللہ نے غضباک ہو کر فرمایا، میں تمہیں اختلاف میں پڑا ہوا پا رہا ہوں۔ حالانکہ میں ابھی زندہ ہوں، میری موت کے بعد تم کیا کرو گے (یہ کہکر رسولؐ اللہ نے کتف کو چھوڑ دیا۔"

سلیمؓ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عباس نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔—

"اے سلیمؓ! اگر وہ آدمی یہ بات نہ کہتا تو رسولؐ اللہ ہمارے لئے ایک ایسا نوشتہ تحریر کرتے جس سے کوئی آدمی گمراہ نہ ہوتا اور نہ ہی اختلاف میں پڑتا۔"

لوگوں میں سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ وہ کون آدمی ہے؟ عبداللہ بن عباس نے کہا۔ میں اس بات سے معذور ہوں۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ لوگوں کے چلے جانے کے بعد میں علیحدہ عبداللہ بن عباس سے ملا تو آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت عمر ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں نے علی علیہ السلام، سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ حضرت عمر تھے۔

عبداللہ بن عباس نے کہا:۔———— اے سلیمؓ اس بات کو پوشیدہ رکھ، اپنے ان بھائیوں کو بتا جن پر تمہیں اعتماد ہو......

جنگِ جمل کا بیان

ابانؒ کا بیان ہے کہ میں نے سلیمؒ ابن قیس کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جمل کی لڑائی کے روز میں حضرت علیؑ کی خدمت میں موجود تھا۔ ہماری تعداد بارہ ہزار تھی۔ جمل والوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ تھی۔ حضرت امیرؑ کے ساتھ تقریباً چار ہزار آدمی مہاجر و انصار تھے۔ جو رسولؐ اللہ کیساتھ بدر کی لڑائی، صلح حدیبیہ اور رسولؐ اللہ کی دیگر جنگوں میں شامل ہو چکے تھے۔ حضرتؑ نے کسی کو اپنی بیعت اور لڑائی کے لئے مجبور نہیں کیا تھا۔ حضرتؑ نے اِن کو صرف نیکی کی دعوت دی تھی۔ حضرتؑ کے ساتھ ایک سو ستر صحابہ بعد میں شامل ہو گئے۔ بڑے بڑے انصار بھی ساتھ تھے۔ جو جنگِ احد اور صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے۔ مہاجرین اور انصار کی رضامندی آپ کے ساتھ تھی۔ یہ لوگ حضرتؑ کو اپنا سردار تصور کرتے تھے۔ آپ کی فتح اور نصرت کی دُعا مانگتے تھے۔ جس شخص نے حضرتؑ سے مقابلہ کیا اُس پر حضرتؑ کے غلبہ کی تمنا کرتے تھے۔ آپ نے ان پر کوئی جبر نہیں کیا۔ ان لوگوں میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں تھا جو اللہ کی راہ میں نہ لڑ رہا ہو اور آپ پر اعتراض کرتا ہو اور آپ سے برات ظاہر کرتا ہو۔ معمولی سی چیز بھی آپ کے متعلق چھپا رہا ہو۔ اور ظاہری طور پر آپ کی محبت کا دم بھرتا ہو۔ تین آدمیوں کے سوا، جنہوں نے پہلے آپ کی بیعت کی تھی پھر آپ کیساتھ شامل ہو کر جنگ کرنے میں شک میں پڑ گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ گئے تھے۔

یہ حضرات ——— محمدؐ بن سلمہ، سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر تھے، اسامہ بن زید بعد میں آپ کے حق میں مان گئے۔ اور رضا مند ہو گئے، حضرت علی علیہ السلام کے

حق میں دعا کی تھی۔ آپ کے حق میں مغفرت کی تھی۔ آپ کے دشمن سے بیزاری ظاہر کی تھی۔ اس بات کی گواہی دی تھی۔ کہ علیؑ حق پر ہیں۔ جس نے علیؑ کی مخالفت کی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے۔ اس کا خون حلال ہے۔

طلحہ و زبیر

ابانؒ سلیمؒ سے روایت کرتے ہیں، جمل کی جنگ کے دن امیر المومنین علیہ السلام اور اہل بصرہ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت علیؑ نے زبیر کو آواز دی۔

علیؑ —— اے ابو عبداللہ (زبیر کی کنیت ہے) میرے سامنے نکلو۔

اصحاب علیؑ —— اے امیر المومنینؑ آپ زبیر کے مقابلہ میں نکلتے ہیں جس نے آپ کی بیعت کو توڑ دیا ہے۔ وہ گھوڑے پر سوار اور ہتھیاروں سے لیس ہے۔ آپ خچر پر بلا ہتھیار سوار ہیں۔

علیؑ —— میرے اوپر حفاظت کرنے والا پیراہن ہے۔ جس کے باعث کسی کو بھاگنے کی جرأت نہ ہوگی۔ مجھے موت نہیں آئے گی اور نہ ہی قتل کیا جاؤں گا۔ مگر اس آدمی کے ہاتھ سے جو اس امت کا بدبخت ترین انسان ہوگا۔ جیسا کہ ثمود کی قوم کے بخت ترین آدمی نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کی کوچیں کاٹ دی تھیں۔

حضرتؑ کی خدمت میں زبیر حاضر ہوئے۔ حضرتؑ نے فرمایا طلحہ کہاں گئے ہیں، طلحہ حاضر ہوئے۔

علیؑ —— میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ ایک طرف آل محمدؐ کا صاحب علم تو موجود ہے

دوسری طرف بی بی عائشہ بنت حضرت ابوبکر موجود ہیں، اصحابِ جمل اور اہل نہروان وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسولؐ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُوری کی بددعا کی ہے (حضرتؑ نے فرمایا، وہ شخص ناکام رہا جس نے جھوٹ بولا۔

زبیر ———— ہم کس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہوسکتے ہیں حالانکہ ہم اہل بہشت ہیں۔

علی علیہ السلام ———— اگر میں تم کو بہشتی سمجھتا تو تم سے جہاد کو جائز نہ سمجھتا۔

زبیر ———— میں نے اُحد کی لڑائی کے روز رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ———— طلحہ کے لئے بہشت واجب ہوگئی ہے۔ جو شخص زمین پر زندہ شہید کو چلتا ہوا دیکھنا چاہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ طلحہ کو دیکھے، کیا آپ نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے نہیں سُنا کہ قریش کے دس آدمی بہشت میں جائیں گے۔

علی علیہ السلام ———— اُن آدمیوں کے نام لو!

زبیر ———— فلاں، فلاں حتیٰ کہ زبیر نے نو آدمیوں کے نام لئے۔ جن میں ابوعبیدہ جراح اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

علی علیہ السلام ———— تم نے نو آدمیوں کے نام لئے ہیں دسواں نام کہاں گیا ہے؟

زبیر ———— دسویں آپ ہیں۔

علی علیہ السلام ———— تم نے خود اقرار کیا ہے کہ میں اہل بہشت میں سے ہوں۔ تم نے اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے جس

چیز کا دعویٰ کیا ہے۔ میں اس کا انکار کرتا ہوں"

رہ سکا) زبیر اپنے ساتھیوں کی طرف روتے ہوئے لوٹے، پھر حضرتؑ، طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

علیؑ ——— کیا تم دونوں کیساتھ تمہاری عورتیں موجود ہیں؟

طلحہ ——— نہیں۔

علیؑ ——— تم دونوں نے ایسی عورت کا سہارا لیا ہے۔ جن کا منصب کتابِ خدا کی رو سے اپنے گھر میں بیٹھنا تھا۔ تم دونوں اس کو کھلم کھلا میدانِ کارزار میں لائے ہو۔ تم دونوں نے اپنی عورتوں کو خیموں اور ڈولیوں میں بیٹھا رکھا ہے۔ تم نے رسولؐ اللہ سے انصاف نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کی عورتوں کو حکم دیا تھا۔ کہ کسی سے بات نہ کریں، مگر پردے کے پیچھے (رسولؐ اللہ نے) مجھے زبیر کا تمہارے ساتھ سلوک کرنے کے متعلق آگاہ فرمایا تھا۔ کیا تم دونوں ایک دوسرے پر رضامند نہیں ہوتے (رسولؐ اللہ نے) مجھے آگاہ فرمایا تھا، تم دونوں مجھ سے لڑنے کے لئے دیہاتیوں کو دعوت دوگے تم اس بات کے لئے کیا کیا تدبیریں کروگے......

"جو کچھ چاہو پوچھو"

ابانؓ سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں مسجدِ کوفہ میں علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ لوگ آپ کے اردگرد جمع تھے۔ حضرت نے فرمایا: ———

”کتاب خدا کے متعلق پہلے اس کے کہ مجھے نہ پاؤ جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھو خدا کی قسم قرآن مجید کی جو آیت بھی نازل ہوئی تھی وہ رسولؐ اللہ نے مجھے پڑھا دی تھی اور اس کی تفسیر بتا دی تھی۔ ابن کوا نے خدمت میں عرض کی کہ اس آیت کے متعلق کیا ہوتا تھا۔ جو رسول اللہ پر آپ کی عدم موجودگی میں نازل ہوتی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا:۔

”ہاں اس آیت کو رسولؐ اللہ یاد کر لیتے تھے۔ جب میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ تو رسولؐ اللہ فرماتے تھے اے علیؑ اللہ تعالےٰ نے تمہارے بعد یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ رسولؐ اللہ مجھ پہ آیت کی تلاوت فرماتے تھے۔ اور بیان کرتے تھے کہ اس کی تفسیر اس طرح ہے مجھے اس آیت کی تعلیم دے دیتے تھے۔

ایک فرقہ ناجی ہوگا

ابانؒ، سلیمؒ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے علیؑ علیہ السلام کو یہودیوں کے سردار سے فرماتے ہوئے سنا، کہ تمہارے کتنے فرقے ہیں۔ یہودیوں کے سردار نے کہا ایسے ویسے ہیں۔ علیؑ علیہ السلام نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ پھر حضرتؑ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

”خدا کی قسم! اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے تو میں اہل تورات کو تورات سے، اہل انجیل کو انجیل سے اور قرآن والوں کو ان کے قرآن سے فیصد کر سکتا ہوں۔ یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ان میں سے ستر دوزخ میں جائیں گے۔ ایک ان میں سے بہشت میں داخل

ہو گا۔ یہ فرقہ وہ ہے۔ جس نے حضرت موسیٰؑ کے وصی حضرت یوشع بن نون کی پیروی کی تھی۔ نصاریٰ بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے، ان کے اکہتر فرقے جہنم میں جائیں گے ایک فرقہ بہشت میں داخل ہو گا۔ یہ وہ فرقہ ہے جس نے حضرت عیسیٰؑ کے وصی حضرت شمعون کی پیروی کی تھی۔ اور یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتّر فرقے جہنم میں جائیں گے، ایک فرقہ بہشت میں داخل ہو گا۔ یہ وہ فرقہ ہے جس نے حضرت محمدؐ کے وصی حضرت علیؑ کی پیروی کی ہے۔"

حضرتؑ نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور پھر فرمایا:۔ ——

"تہتر میں سے تیرہ فرقے میری مودت اور محبت کا دم بھرتے ہوں گے۔ ان میں سے ایک بہشت میں جائے گا۔ بارہ فرقے دوزخ میں داخل ہوں گے۔"

انوکھی کتاب

ابانؒ، سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں، سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اس عظیم ترین چیز کے متعلق آگاہ فرمایئے جو آپ نے علی علیہ السلام سے سنی تھی؟۔

عبداللہ بن عباسؓ نے کہا —— اے سلیمؓ! تم نے مجھ سے وہ چیز دریافت کی ہے، جس کو میں نے علی علیہ السلام سے سنا تھا۔ حضرتؑ فرماتے تھے مجھے رسول اللہؐ نے بلایا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ! اس کتاب کو لے لو،

میں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ! یہ کیسی کتاب ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اس میں میری امت کے نیک بخت اور بدبخت لوگوں کے نام تحریر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کتاب کو تمہارے سپرد کر دوں۔"

صفّین کا بیان

ابانؓ کا بیان ہے کہ —— میں نے سلیمؓ سے سوال کیا، کیا آپ صفین کی جنگ میں موجود تھے ؟

سلیمؓ —— ہاں۔

ابانؓ —— کیا آپ یوم الحریر[1] میں موجود تھے ؟

سلیمؓ —— ہاں۔

ابانؓ —— اس وقت آپ کی عمر کیا تھی ؟

سلیمؓ —— چالیس سال[2]

ابانؓ —— آپ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے، کوئی حدیث بیان فرمایئے ؟

سلیمؓ —— کچھ چیزیں تو بھول گیا ہوں، لیکن اس حدیث کو نہیں بھولا (پھر آپ رونے لگ گئے اور اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

---

[1] اکثر کتب میں لیلۃ الحریر لکھا ہے

[2] مؤرخین کے بیان کے مطابق جنگ صفین ۳۶ھ میں واقع ہوئی تھی۔ اگر اس وقت سلیمؓ کی عمر چالیس سال تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی ولادت واقعہ ہجرت سے تقریباً ۴ سال پہلے ہوئی ۔

" معاویہ کی فوج نے اپنی صفوں کو آراستہ کر لیا اور ہم نے بھی اپنی صفوں کو ترتیب وار کر لیا۔ حضرتؓ مالک بن اشتر مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے آپ کے ہتھیار گھوڑے کے کوچ کیساتھ معلق تھے۔ اور نیزہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ نیزے کو ہمارے سروں پر لہراتے ہوئے فرماتے تھے

" اپنی صفوں کو درست کر لو!

جب آپ نے لشکر کی صفوں کو ترتیب کے ساتھ درست فرما لیا تو گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور شام والوں کی طرف اپنی پشت کو کر لیا۔ ہماری طرف چہرہ مبارک کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر درود بھیجا پھر فرمایا:۔ ———

اما بعد! خداوند عالم کی قضا و قدر ہے۔ کہ ہم زمین کے اس ٹکڑے پر موت کے فیصلہ کے لئے جو قریب ہے اور امور کے فیصلہ کے لئے جو پہلے طے ہو چکے ہیں جمع ہو گئے ہیں۔ اس زمین میں ہمارے نقیب مسلمانوں کے سردار، مومنین کے امیر، تمام اوصیاء سے افضل، ہمارے نبیؐ کے چچا کے بیٹے، آپ کے بھائی اور وارث ہیں۔ سیوفنا سیوف اللہ ہماری "تلواریں اللہ کی" تلواریں ہیں، شامیوں کا سردار، جگر کھانے والی کا بیٹا، نفاق کی جڑ اور بقیۃ الاحزاب ہے۔ یہ معاویہ ان کو بدبختی اور دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے۔ ہم لوگ ان سے جہاد کر کے اللہ تعالیٰ کے ثواب کے امیدوار ہیں۔ اور یہ ہم سے لڑ کر جہنم کے عذاب کے منتظر ہیں جب جنگ کی بھٹی گرم ہو گی۔ گرد و غبار کے سیاہ بادل بلند ہوں گے گھوڑے ہمارے اور ان کے مقتولین پر دوڑیں گے۔ ہم ان سے جہاد کرنے

ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کے امیدوار ہیں۔ میں خوفناک آواز اور گرج کے سوا کچھ نہیں سنوں گا۔ (اپنے لشکر سے) اے لوگو! آنکھیں نیچی کر لو، داڑھوں کو داڑھوں پر دباؤ۔ وہ سر پر چوٹ کو سختی سے روکتی ہیں۔ قوم کا مقابلہ اپنے چہروں سے کرو، تلواروں کے دستوں کو دائیں ہاتھ میں تھام لو، دشمن کی کھوپڑیوں پر چوٹ لگاؤ، نیزوں کو سینہ کی پسلی کے قریب لگاؤ، یہ جنگ ہے دشمن پر اس طرح سخت حملہ کرو کہ جیسے تم اپنے باپ دادا بھائیوں کے خون کا بدلہ دشمن سے دل میں غصہ لئے ہوئے لے رہے ہو۔ جنہوں نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا ہو۔ تاکہ تم ذلیل نہ ہو جاؤ، دنیا میں تمہیں ننگ و عار کا مقابلہ نہ کرنا پڑے۔"

دونوں لشکروں کے درمیان جنگ چھڑ گئی، ان کے درمیان ہولناک امور واقع ہوئے۔ ستر ہزار آدمی قتل ہوئے۔ ہر ایک نے عرب کی شجاعت کے فرائض انجام دیئے۔ یہ جنگ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد خمیس کے دن سے شروع ہو کر رات کے تیسرے حصہ تک جاری رہی۔ دونوں لشکروں میں سے کسی نے بھی اللہ کا سجدہ ادا نہ کیا۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی چاروں نمازیں جاتی رہیں۔

جنابِ امیرؑ کا خطبہ

سلیمؒ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرتؑ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا:—

"اے لوگو! جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا ہے وہ تم نے اپنی آنکھوں سے

دیکھ لیا ہے۔ تمہارے دشمن کا حشر تو ایسا ہوا ہے گویا کہ اس کا آخری متنفس باقی رہ گیا ہے۔ حقائق جب سامنے آتے ہیں تو آخری پہلے سے عبرت حاصل کرنا ہے۔ تمہارے مقابلے میں قوم (شامیوں) اپنے بے دین ہونے کے باوجود صبر سے تمہارا مقابلہ کیا ہے۔ حتیٰ کہ تمہارے ہاتھوں بہت نقصان اٹھایا ہے۔ انشاء اللہ کل صبح میں ان پر حملہ کروں گا۔ انہیں فیصلہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کے ہاں رواز کر دوں گا۔"

جب معاویہ کو حضرت کی یہ بات معلوم ہوئی تو وہ سخت گھبرایا۔ معاویہ اس کے ساتھیوں اور اہل شام کے دل ٹوٹ گئے، معاویہ نے عمرو عاص کو بلا کر کہا: ——

"اے عمرو! یہی رات باقی ہے۔ کل علیؑ کا لشکر ہم پر حملہ کر دے گا۔ تمہارا اس معاملہ میں کیا مشورہ ہے؟"

عمرو نے کہا —— آدمی بھی تھوڑے رہ گئے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں جو علیؑ کے آدمیوں کا مقابلہ کر سکے تم علیؑ کی مانند نہیں ہو۔ علیؑ تم سے حق کی خاطر جہاد کر رہا ہے اور تم اس سے بغیر حق کے لڑ رہے ہو۔ انت تریدا لبقاء تم زندہ رہنا پسند کرتے ہو وھو یریدا الفناء علیؑ موت کو پسند کرتے ہیں۔ اگر علیؑ شام والوں پر فتح یاب ہو گئے تو شام والے علیؑ سے اتنے خائف نہیں۔ جتنے عراق والے آپ کی کامیابی سے ہراساں ہیں۔

ابن عاص کی چالاکی

میں عراقیوں کے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے اس تجویز

کو ٹھکرا دیا تو اختلاف میں پڑ جائیں گے۔ اگر قبول کر لیا تو تب بھی اختلاف میں گرفتار ہو جائیں گے۔ میں عراقیوں کو کتاب اللہ کے فیصلہ کی دعوت دوں گا اور مصاحف کو نیزوں پر بلند کر دوں گا۔ یقیناً تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاوگے۔ میں نے اس تجویز کو کافی عرصہ سے محفوظ کیا ہوا ہے۔

معاویہ عمرو کی تجویز کو سمجھ گیا۔ اور کہا:۔ ——

"تم نے سچ کہا میرے پاس بھی ایک تجویز ہے۔ میں علیؑ سے ملک شام کا مطالبہ کرتا ہوں کہ ہم باقی مطالبات چھوڑ دیں گے۔ اس تجویز کے ذریعے میں علیؑ کو دھوکہ دے سکتا ہوں۔ اگرچہ میں پہلے بھی ملک شام کا مطالبہ کر چکا ہوں۔ لیکن علیؑ نے انکار کر دیا تھا۔"

عمرو ہنس پڑا اور کہا —— اے معاویہ تم کہاں اور علیؑ کو دھوکا دینا کہاں۔ اگر آپ کا خیال ہے تو خط لکھکر آزما لو۔"

سلیمؓ کا بیان ہے کہ معاویہ نے حضرت علیؑ کی خدمت میں ایک زرہ پوش آدمی جس کا نام عبداللہ بن عقبہ تھا کے ذریعے خط روانہ کیا۔

امیر شام کا مکتوب

معاویہ حضرت امیرؑ کی خدمت میں خط تحریر کرتے ہیں:۔ ——

"اما بعد! اگر آپ کو علم ہوتا۔ جنگ نے جو تکلیف ہمیں اور آپ کو پہنچائی ہے۔ اگر ہم اس حقیقت کو جانتے تو ایک دوسرے پر ہرگز جنگ مسلط نہ کرتے۔ ہم نے اپنی عقلوں سے کام نہیں لیا۔ جنگ کے ذریعہ جن باتوں کو طے کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ اپنے مقام پر قائم ہیں ہمیں

ان باتوں کے متعلق صلح کر لینا چاہیئے۔ میں نے آپ سے شام کا مطالبہ اس شرط پہ کیا تھا کہ مجھ پہ آپ کی اطاعت اور بیعت واجب نہ ہوگی، آپ نے اس بات سے انکار کر دیا تھا۔ جس بات سے آپ نے انکار کر دیا تھا وہ مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ہے۔ میں پھر اسی چیز کا مطالبہ کرتا ہوں جس کا کل کیا تھا۔ بے شک آپ زندگی کے اتنے حریص نہیں جتنا میں ہوں۔ جتنا موت سے میں ڈرتا ہوں آپ اتنا نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جگہ پانی پانی ہو رہے ہیں (کثیر تعداد میں) آدمی قتل ہو گئے ہیں حالانکہ ہم سب عبد المناف کی اولاد ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے جس سے عزت والا ذلیل اور صاحب منصب ہو جائے۔"

والسلام

حضرتؓ کا جواب

سلیمؓ بن قیس کا بیان ہے۔ جب حضرتؑ نے معاویہ کے خط کو پڑھا تو آپ نے ہنس کر فرمایا کہ مجھے معاویہ کی چالاکی پر تعجب ہوتا ہے۔ وہ مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے۔ حضرتؑ نے اپنے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع کو بلا کر فرمایا! معاویہ کو خط تحریر کرو۔

"اما بعد! آپ کا خط موصول ہو چکا ہے۔ جس میں تم نے ذکر کیا ہے کہ اگر ہیں جنگ کی حقیقت کو سمجھتا تو ہم اس کو ایک دوسرے پر مسلط نہ کرتے۔ اے معاویہ! ہم جنگ کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں اس سے اور زیادہ زبردست لڑائی نہیں ہو سکتی۔ تم نے ملک شام کا مطالبہ

کیا ہے۔ جس کا میں کل انکار کر چکا ہوں۔ آج میں تمہیں کیسے دوں گا امید اور خوف کے متعلق تم نے ہماری جس برابری کا ذکر کیا ہے۔ تم شک کی منزل میں بھی اتنے مستحکم نہیں ہو۔ جتنا میں یقین پر قائم ہوں۔ شامی دُنیا کے اتنے لالچی نہیں۔ جتنے عراقی آخرت کے طامع ہیں۔ تم نے یہ بیان کیا ہے کہ ہم سب عبدالمناف کی اولاد ہیں اور یہ کہ ہم میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں۔ ہم عبدالمناف کی اولاد نہیں۔ لیکن امیہ ہاشم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حرب عبدالمطلب کے برابر نہیں نہ ابوطالب کی ہمسری ابوسفیان کر سکتا ہے (نہ مکہ کے روز) آزاد کردہ غلام (اللہ کی راہ میں) ہجرت کرنے والے مہاجر کا ہم پلہ ہو سکتا ہے۔ نہ منافق مومن جیسا بن سکتا ہے۔ نہ باطل پرست حق کے شیدائی کی خاک کو چھو سکتا ہے فی ایدینا فضل النبوّۃ نبوت کی فضیلت ہمارے ہاتھوں میں ہے جس کی وجہ سے ہم عرب کے سردار بنے اور عجم ہمارے مطیع ہوتے!

والسلام!

جب حضرتؑ کا خط معاویہ کے پاس پہنچا تو اس نے عمرو عاص سے حضرتؑ کا خط پوشیدہ کر دیا۔ پھر جب معاویہ نے عمرو کو بلا کر حضرتؑ کا خط پڑھوایا تو عمرو عاص نے معاویہ کو ملامت کی۔ کیونکہ عمرو عاص نے معاویہ کو منع کیا تھا کہ وہ حضرتؑ کی طرف خط تحریر نہ کرے۔

جس روز سے حضرت علیؑ نے عمرو بن عاص کو گھوڑے سے نیچے گرایا تھا اس روز سے قریش میں عمرو بن عاص سے زیادہ حضرت علی علیہ السلام کی تعظیم کرنے والا اور کوئی نہ تھا۔

⁂

عمرو عاص کے اشعار (ترجمہ)

۱ ــــــ اے ہندا کے بیٹے اللہ تعالیٰ کے لئے بھلائی ہے۔ اس شخص کے لئے بھلائی ہے۔ جس کی حالت درست اور موافق ہو۔

۲ ــــــ (اے معاویہ) تمہارا باپ نہ ہو، تم علیؑ سے لڑنا چاہتے ہو۔ علیؑ نے لوہے کو لوہے سے کھٹکھٹایا ہے۔

۳ ــــــ تم چاہتے ہو کہ علیؑ کو اپنے گمان ناقص میں دھوکہ دو گے۔ تم چاہتے ہو کہ علیؑ تمہاری دھمکی سے مرعوب ہوں گے۔

۴ ــــــ جس نے چہرہ سے نقاب اُلٹ کر جنگ لڑائی ہے۔ وہ ایسی جنگ لڑتا ہے۔ جس کے خوف سے بچہ کا سر سفید ہو جاتا ہے۔

۵ ــــــ جب علیؑ کی طرف جنگ رجوع کرے تو آپ قوم کا مقابلہ نیزے سے کرتے ہیں۔

۶ ــــــ اگر جنگ ناگزیر ہو جائے تو آپ جنگ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر جنگ ٹل جائے تو آپ خود سے نہیں چھیڑتے۔

۷ ــــــ یہ باتیں ابوالحسنؑ کی ذات سے بعید نہیں ہیں اور یہ کام تمہاری بُرائی سے دُور نہیں ہے۔

۸ ــــــ تم نے علیؑ سے بناوٹی نیازمند بن کر کمزور دل والی بات کی ہے۔

۹ ــــــ اے ہندا کے بیٹے! تم نے شام کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ محض خام خیالی ہے۔

۱۰ ——— اگر علیؑ تمہیں شام کا علاقہ دیدے تو اس سے تمہاری عزت زیادہ نہیں ہو گی۔

۱۱ ——— اس راہ سے اپنی مطلب برآری نہ کر اس کے سوا اور کوئی چارہ کر۔

معاویہ نے کہا خدا کی قسم میں جانتا ہوں۔ ان اشعار سے آپ کا کیا مقصد ہے

عمرو نے کہا ——— کیا مقصد ہے؟

معاویہ نے کہا ——— تم نے میری رائے کو اچھا خیال نہیں کیا اور میری مخالفت کی ہے۔ اس روز سے تو علیؑ کی بڑائی بیان کرتا ہے۔ جس دن تم اس کے مقابلہ میں نکلے تھے اور علیؑ نے تمہیں رسوا کیا تھا۔

یہ سنکر عمرو عاص ہنس پڑا اور کہا ——— تمہاری مخالفت ادنا فرمانی ایک حقیقت ہے۔ میری رسوائی کا جو ذکر کیا ہے۔ وہ شخص رسوا نہیں ہوتا جو علیؑ کے مقابلے میں نکلتا ہے۔ اگر مرضی ہو تو ان اشعار کو پڑھتے رہو اور جو جی میں آئے کرو۔"

معاویہ خاموش ہو گیا۔ دونوں کی گفتگو اہل شام میں مشہور ہو گئی۔

حضرت امیرؑ کا ایک جماعت کے پاس گزرنا

ابانؒ، سلیمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ علیؑ صلوات اللہ علیہ وآلہ شامیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے۔ جن میں ولید بن عقبہ بن ابی معیط بھی تھا۔ یہ لوگ حضرتؑ کو گالیاں دے رہے تھے۔ حضرتؑ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ٹھہر گئے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ان لوگوں پر ٹوٹ پڑو۔ تم سے

سکینہ صالحین کی نشانیاں اور اسلام کا وقار وابستہ ہے۔ (ایسی قوم سے گزرتے ہیں) جو نادانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر جرأت کرتے ہیں اور قوم کو دھوکا دیتے ہیں۔ ان کا سردار معاویہ ابن نابغہ (عمرو عاص) ابوالاعور اسلمی، اور ابن ابی معیط شراب نوش جس پر اسلام کی رُو سے حد لگائی گئی ہے۔ مدینہ سے رسولؐ اللہ کے بھگائے ہوئے مروان بھی شامل ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو برسرپیکار ہیں اور مجھے گالیاں دیتے ہیں۔ ایک دن پہلے نہ برسرپیکار تھے اور نہ مجھے گالیاں دیتے تھے۔۔۔۔۔

میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ مجھے بتوں کی پوجا کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جن کلمات سے مجھے نافرمان لوگ یاد کرتے ہیں۔ یہ (اسلام میں) بہت بڑا سانحہ ہے، فاسق منافق ہمارے نزدیک بے اعتبار ہیں۔ اسلام سے خائف ہیں امت کے ایک حصہ کو دھوکا میں رکھا ہوا ہے۔ اپنے دلوں میں فتنہ کو کوٹ کوٹ کر بھر رکھا ہے اپنی خواہشات کو باطل کی طرف موڑ رکھا ہے، ہم سے جنگ برپا کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کر کے چھوڑے گا۔ اگرچہ کافر ناپسند کرتے رہیں حضرتؑ نے اپنے احباب کو ان لوگوں کے خلاف لڑائی کی تحریص کی حضرتؑ نے فرمایا یہ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔ جب تک پے در پے ان پر نیزوں سے وار نہ کئے جائیں۔ جن سے ان کے دلوں کے پرچخے اڑ جائیں (تلواروں سے) ایسی ضرب لگائی جائے۔ جس سے ان کی کھوپڑیاں برابر کے دو حصے ہو جائیں۔ ان کے ناک کچل دیئے جائیں۔ ان کی ہڈیاں پیس دی جائیں ان کی باہنوں کے جوڑ الگ ہو جائیں۔ ان کی پیشانیوں کو تلواروں سے گھائل کیا جائے۔ تم ان کے چہروں، ٹھوڑیوں اور گردنوں کو چیر کر ان

کے سینوں پر گرادو صاحبان دین و طالبانِ اجر کہاں ہیں ؟

آدمی جوشِ انتقام میں کھڑے ہو گئے ، حضرتؑ نے محمدؒ بن حنفیہ کو بُلا کر فرمایا :۔ ——————

" میرے بیٹے ! اس جھنڈے کی طرف چلے جاؤ ۔ جب ان کے سینوں پر اپنے نیزے تان لو اور میرے حکم کا انتظار کرو ، محمدؒ بن حنفیہ نے ایسا کیا ۔ علی علیہ السلام نے ایک اور لشکر تیار کر رکھا تھا ۔ جب محمدؒ بن حنفیہ ان کے قریب پہونچے نیزوں کو ان کے سینوں کے سامنے تان لیا تو حضرت نے تیار شدہ لشکر کو حکم دیا کہ وہ محمدؒ بن حنفیہ کے لشکر کیساتھ اچانک حملہ کر دیں ۔ یہ لوگ سختی سے ان پر لوٹ پڑے محمدؒ اور محمدؒ کے ساتھیوں نے سامنے سے حملہ کر دیا ۔ ان کو ان کے مقام سے ہٹا دیا ۔ اور ان میں کافی آدمی مارے گئے ۔

جو اپنے لئے مانگا

وہ تمہارے لئے مانگا

(ابانؓ ، سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں) سلیمؓ نے کہا میں نے مقدادؓ سے حضرت علی السلام کے متعلق دریافت کیا ۔ مقدادؓ نے کہا ہم رسولؐ اللہ کیساتھ سفر کر رہے تھے ۔ رسولؐ اللہ نے اپنی عورتوں کو پردے کا حکم نہیں دیا تھا ۔ مقدادؓ رسولؐ اللہ کی خدمت کرتے تھے ۔ رسولؐ اللہ کے پاس اور کوئی خادم نہ تھا ۔ رسولؐ اللہ کے پاس صرف ایک لحاف تھا ۔ رسولؐ اللہ کے ساتھ بی بی عائشہ تھیں ۔ رسولؐ اللہ علی اور بی بی عائشہ کے درمیان سوتے تھے ۔ ان حضرات پر صرف یہی ایک لحاف ہوتا تھا ۔

جب رسولؐ اللہ رات کو نمازِ شب کی خاطر قیام فرما ہوتے تھے، تو رسولؐ اللہ لحاف کو درمیان سے دبا دیتے تھے۔ رسولؐ اللہ لحاف کو اس قدر نیچے دباتے تھے۔ کہ وہ نیچے کے کپڑے کیساتھ لگ جاتا تھا (اسی لحاف کے دبانے سے اندر یہ حضرت علیؑ اور بی بی عائشہ کے درمیان حد فاصل ہوتی تھی) رسولؐ اللہ نمازِ شب پڑھنے لگے۔ حضرت علیؑ کو ایک رات بخار شروع ہو گیا۔ بخار نے حضرتؑ کو تمام رات بیدار رکھا۔ حضرتؑ کی بیداری کی وجہ سے رسولؐ اللہ بھی بیدار رہے۔ رسولؐ اللہ نے اس صورت میں رات بسر کی کہ کبھی نماز پڑھنے لگ جاتے تھے اور کبھی حضرت علیؑ کی تسلی اور تیمار داری میں مصروف ہو جاتے تھے۔ رسولؐ اللہ صبح تک ایسا ہی کرتے رہے۔ رسولؐ اللہ نے صبح کو اصحاب کیساتھ نماز ادا فرمائی اور ارشاد کیا:۔ ——————

"اے اللہ تعالیٰ علیؑ کو شفا اور عافیت عطا فرما! علیؑ نے اپنی تکلیف کی وجہ سے مجھے ساری رات بیدار رکھا ہے۔"

حضرت امیرؑ شفایاب ہو گئے، ایسے تندرست معلوم ہوتے تھے کہ کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا:۔ ——————

"اے میرے بھائی تمہیں بشارت ہو۔"

یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس وقت فرمائی جب آپ کے اصحاب اردگرد بیٹھے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی:۔ ——————

"اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ، آپ کو بھلائی کی بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔"

رسولؐ اللہ نے فرمایا:۔ ——————

"میں نے جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگی، اس نے وہ مجھے عطا کر دی میں نے اپنے لئے جو چیز مانگی وہ تمہارے لئے مانگی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ

سے عرض کی تھی کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان بھائی چارہ قائم کرے اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ میرے بعد تم کو تمام مومنین کا سردار مقرر کرے سو اس نے ایسا کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت اور رسالت کے زیور سے آراستہ کیا تو میں نے اس سے سوال کیا کہ تم کو وصایت اور شجاعت کے لباس سے مزین کرے، اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تمہیں میرا وصی میرا وارث اور میرے علم کا خازن قرار دے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت عطا کرے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی اور تم سے میرے بازوں کو مضبوط کرے اور تمہیں میرے کام میں شریک کرے، اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ میں راضی ہو گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دوں۔ تمہیں اپنے بیٹوں کا باپ بناؤں اللہ تعالیٰ نے میری اس بات کو قبول کر لیا۔

ایک شخص نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا تم نے دیکھا کہ کیا سوال کیا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم اگر رسولؐ اللہ، اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے کہ آپ پر کوئی فرشتہ نازل کرے، جو آپ کے دشمن پر آپ کی نصرت کرے۔ یا اللہ تعالیٰ کوئی خزانہ کھول دے، جس سے آپ اور آپ کے اصحاب فائدہ اٹھاتے اس بات کی ضرورت بھی ہے۔ یہ باتیں اللہ کے رسولؐ کے لئے زیادہ اچھی تھیں۔

اس سوال کے بارے میں دوسرے نے کہا: ——

"خدا کی قسم کھجوروں کا ایک صاع اس سوال سے بہتر ہے۔"

اوصیاؑ محدّث ہیں

سلیمؓ ـــــــ اے محمدؐ بن ابی بکر! وہ شخص کون ہو سکتا ہے، جس نے ان پانچ آدمیوں کی گفتگو سے امیر المومنینؑ کو آگاہ کیا ہو۔[1]

محمدؐ ـــــــ رسولؐ اللہ نے آگاہ فرمایا تھا۔ حضرتؑ ہر رات خواب میں رسولؐ اللہ کو دیکھا کرتے تھے۔ رسولؐ اللہ سے نیند کی حالت میں ایسی بات چیت کرتے تھے۔ جیسے آپ سے حالتِ بیداری میں گفتگو فرماتے تھے، رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے نیند کی حالت میں دیکھا ہے۔ اُس نے مجھے حقیقت میں دیکھا ہے۔ شیطان نہ نیند میں نہ حالتِ بیداری میں نہ میری شکل میں اور نہ میرے کسی وصیؑ کی شکل میں قیامت تک متمثل نہیں ہو سکتا۔

سلیمؓ ـــــــ آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے؟

محمدؐ ـــــــ علی علیہ السّلام نے۔

سلیمؓ ـــــــ میں نے بھی ایسا سُنا ہے جیسا آپ نے سُنا ہے شاید فرشتے نے حضرتؑ کو اس بات سے آگاہ کیا ہو۔

محمدؐ ـــــــ ہو سکتا ہے۔

سلیمؓ ـــــــ کیا فرشتے حضرتؑ کو آگاہ کر سکتے ہیں، فرشتے انبیاء کے سوا کسی سے بات نہیں کرتے۔

---

[1] پانچوں اصحابِ صحیفہ نے ہذیان کی حالت میں انتقال کیا تھا۔ یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔

محمدؓ ——— کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي ولا محدّث۔

سلیمؓ ——— کیا امیر المومنینؑ محدث ہیں؟

محمدؓ ——— ہاں امیر المومنینؑ محدث ہیں۔ حضرت فاطمہؑ محدثہ ہیں۔ حالانکہ نبیہ نہ تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سارہ نے اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھا تھا۔ فرشتوں نے اسحاقؑ کی ولادت کی خوشخبری دی تھی، اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی حالانکہ حضرت سارہ نبیہ نہ تھیں۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ ——— جب حضرت محمدؓ بن ابی بکر مصر میں شہید کئے گئے۔ ہم لوگوں نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں تعزیت ادا کی۔ میں نے حضرتؑ کی خدمت میں وہ حدیث بھی بیان کی جو مجھے محمدؓ نے بتائی تھی، اور میں نے حضرتؑ کو وہ بات بھی بتائی جو مجھ سے عبدالرحمٰن بن غنم نے بیان کی تھی[1] حضرتؑ نے فرمایا: ———

"محمدؓ نے سچ کہا۔ خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔ آپ شہید ہیں زندہ ہیں اور روزی حاصل کرتے ہیں۔ (اے سلیمؓ) میری اولاد سے گیارہ آدمی میرے اوصیاء اور امام ہیں۔ تمام کے تمام محدث ہیں۔"

میں نے عرض کی ——— اے امیر المومنینؑ وہ کون ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا ——— میرا یہ بیٹا حسنؑ، پھر میرا یہ بیٹا حسینؑ، پھر میرا یہ بیٹا آپ نے اپنے پوتے علیؑ بن حسینؑ کے ہاتھ کو پکڑا۔ آپ اس زمانہ میں شیر خوار تھے۔ پھر علیؑ بن حسینؑ کی اولاد سے

---

[1] عبدالرحمٰن بن غنم نے معاذ کی موت اور ہذیان میں مبتلا ہو کر انتقال کے متعلق سلیمؓ کو آگاہ کیا تھا۔

پے درپے امام ہوں گے۔ جن کی رسولؐ اللہ نے قسم کھائی ہے۔ ووالدٍ وما ولد والد سے مراد رسولؐ اللہ ہیں ولد سے مراد ہم آئمہ ہیں، یعنی یہ گیارہ اوصیاء مراد ہیں؛

میں نے عرض کی کیا دو امام یک وقت جمع ہو سکتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا ——— ہاں مگر ایک خاموش رہے گا۔ کچھ نہیں بولے گا حتیٰ کہ پہلا انتقال کر جائے گا۔

امامِ حق

ابانؒ، سلیمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوذرؓ، سلمانؓ اور مقدادؓ کو کہتے ہوئے سنا ——— ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ مہاجرین کا ایک گروہ آیا، جو تمام کے تمام بدری تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا:———

> "عنقریب میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی سونے کی، جب اس کو آگ پر ڈالا جاتا ہے تو اس کی عمدگی اور خوبصورتی نکھرتی ہے۔ ان لوگوں کا امام تین میں سے ایک ہوگا۔ ایک فرقہ باطل ہوگا۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسی لوہے کی۔ جب اس کو آگ پر ڈالا جاتا ہے تو اس کی گندگی اور بدبو زیادہ ہوتی ہے۔ ان کا امام تین میں سے ایک ہوگا۔"

سلیمؒ کا بیان ہے کہ ——— میں نے ان حضرات سے ان تین آئمہ کے نام دریافت

کئے تو وہ لوگ کہنے لگے :۔ ——

"امام الحق والہدیٰ علیؑ بن ابی طالب حق اور ہدایت کے امام حضرت علیؑ ہیں اور سعد امام متذبذبین، سعدؓ ڈھلمل یقین والوں کا امام ہے، میں نے بہت کوشش کی کہ یہ لوگ مجھے تیسرے امام کے متعلق بھی آگاہ کریں، لیکن ان لوگوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا، مجھ سے اس قسم کی بات چیت کی جس سے میں سمجھ گیا کہ ان لوگوں کی کیا مراد تھی

غدیر خم کا بیان

ابانؓ بن ابی عیاش، سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں، سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابوسعید خدری کو فرماتے ہوئے سنا، رسولؐ اللہ نے غدیر خم کے مقام پر لوگوں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ درخت کے نیچے سے کانٹے صاف کریں، رسولؐ اللہ کھڑے ہو گئے یہ خمیس (جمعرات) کا دن تھا۔ رسولؐ اللہ نے علیؑ کے ہاتھ کو اتنا بلند کیا کہ رسولؐ اللہ کی بغل کی سفیدی دکھائی دے رہی تھی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا :۔ ——

من کنت مولاہٗ فعلیٌ مولاہٗ اللھم وآل من والاہٗ وعاد
من عاداہٗ وانصر من نصرہٗ واخذل من خذلہٗ۔

جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔ اے پالنے والے تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے تو اس کو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے تو اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے، تو اس کو چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ——

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا۔

"آج کے دن میں نے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا ہے۔ اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔"

رسولؐ اللہ نے فرمایا ——— اللہ تعالیٰ کے لئے بڑائی ہے اس نے دین کو مکمل کر دیا۔ اور نعمت کو تمام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ میری رسالت سے راضی ہوا اور میرے بعد علیؑ کی ولایت سے خوشنود ہوا۔"

حسان بن ثابت نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ! مجھے اجازت دیجئے میں علیؑ کے حق میں چند اشعار عرض کرنا چاہتا ہوں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی برکت کیساتھ کہو، حسان نے کہا ———

"اے قریش کے بزرگو! میری بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں سنو ———

الم تعلموا ان النبی محمداً
(۱) لدی دوح خم حین قام منادیا

کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خم غدیر کے مقام پر کھڑے ہو کر ندا دی

وقد جاءہ جبریل من عند ربہ !
(۲) بانک معصوم فلا تک وانیا

اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کے پاس جبرائیل آئے اور آپ معصوم ہیں پیغام رسانی میں کمزوری نہ دکھاؤ۔

وبلّغھم ما انزل اللہ ربّھم !
(۳) وان انت لم تفعل وحاذرت باغیا

ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچا دے اگر آپ نے یہ پیغام نہ پہنچایا تو

نافرمان ہو جائیں گے

(۴)
علیک فما بلغتہم عن الٰہہم
رسالتہ ان کنت تخشی الاّ عادیا

(اے محمدؐ) اگر تم کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں دشمنوں کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔

(۵)
فقام بہ اذ ذاک رافع کفہ
بیمنیٰ یدیہ معلن الصوۃ عالیاً

رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کے دائیں ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا اور بلند آواز سے کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا

(۶)
فقال لہم من کنت مولاہ منکم
وکان لقولی حافظاً لیس ناسیاً

رسولؐ اللہ نے فرمایا تم میں سے میں جس کا مولا ہوں میری بات کو یاد رکھے بھولے نہیں

(۷)
فمولاہ من بعدی علیٌّ واننی
بہ لکم دون البریۃ راضیاً

میرے بعد علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔ میں نے تمام مخلوق سے تمہارے لئے علیؑ کو پسند کیا ہے۔

(۸)
فیارب من والیٰ علیاً فوالہ
وکن للذین عادیٰ علیاً معادیاً

اے میرے پالنے والے جو علیؑ کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ۔ جو علیؑ سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔

ویاربّ فانصرناصریه لنصرهُمُ
(۹) امام الهدیٰ کالبدر یجلوُ الدیاجیًا

اے پالنے والے علیؑ کی نصرت کرنے والوں کی نصرت کر، علیؑ ہدایت کے امام ہیں۔ چودہویں رات کے چاند کی مانند تاریکی کو روشن کرنے والے ہیں۔

"اے پالنے والے علیؑ کو چھوڑنے والوں کو چھوڑ دے، جب قیامت کے روز
(۱۰) یہ لوگ حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں تو ان سے بدلہ لے۔

حضرتؑ کی خصوصیات

ابانؒ سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں، سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:۔ ——

"رسولؐ اللہ سے مجھے دس ایسی خصوصیات حاصل ہیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ بھی کسی پر نہ سورج نے طلوع کیا ہے نہ غروب۔"

حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ان خصوصیات کو بیان فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا:۔ ——

"مجھے رسولؐ اللہ نے آگاہ کیا اے علیؑ تم (میرے) بھائی، دوست وصی، وزیر، میری عدم موجودگی میں میرے مال اور اہل میں میرے خلیفہ ہو۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو مجھے میرے رب سے حاصل ہے تم میری امت میں میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست، تمہارا دشمن میرا دشمن، تم میرے بعد مومنوں کے امیر ہو۔ مسلمانوں کے سردار ہو۔ (حضرتؑ نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) اے گروہ صحا

میں نے خلافت کے معاملہ میں وہی اقدام کیا۔ جس کا رسول اللہؐ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ وہ شخص خوش قسمت ہے جس کے دل میں ہم اہلبیتؑ کی محبت پختہ ہے تاکہ اس کا ایمان اس کے دل میں احد پہاڑ کی مضبوطی سے زیادہ مضبوط ہو۔ جو شخص ہماری محبت کو اپنے دل میں ایسا حلول نہ کرے جیسا نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے[1] (وہ خسارے میں رہنے والا ہے) خدا کی قسم تمام کائنات میں رسول اللہؐ کے نزدیک میرے ذکر سے زیادہ کوئی ذکر محبوب نہیں۔ کس نے میری نماز کی طرح دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ میں بچپن میں نماز پڑھتا۔ بلوغ کی حد تک نہیں پہنچا تھا۔ یہ فاطمہؑ رسول اللہؐ کے جگر کا ٹکڑا ہیں جو میری زوجہ ہیں۔ اپنے زمانہ میں ایسی ہیں جیسی اپنے زمانہ میں مریم بنت عمران تھیں ——— میں تم سے تیسری بات کہتا ہوں حسنؑ اور حسینؑ اس امت کے سبط ہیں ان دونوں کو محمدؐ سے وہ مقام حاصل ہے جو آپ کی دونوں آنکھوں کو آپ کے سر سے حاصل تھا۔ مجھے رسول اللہؐ سے وہ مقام حاصل ہے جو آپ کے ہاتھ کو آپ کے بدن سے حاصل تھا۔ فاطمہؑ کو وہ منزلت حاصل ہے جو جسم کو دل سے حاصل ہے ہماری مثال نوحؑ کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔"

خیر البریہ

ابانؒ، سلیمؒ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؒ کا بیان ہے کہ میں نے

---

[1] یہاں فقرہ چھوٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے :۔ ——

" جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا۔ میں رسول اللہ کو سینہ سے لگائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ کا سر میرے کان کے نزدیک تھا۔ رسول اللہ نے مجھ سے وعدہ لیا۔ دو عورتیں کان لگا کر باتیں سننا چاہتی تھیں۔ رسول اللہ نے فرمایا' اے میرے اللہ ان دونوں کی سننے کی طاقت کو ختم کر دے۔ پھر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا —— اے علیؑ! تم نے اللہ تعالےٰ کے اس قول پر غور کیا ہے ؟

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریه (جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ لوگ تمام مخلوق سے اچھے ہیں)

اے علیؑ! کیا تمہیں معلوم ہیں وہ لوگ کون ہیں۔ (میں نے عرض کی اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا :۔

فانهم شیعتک وانصارک وموعدی وموعدهم الحوض یوم قیامه (وہ تمہارے شیعہ اور انصار ہیں قیامت کے دن میری اور ان کی وعدہ گاہ حوض ہے۔)

اے علیؑ! اللہ تعالیٰ کا یہ قول :۔ ——

ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جهنم خالدین فیها اولئک هم شر البریه (جن لوگوں نے اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے کفر اختیار کیا۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ وہ تمام لوگوں سے برے لوگ ہیں) —— یہ لوگ یہود، بنوامیہ اور ان کے پیروکار

ہیں۔ یہ لوگ قیامت کے روز بدبخت، بھوک کے پیاسے ہوں گے اور ان کے چہرے سیاہ رنگ کے ہوں گے۔"

عبداللّٰہ بن جعفر اور معاویہ

ابانؓ، سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے کہ مجھے عبداللّٰہ بن جعفر بن ابی طالب نے بیان کیا کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے ساتھ امام حسنؑ اور امام حسینؑ موجود تھے۔ اور معاویہ کے ساتھ عبداللہ بن عباس موجود تھا۔ معاویہ میری طرف متوجہ ہوا۔

معاویہ ——— اے عبداللہ! تم حسنؑ اور حسینؑ کی اتنی زیادہ تعظیم کیوں کرتے ہو؟ یہ دونوں تم سے افضل نہیں ہیں۔ نہ ان کا باپ تمہارے باپ سے بہتر ہے۔ اگر فاطمہؑ بنتِ رسولؐ اللہ ان کی ماں نہ ہوتیں تو تمہاری ماں اسما بنت عمیس کسی طرح کم درجہ نہ تھیں۔

عبداللہ ——— (معاویہ) تمہیں ان دونوں کی، اور ان کے باپ اور ماں کی حقیقت کا علم ہی نہیں۔ خدا کی قسم وہ دونوں مجھ سے بہتر ہیں، ان دونوں کے ماں باپ میرے ماں باپ سے بہتر ہیں (اے معاویہ) تمہیں علم ہی نہیں ہے جو کچھ میں نے رسولؐ اللہ کو ان کے اور ان کے ماں باپ کے بارے میں فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ میں نے اس کو خوب یاد کر لیا ہے اور خوب اس بات کی معرفت حاصل کی ہے۔

معاویہ ——— اے جعفرؓ کے بیٹے! بتاؤ وہ کیا ہے؟ خدا کی قسم نہ تم جھوٹے ہو نہ متہم ہو۔

عبداللہ ——— جو کچھ تمہارے دل میں ہے۔ اس سے بڑی چیز ہے۔

معاویہ ——— اگر احد اور حرا پہاڑ سے بھی بڑی ہو تو مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ تمہارے ساتھی (علیؑ) کو اللہ تعالےٰ نے قتل کر دیا ہے۔ تمہاری جمعیت کو متفرق کر دیا ہے۔ خلافت اپنے حق دار کے پاس پہنچ چکی ہے۔ ہمیں آگاہ کرو، جو کچھ تم کہتے ہو۔ اس کی پرواہ نہ کرو۔ اب تمہاری لاچاری ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

عبداللہ ——— میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے حضرتؐ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا۔

وماجعلنا الرویا التی اریناک الا فتنة
للناس والشجرة الملعونة فی القرآن ط

(اے محمدؐ) جو خواب ہم نے تمہیں دکھایا ہے۔ وہ لوگوں کے لئے آزمائش ہے اور ملعون درخت جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا ——— میں نے بارہ گمراہ کرنے والے ائمہ کو خواب میں دیکھا ہے۔ جو میرے منبر پر بیٹھے ہوئے میری امت کو رجعت قہقری کی طرح الٹے پاؤں (اسلام سے) ہٹا رہے ہیں۔ ان میں دو آدمی قریش کے مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، تین آدمی بنی امیہ کے ہیں سات آدمی حکم بن ابی العاص کی اولاد سے ہیں۔ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جب ابو العاص کی اولاد کی تعداد پندرہ آدمیوں پر مشتمل ہو جائے گی۔ تو وہ کتاب خدا کی بے حرمتی کریں گے، اللہ تعالےٰ کے بندوں کو غلام بنائیں گے، اللہ تعالےٰ کے مال کو چٹ کر جائیں گے۔

(اے معاویہ) میں نے رسول اللہؐ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے
عمر بن ابی سلمہ، اسامہ بن زید، سعد بن ابی وقاص، سلمان فارسیؓ، ابوذرؓ
مقدادؓ، زبیر بن عوام رسول اللہؐ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

رسول اللہؐ —— کیا میں تمہارے نفسوں سے تم سے بہتر نہیں ہوں؟
ہم لوگ —— ہاں اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ۔
رسول اللہؐ —— کیا میری عورتیں تمہاری مائیں نہیں ہیں!
ہم لوگ —— ہاں مائیں ہیں۔
رسول اللہؐ —— جن کا میں مولا ہوں، اس کے علیؑ مولا ہیں، علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔
عبداللہ —— رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ کو حضرت علیؑ کے شانہ پر مارا۔
رسول اللہؐ —— اے پالنے والے تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ اے لوگو! میں مومنین کی جان سے افضل ہوں لوگوں کو میرے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں۔ میرے بعد علیؑ مومنین سے افضل ہیں۔ ان کو حسنؑ کے معاملہ میں کوئی دخل نہیں ہے
عبداللہ —— رسول اللہؐ نے پھر بات کو دہرایا۔
رسول اللہؐ —— اے لوگو! جب میں شہید[1] ہو جاؤں گا تو علیؑ مومنین کی جان سے افضل ہیں۔
جب علیؑ شہید ہو جائیں گے تو میرے بیٹے حسنؑ، مومنین کی جان

---

[1] بعض کتب میں تحریر ہے کہ رسول اللہؐ کو زہر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔ تاریخ خلفاء

سے افضل ہیں۔

جب حسنؑ شہید ہو جائیں گے تو میرے بیٹے حسینؑ مومنین کی جان سے افضل ہیں۔

جب حسینؑ شہید ہو جائیں گے تو میرے بیٹے علیؑ بن حسینؑ مومنین کی جان سے افضل ہیں، ان کو آپ کے معاملہ میں کوئی دخل نہیں ہے۔

عبداللہ ——— پھر رسولؐ اللہ نے علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

رسولؐ اللہ ——— اے علیؑ عنقریب تم علیؑ بن حسینؑ کو پاؤ گے، ان کو میرا سلام کہنا۔ جب علیؑ بن حسینؑ شہید ہو جائیں گے۔ تو میرا بیٹا محمدؑ باقر مومنین سے ان کی جان سے افضل ہیں۔

اے حسینؑ عنقریب تم اس کو پاؤ گے۔ میرا ان کو سلام کہنا، پھر پے در پے ایسے مرد پیدا ہوں گے۔ جو مومنین کی جان سے افضل ہوں گے ان کو ان کے معاملہ میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ وہ تمام کے تمام ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ ہوں گے۔

عبداللہ ——— (یہ سنکر) علیؑ بن ابی طالب کھڑے ہو گئے۔ حضرتؑ گریہ فرما رہے تھے کہا اے اللہ کے نبیؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ کیا آپ قتل کئے جائیں گے۔

رسولؐ اللہ ——— میں زہر سے شہید کیا جاؤں گا۔ تم تلوار سے قتل کئے جاؤ گے تمہاری ڈاڑھی کو تمہارے سر کے خون سے رنگین کیا جائے گا۔ میرا بیٹا حسنؑ زہر سے شہید کیا جائے گا۔ میرا بیٹا حسینؑ تلوار سے قتل کیا جائیگا

اس کو ظالم بن ظالم ولد نامعلوم قتل کرے گا ۔

معاویہ ———— اے جعفرؓ کے بیٹے! آپ نے بہت بڑی بات بیان کی ہے اگر یہ بات درست ہے تو تم اہل بیت، تمہارے دوست اور انصار کے سوا خواہ مہاجر ہوں، خواہ انصار ہوں محمدؐ کی ساری امت ہلاک ہوگئی ۔

عبداللہ ———— خدا کی قسم جو بات میں نے بیان کی ہے حق ہے، میں نے اس کو رسولؐ اللہ سے سُنا ہے ۔

معاویہ ———— اے حسنؑ، اے حسینؑ اے ابن عباس، جعفرؓ کے بیٹے کیا کہتے ہیں؟

ابن عباس ———— (اے معاویہ) اگر تمہیں اس بات میں شک ہے۔ کسی آدمی کو ان لوگوں کے پاس روانہ کرو جن کا نام عبداللہ بن جعفر نے لیا ہے وہ بھی رسولؐ اللہ سے سُن رہے تھے ۔

معاویہ ———— میں اس بات کے متعلق ان لوگوں سے دریافت کرونگا معاویہ نے ایک آدمی کو عمر بن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید کے پاس روانہ کیا۔ عبداللہ بن عباس نے دونوں سے دریافت کیا۔ دونوں نے یہ گواہی دی کہ جو بات جعفر کے بیٹے نے بیان کی ہے۔ ہم نے رسولؐ اللہ سے سُنی تھی ۔

معاویہ ———— اے جعفرؓ کے بیٹے! میں نے رسولؐ اللہ سے حسنؑ اور حسینؑ اور ان دونوں کے باپ کے متعلق سُنا تھا۔ میں نے ان دونوں کی ماں کے متعلق کچھ نہیں سُنا تھا۔

عبداللہ ———— معاویہ کا یہ انداز گفتگو استہزا اور منکر کی حیثیت سے تھا۔ میں نے کہا میں نے رسولؐ اللہ سے سُنا تھا کہ بہشتِ عدن

میں کوئی جگہ زیادہ معزز، زیادہ افضل، زیادہ قریب، میرے ربّ کے عرش کے قریب میری جگہ سے نہیں ہوگی۔ اس میں میرے ساتھ میرے اہل بیت کے تیرہ آدمی قیام پذیر ہوں گے۔ (وہ یہ ہیں) میرا بھائی علیؑ میری بیٹی فاطمہؑ، میرے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ اور حسینؑ کے نو بیٹے، جن سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی کو دُور رکھا ہے، ان حضرات کو مکمل طور پہ پاک کیا ہے۔ یہ لوگ ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں، میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا ہوں۔ یہ لوگ میرے پیغام رساں ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ اس کے علم کے خازن ہیں۔ اس کی حکمت کے معادن ہیں، جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، زمین ایک لمحہ ان کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی۔ زمین ان کے ساتھ درست رہ سکتی ہے۔ یہ لوگ اُمت کو دین کے حلال اور حرام سے آگاہ کریں گے ان کی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طرف راہنمائی کریں گے۔ اس کی ناراضگی سے منع کریں گے۔ اِن کا حکم ایک ہوگا۔ ان کی نہی ایک ہوگی۔ ان کے حکم میں کسی قسم کا اختلاف اور تفرقہ نہیں ہوگی۔ بامرٍ واحدٍ نہیٍ واحدٍ بیس فیہم اختلافٌ ولا فرقۃٌ، ان کے درمیان کوئی جھگڑا نہ ہوگا۔ ان کا آخر پہلے سے میری تحریر حاصل کرے گا۔ یہ تحریر میرے بھائی علیؑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس خط کو بطورِ میراث قیامت تک حاصل کرتے رہیں گے۔ تیوارثون الی یوم القیامۃ زمین پر رہنے والی تمام کی تمام مخلوق بے پرواہی، غفلت، سرگردانی اور حیرت میں ہوگی، اہل

بیت ان کے شیعہ اور دوست اس بات سے مستثنیٰ ہوں گے۔ دین کے
معاملہ میں امت کے کسی فرد کے محتاج نہ ہوں گے۔ امت ان کی محتاج
ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں
اپنے اور اپنے رسولؐ کی اطاعت کیساتھ ان کی اطاعت مقرون کی ہے
اور فرمایا ہے:۔ ———

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

معاویہ امام حسنؑ، امام حسینؑ، ابن عباس، عمر بن ابی سلمہ اور اسامہ
بن زید کی طرف متوجہ ہوا۔

معاویہ ——— تم تمام کے تمام ایسا ہی کہتے ہو، جیسا جعفرؓ کے فرزند
نے بیان کیا ہے۔

حاضرین ——— ہاں ہم ایسا ہی کہتے ہیں۔

معاویہ ——— اے اولاد عبد المطلب! تم بہت بڑے امر کا دعویٰ
کرتے ہو، ٹھوس دلائل سے استدلال کرتے ہو۔ تم اپنے دل میں
ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہو۔ جسے بطور راز کے افشار کرتے ہو۔ لوگ اس
بات سے غفلت اور تاریکی میں ہیں۔ جو بات تم لوگ بیان کرتے ہو اگر
وہ حق ہے تو تمام امت ہلاک ہوگئی، مرتد ہوگئی، رسولؐ اللہ کے عہد کو
چھوڑ دیا۔ جو لوگ تمہارے ہم نوا ہیں، وہ بہت تھوڑے ہیں:۔

من قال لقولکم اولٰئک فی الناس قلیلٌ۔

عبد اللہ ——— (اے معاویہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وقلیلٌ من عبادی الشکور۔

تھوڑے بندے میرے شکرگزار ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین

اگر مومنین کے متعلق لالچ کروگے تو وہ زیادہ نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

الا الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت وقلیل ما ھم

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ تھوڑے ہیں

حضرت نوحؑ سے ارشاد فرماتا ہے

وما آمن معہ الا قلیلؔ

نوحؑ کے ساتھ تھوڑے لوگ ایمان لائے۔

اے معاویہ! مومنین لوگوں میں تھوڑے لوگ ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا قصہ عجیب تر ہے۔ جادوگروں نے فرعون سے کہا جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کرو۔ بے شک یہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ ہم تمام دنیا کے پالنے والے پر ایمان لاتے ہیں۔ موسیٰؑ کے ساتھ ایمان لائے آپ کی تصدیق و پیروی کی۔ حضرت موسیٰؑ کیساتھ چل پڑے۔ بنی اسرائیل کے وہ لوگ بھی ساتھ ہو لئے جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کی پیروی کی تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے ان لوگوں کو دریا عبور کرایا۔ ان کو عجیب و غریب چیزیں دکھلائیں۔ یہ لوگ موسیٰؑ اور تورات کی تصدیق کرتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے دین کا اقرار کرتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ ان کو لیکر ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو بتوں کی پوجا کر رہی تھی۔ تو یہ لوگ کہنے لگے اے موسیٰؑ ہمارے خدا بھی ایسے بنایئے۔ جیسے ان کے خدا ہیں۔ (حضرت موسیٰؑ کی غیر حاضری میں) لوگوں نے گوسالہ کو خدا بنایا اور اس کی پوجا کرنے لگ گئے حضرت

ہارونؑ اور آپ کے اہل بیت اس پوجا سے آزاد رہے۔ سامری نے کہا یہ گوسالہ تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے۔ (اپنی قوم سے) حضرت موسیٰؑ نے کہا اس مقدس زمین میں چلے جاؤ جہاں جانا تمہارے لئے اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا ہے۔ موسیٰؑ کی قوم کا جواب یہ تھا:۔ ——————

ان فیھا قوماً جبارین وانا لن ندخلھا حتیٰ
یخرموا منھا فان یخرجوا منھا فانا داخلون۔

" اس زمین میں ظالم قوم رہتی ہے۔ ہم اس زمین میں اس وقت تک ہرگز داخل نہ ہوں گے۔ جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں جب وہ نکل جائیں گے تو ہم ضرور داخل ہوں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا اے میرے پالنے والے میں اپنی ذات اور اپنے بھائی کا مالک ہوں ہم میں اور نافرمان قوم میں جدائی ڈال دے۔ اس امت (محمدیہ) نے اس مثال (حضرت موسیٰؑ کی مثال) کی پوری پوری پیروی کی ہے۔ اس امت کو رسولؐ اللہ سے فضیلت اور سبقت سلام حاصل ہے۔ انہیں رسولؐ اللہ سے قریبی منازل حاصل ہیں۔ یہ دین محمدؐ اور قرآن کا اقرار کرتے ہیں۔ آخر کار ان کا نبیؐ ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ لوگ اختلاف اور تفرق میں پڑ گئے۔ آپس میں حسد کرنے لگے۔ انہوں نے اپنے امام اور سردار کی مخالفت کی، جو عہد ان سے ان کے نبیؐ نے لیا تھا۔ اس پر کوئی باقی نہ رہا۔ صرف ہمارے آقا (حضرت علیؑ) اپنے عہد پر قائم رہے۔ جس کو ہمارے نبیؐ سے وہ منزلت حاصل ہے جو موسیٰؑ سے ہارونؑ کو حاصل تھی۔ ایک تھوڑی سی جماعت اپنا دین اور ایمان سالم لیکر اللہ عزوجلّ سے ملاقی ہوئی۔ دوسرے لوگ رجعت قہقری کی طرح اپنے الٹے پاؤں پھر

گئے۔ جیسا حضرت موسیٰؑ کے اصحاب نے گوسالہ کو خدا بنالیا تھا۔ اور اس کی عبادت شروع کردی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ یہ گوسالہ ان کا رب ہے۔ حضرت ہارونؑ کی اولاد اور آپ کے اہل بیت کے تھوڑے سے افراد کے ماسوا سب لوگوں نے گوسالہ کی پوجا پہ اتفاق کرلیا تھا

غدیر خم کے مقام پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لئے تمام لوگوں سے بہتر، افضل اور اچھے انسان کو ان کا امام مقرر کیا تھا۔ دوسرے مقام پر بھی علیؑ کی خصوصیات بیان کی تھیں، لوگوں کو علیؑ کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ ان کو بتایا تھا کہ علیؑ کو آپ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ علیؑ آپ کے بعد تمام مومنین کے سردار ہیں۔ جس کی جان سے آپ افضل ہیں۔ علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔ علیؑ لوگوں میں آپ کے خلیفہ اور وصی ہیں۔ جس نے علیؑ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ جس نے علیؑ کو دوست رکھا، اس نے خدا کو دوست رکھا جس نے علیؑ کو دشمن رکھا اس نے خدا کو دشمن رکھا۔ لوگوں نے علیؑ کی خلافت کا انکار کرتے ہوئے آپ کو چھوڑ دیا۔ دوسرے انسان کو اپنا حاکم بنالیا۔

اے معاویہ کیا تمہیں علم نہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موتہ کی طرف اپنا لشکر روانہ کیا تھا تو ان پر جعفرؓ بن ابی طالب کو سردار مقرر کیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر جعفرؓ مرجائیں تو زید بن حارثہ، اگر زید مرجائیں تو عبداللہ بن رواحہ تمہارے سردار ہیں۔ رسولؐ اللہ اس بات پر راضی نہ ہوئے تھے کہ وہ خود اپنا سردار منتخب کرلیں۔ کیا رسولؐ اللہ نے اپنی امت کو بغیر حاکم کے چھوڑ دیا تھا۔ ان میں اپنا خلیفہ

مقرر نہیں کیا تھا۔ ہاں خدا کی قسم ان کو تاریکی اور شبہ میں نہیں چھوڑا تھا۔ لوگوں نے اپنے نبیؐ کے بعد جو گل کھلائے سو کھلائے، رسولؐ اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اس لئے ہلاک ہو گئے وہ شخص بھی گمراہ ہوا جس نے ان کی پیروی کی۔ ظالم قوم کے لئے دوری ہو۔"

عبداللہ بن عباسؓ اور
معاویہ کی گفتگو!

معاویہ ——— اے عباسؓ کے بیٹے! تم لوگ اپنے منہ سے بڑی باتیں کہتے ہو، لیکن ہمارے نزدیک اجماع اختلاف سے بہتر ہے۔ تمہیں معلوم ہے تمہارے ساتھی علیؓ پر اُمت نے اتفاق نہیں کیا تھا۔

عبداللہ بن عباسؓ ——— میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو امت اپنے نبی کے بعد اختلاف میں پڑ جاتی ہے۔ تو باطل پرست اہل حق پر غالب آتے ہیں۔ اس امت نے بہت سی باتوں میں اتفاق کر لیا ہے۔ ان باتوں میں کوئی جھگڑا اور تنازعہ نہیں ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی پانچوں نمازیں ادا کرنا، ماہِ صیام کے روزے رکھنا، خانہ کعبہ کا حج ادا کرنا۔ بہت سی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی نہی مثلاً زنا کی حرمت، چوری قطع صلہ رحم، جھوٹ اور خیانت ان سب کی برائی پر امت کا اتفاق ہے۔ اُمت نے دو چیزوں میں

اختلاف کیا ہے۔ ایک چیز میں لڑائی فساد قائم کیا ہے۔ اس میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہیں، کئی فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک دوسرے پر لعن اور بیزاری کرتے ہیں۔ دوسری چیز میں نہ لڑائی قائم کی ہے، نہ اس میں تفریق پیدا کی، وہ کتاب خدا اور اس کے نبیؐ کی سنت ہے ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اس میں موشگافیاں کی ہیں، جو بات کتاب خدا اور اس کے نبیؐ کی سنت سے ثابت نہ ہو، اس کو بیان نہیں کرتے، جس چیز میں امت نے اختلاف پیدا کیا اور ایک دوسرے سے بیزاری کرنے لگے ہیں۔ ——

فالملك والخلافة وہ ملک اور خلافت ہے، امت نے یہی خیال کیا کہ وہ نبیؐ کے اہل بیت سے ملک اور خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ جس شخص نے اس چیز پر عمل کیا، جس میں اہل قبلہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں جس چیز میں اہل قبلہ نے اختلاف کیا (عمل نہ کرتے ہوئے) اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا، ایسا شخص بچ گیا اور دوزخ سے نجات پا گیا۔ دو باتیں جو مختلف فیہ ہو گئیں تھیں، اس کی سمجھ میں ان کی حقیقت دشوار ہو گئی تھی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ اس سے نہیں پوچھے گا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی، اور اس پر احسان کیا۔ اس کے دل کو نور سے منور کیا۔ اس کو ولات الامر کی معرفت عطا کی۔ علم کے چشمہ کے متعلق آگاہ کیا کہ وہ کہاں ہے۔ اس شخص نے اس بات کو جان لیا کہ وہ نیک بخت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ——

"خدا اس بندے پر رحم کرے، جس نے حق بات بیان کی۔ (جس نے ایسا کیا) اس نے جہاد کے مال غنیمت کو حاصل کیا۔ یا وہ شخص

خاموش رہا۔ اس نے کوئی بات بیان نہ کی۔ امام اہل بیت نبوت ہیں سے ہوتے ہیں۔ یہ رسالت کے معادن ہیں، کتاب اُترنے کی جگہ ہیں، وحی کا گہوارہ ہیں۔ فرشتے ان پر اُترتے ہیں۔ امامت ان ہی میں درست منطبق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امامت کو ان کیساتھ مخصوص کیا ہے اپنی کتاب میں اپنے نبیؐ کی زبان سے ان ہی کو امامت کا اہل قرار دیا ہے علم تو محض ان ہی حضرات میں ہے۔ یہی علم کے اہل ہیں، تمام کا تمام علم ان کے پاس جمع ہے۔ علم کے باطن، ظاہر، محکم، متشابہ، ناسخ اور منسوخ کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔

اے معاویہ! حضرت عمر بن خطاب نے اپنی حکومت کے زمانہ میں مجھے علی علیہ السلام کی خدمت میں یہ کہکر بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو ایک صحیفہ میں تحریر کردوں۔ آپ نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ میرے پاس روانہ کر دیجیے۔

حضرتؑ نے فرمایا ——— (اے عبداللہ) ہم سے قرآن حاصل کرنے سے پیشتر میری گردن اڑا دو،

عبداللہ ——— یہ کیوں؟

علیؑ ——— اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لا یمسہ الا المطہرین مکمل قرآن کو پاکیزہ لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے پاکیزہ لوگوں سے ہمیں مراد لیا ہے۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی کو دور رکھا ہے۔ ہم ہی کو مکمل طور پہ پاک کیا ہے اور فرمایا ہے :-———

اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا

ہم نے کتاب کا وارث اپنے ان بندوں کو بنایا ہے۔ جن کو

ہم نے چن لیا ہے، ——— ہم وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے چن لیا ہے۔ ہم خدا کے چنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری امثال بیان کیں ہیں۔ ہم پر وحی کو نازل کیا ہے۔

حضرت عمر نے ناراض ہو کر فرمایا ——— ابن ابی طالب سمجھتے ہیں کہ ان کے سوا کسی کے پاس علم نہیں ہے۔ جس شخص کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہو وہ میرے پاس لائے جو شخص آپ کے پاس قرآن لیکر آتا تھا۔ آپ اس کو پڑھتے تھے اور آپ کے پاس دوسرا آدمی ہوتا تھا وہ اس کو لکھ لیا کرتا تھا۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تھا تو آپ قرآن کو نہیں لکھتے تھے

عبد اللہ ——— اے معاویہ! جو شخص یہ کہدے کہ قرآن کی کوئی تھوڑی سی چیز بھی ضائع ہوگئی ہے وہ جھوٹا ہے، وہ اپنے اہل کے پاس پورے کا پورا موجود ہے۔ اہل قبلہ میں ہر ایک انسان خیال کرتا ہے کہ وہ علم کا معادن اور خلافت کا مالک ہے، حالانکہ ان کو دُور کا واسطہ بھی نہیں۔"

مومن کون ہے؟

ابانؒ بن ابی عیاش سلیمؒ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے کہ امیر المومنینؑ کے ایک صحابی نے جن کا نام ہمام تھا۔ جو بڑے عابد تھے۔ عرض کی اے امیر المومنینؑ مجھے مومنین کے اوصاف بیان کیجئے گویا کہ میں ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ ؟

امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کو جواب دینے سے گریز فرمایا۔ ارشاد فرمایا:-

• اے ہمام اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور نیکی اختیار کرو، تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیساتھ ہے۔ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں

جو احسان کرتے ہیں۔"

ہمام نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی میں آپ کو اس ذات کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں۔ جس نے آپ کو مکرم کیا۔ خصوصیات عطا کیں، دوست رکھا اور فضیلت عنایت فرمائی۔ آپ مجھے ان کے اوصاف کیوں بیان نہیں فرماتے؟ امیرالمومنینؑ علیہ السلام اپنے دونوں قدموں پر کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، نبی کریم اور آپ کے اہلبیت صلوات اللہ علیہم پر درود بھیجا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔ ——

"بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا۔ ان کی اطاعت سے بے نیاز ہو کر اور نافرمانی سے محفوظ ہو کر پیدا کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو نافرمان کی نافرمانی نقصان نہیں پہنچاتی[1]۔ نہ اطاعت گزار کی اطاعت فائدہ دیتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی روزی کو ان کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ دنیا میں ہر شخص کا مقام مقرر کر دیا ہے۔ آدم کو اس کے کام کے باعث بطور سزا کے دُنیا میں بھیجا، اللہ تعالیٰ نے آدم کو منع کیا تھا اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اس کو حکم دیا اس نے مخالفت کی۔ مومن دُنیا میں فضیلت کی درائی رکھتے ہیں۔ ان کا بولنا راستی پر مبنی ہے ان کا لباس میانہ روی ہے۔ ان کا چلنا فروتنی ہے۔ اطاعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے جُھک گئے ہیں۔ جب چلتے ہیں تو جو چیز اللہ تعالےٰ نے ان پر حرام کی ہے اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے چلتے ہیں۔ ان

---

[1] ہمام کے قصہ کو تفصیل کیساتھ شرح نہج البلاغۃ میں ابن ابی الحدید معتزلی مطبوعہ مصر صد ۵۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

کے کان علم پر مطلع ہوتے ہیں۔ ان کے نفس مصیبت میں ایسے ہوتے ہیں جیسے آرام کی حالت میں ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالی کی تقدیر پر راضی رہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالے نے ان کے لئے موت کا ایک وقت مقرر نہ کیا ہوتا تو ان کی روحیں شوقِ ثواب اور خوفِ عذاب کی خاطر ایک لمحہ بھی جسموں میں قائم نہ رہتیں۔ سب سے بڑی چیز ان کے دلوں میں اللہ تعالی کی ذات ہے۔ تمام چیزیں اللہ تعالی کے سوا ان کے نگاہوں میں ہیچ ہیں۔ ان کے نزدیک بہشت ایسے اشخاص کی مانند ہے جنہوں نے بہشت کو دیکھا ہو۔ اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہوں۔ جہنم ان کے نزدیک ایسے افراد کی مانند ہے، جنہوں نے جہنم کو دیکھا ہو، اور اس کے عذاب میں مبتلا رہے ہوں۔ ان کے قلب محزون، ان کے حدود مامون، ان کے جسم لاغر، ان کی ضروریات کم، ان کے دل پاک، ان کی خدمتِ اسلام بہت بڑی ہے۔ انہوں نے تھوڑے دن صبر کیا۔ پھر ان کو بڑا آرام نصیب ہوا۔ یہ نفع کا سودا ہے۔ جو ان کے مہربان ربّ نے ان کے لئے مہیا کر رکھا ہے۔ دُنیا ان کو چاہتی ہے۔ وہ دُنیا کو نہیں چاہتے۔ دُنیا ان کی تلاش میں لگ گئی۔ انہوں نے دُنیا کو بے بس کر دیا۔ جب رات نمودار ہوتی ہے تو وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر آیاتِ قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں۔ تلاوت کے وقت تدبّر کر کے اندوہگین ہوتے ہیں۔ اس کے وسیلے سے اپنے ارمان کی تلاش کرتے ہیں۔ ان کے گناہوں کا غم ان کے رونے کو زیادہ کرتا ہے، ان کے پہلو کے زخم کا درد بڑھ جاتا ہے۔ جب کسی ایسی آیات سے گزرتے ہیں جس میں نیکوکاروں کی پاداش کا ذکر کیا گیا ہو تو اس کی طمع کرنے لگتے

ہیں ۔ از روئے اشتیاق اس کے حصول کی سعی اور کوشش کرتے ہیں سمجھ لیتے ہیں کہ وہ شئی جس کی بشارت دی گئی ہے ۔ بالکل آنکھوں کے سامنے ہے۔ ان کی کمریں خمیدہ ہیں ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بہت بزرگی بیان کرتے ہیں ۔ اپنی پیشانیوں، ہتھیلیوں، زانوؤں اور پاؤں کے سروں کو سجدے کے لئے فرش کرتے ہیں ۔ ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ سے گڑگڑاتے ہیں کہ ہماری گردنیں عذاب کی زنجیروں سے کھول دی جائیں ۔ جب کوئی ایسی آیت نگاہ سے گزرتی ہے ۔ جس میں ترس و بیم کا ذکر ہو تو بگوش و دل سے اسے سنتے ہیں گمان کرتے ہیں گویا جہنم کے بھڑکنے کی آواز اور دوزخیوں کا شیون ان کے کانوں میں موجود ہے ، دن کے وقت یہ لوگ بردبار اور حلیم و عالم ہیں ۔ نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ۔ خدا کے خوف نے انہیں اس طرح لاغر کر دیا ہے ۔ جیسے تیر کی لکڑی (رندہ کرکے) باریک کر دی جاتی ہے ۔ دیکھنے والا ان کی طرف دیکھتا ہے ۔ اور خیال کرتا ہے کہ یہ بیمار اور مریض ہیں ۔ حالانکہ کوئی بیماری نہیں رکھتے ۔ اور دیکھنے والا کہہ اٹھتا ہے کہ یہ لوگ مجنوں اور دیوانے ہیں ۔ حالانکہ نہ دیوانے ہوتے ہیں نہ مجنوں بلکہ امر بزرگ (اندیشۂ قیامت) نے انہیں حواس باختہ کر رکھا ہے جب وہ اللہ تعالےٰ کی بزرگی اور قدرت کو یاد کرتے ہیں ۔ اور ان کے ساتھ ان کے دل میں موت کی یاد اور قیامت کا خوف پیدا ہوتا ہے تو یہ بات ان کے دل کو ڈرا دیتی ہے ۔ ان کی عقل غائب ہو جاتی ہے ۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ جب ان کو ان حالات کا سامنا ہوتا ہے تو وہ پاکیزہ اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتے ہیں ۔ یہ کم عبادت پر رضامند نہیں ہوتے ، زیادہ عبادت کو زیادہ نہیں سمجھتے

وہ اپنے آپ کو (کوتاہی عبادت کی وجہ سے) متہم گردانتے ہیں۔ اپنے کردار سے ہراساں رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی کے کردار نیک کا ذکر ہوتا ہے۔ تو یہ ڈر جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ میں اپنا حال دوسروں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میرا رب میرے متعلق دوسرے سے دانا تر ہے۔ بار خدایا جو کچھ یہ کہتے ہیں۔ اس پر مجھے نہ پکڑنا اور جو کچھ یہ مجھے سمجھتے ہیں۔ اس سے بھی مجھے برتر بنا دینا۔ میرے جن گناہوں کو یہ نہیں جانتے بخش دینا۔ تم عیوب کی باتوں کو زیادہ جانتے ہو۔ وہ عیوب پر پردہ پوش ہوتے ہیں ان میں سے ہر شخص کا یہ حال ہے کہ تو اُسے امر دین میں توانا پائے گا۔ نرمی اور خوش خوئی میں دُور اندیشی ایمان میں بالیقین، علم میں حریص، فقہ میں بافہم بُردباری میں دانا، خرچ کرنے میں مہربان، بھلائی میں عقلمند، تونگری میں میانہ رو، عبادت میں فروتن، تنگی میں برداشت کرنے والا، سختی میں صبر کرنے والا، طاقت کے وقت رحمت، مستحق کو عطا کرنیوالا رزق حاصل کرنے میں قناعت شعار، حلال حاصل کرنے میں خوش، رستگاری میں دلشاد، لالچ سے دُور ثابت قدمی میں قائم رہنے والا۔ خواہش سے بچنے والا۔ لاعلم کی تعریف کرنے سے نہ اترانے والا۔ اپنے عمل کے شمار کو ترک نہ کرنے والا۔ اپنے نفس کو عمل کرنے میں اعمال بجا لاتا ہے ان پر بھی ڈرتا رہتا ہے۔ رات کو اس کی ہمت سپاس گزاری، صبح کو ذکر و یادِ خدا، شب اس حالت میں بسر کرتا ہے کہ اپنی غفلت سے خوفزدہ رہتا ہے۔ دن میں احسان و مہربانی، خدا سے شادماں، جب اسے کوتاہی لاحق ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ جب اسے اللہ کا فضل اور رحمت پہنچتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اگر اس کا نفس جس پر

وہ مائل نہیں سرکشی کرے تو اس کی خواہش پوری نہیں کرتا۔ اس کی خوشی اس بات میں ہے جو ہمیشہ اور دائم رہے۔ اس کی آنکھ کی ٹھنڈک اس بات میں ہے جو زائل نہ ہو۔ اس کی خواہش اس چیز میں ہے جو باقی رہے۔ وہ اس چیز سے بے رغبت ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔ بُردباری کو علم سے آمیز کرتا ہے۔ علم کو عقل سے مخلوط کرتا ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ اس سے کاہلی دُور ہے۔ اس کی خوشی دائمی اور اس کی آرزو کوتاہ ہے۔ اس کی خطا کم ہے۔ اپنی موت کا منتظر ہے، اس کا دل ڈرتا ہے۔ اس کا نفس قانع ہے۔ جہالت اس سے مغلوب ہے۔ اس کا کام آسان ہے۔ اپنے دین کا محافظ ہے۔ اس کی خواہش مُردہ ہو چکی ہے۔ اپنے غصہ کو پی چکا ہے۔ اس کا اخلاق پاکیزہ ہے۔ اس کا ہمسایہ اس سے محفوظ ہے۔ اس کی نخوت ختم ہو چکی ہے۔ جو چیز اس کو مل چکی ہے اس پر قانع ہے۔ اس کا صبر محکم اور اس کا کام مضبوط ہے۔ اس کا ذکر عام ہے۔ جو چیز اس کے پاس بطور امانت رکھی جائے اس میں خیانت نہیں کرتا۔ دشمنوں کی گواہی کو نہیں چھپاتا، حق کی بات دکھانے کی خاطر نہیں کرتا۔ نہ اس کو شرم کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے بھلائی اس کی اُمید گاہ اور بُرائی اس سے محفوظ ہے۔ جو اس پر ظلم کرتا ہے اس کو معاف کر دیتا ہے۔ جس نے اس کو محروم کیا تھا۔ اس کو دیتا ہے۔ جس نے اس سے قطع رحم کیا تھا۔ اس سے صلہ رحم کرتا ہے اپنے صبر کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ جس معاملہ میں اسے اشتباہ ہو۔ اس میں جلدی نہیں کرتا۔ جو اس سے زیادتی کرتا ہے۔ اس سے درگزر کرتا ہے جہالت اس سے دُور ہے۔ اس کی بات نرم ہے۔ نافرمانی اس سے غائب ہو چکی ہے۔ اس کی نیکی بالکل نزدیک ہوتی ہے۔ اس کی بات

سچی ہوتی ہے۔ اس کا فعل اچھا ہوتا ہے۔ اس کی نیکی آگے بڑھتی ہے اس کی برائی پیچھے بھاگتی ہے۔ وہ سختی کے دور میں باوقار، ناگواری کی حالت صبر کرنے والا، خوشی میں شکر گزار، جس سے عناد رکھتا ہے۔ اس پر ستم نہیں کرتا۔ جسے دوست رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں ارتکاب معصیت نہیں کرتا۔ جو چیز اس کی نہیں اس کا دعویٰ نہیں کرتا۔ جس کا حق اس کے ذمے ہوتا ہے اس کا انکار نہیں کرتا۔ قبل اس کے کہ حق پر شہادت دے اس کا اقرار اور اعتراف کر لیتا ہے۔ جو چیز اسے سونپی جائے اسے ضائع نہیں کرتا۔ چھوٹے نام سے کسی کو یاد نہیں کرتا۔ کسی پر بغاوت نہیں کرتا کسی سے حسد نہیں کرتا نہ ہمسایہ کو تکلیف دیتا ہے۔ دشمن کے مصائب سے خوش نہیں ہوتا۔ امانت واپس کر دیتا ہے۔ نمازیں جلد پڑھتا ہے بری باتوں سے کاہل ہوتا ہے نیکی کا حکم دیتا ہے۔ بری بات سے منع کرتا ہے۔ امور میں جاہل ہو کر داخل نہیں ہوتا۔ حق سے مجبوری کی وجہ سے نہیں نکلتا۔ اگر چپ رہتا ہے تو اس کی خاموشی اسے غم میں نہیں ڈالتی۔ اگر بولتا ہے تو ناجائز بات نہیں کہتا۔ اگر ہنستا ہے تو اس کی آواز بلند نہیں ہوتی۔ جو کچھ اسے مل جاتا ہے۔ اس پر قناعت کرتا ہے۔ اس میں غصہ جمع نہیں ہوتا۔ اس پر خواہش غالب نہیں آتی اس چیز کی لالچ نہیں کرتا۔ جو اس کے بس سے باہر ہے۔ لوگوں میں گھل مل کر رہتا ہے تاکہ اسے معلومات حاصل ہوں۔ خاموش رہتا ہے تاکہ غور کر سکے، سوال کرتا ہے تاکہ سمجھ لے۔ بحث کرتا ہے تاکہ باخبر ہو جائے، نیکی کر کے دوستوں سے تعریف نہیں سنتا تاکہ اس کے ذریعہ فخر کرے......

اس کا نفس اس سے تکلیف میں ہے۔ لوگ اس سے آرام میں ہیں اپنی آخرت کی وجہ سے اپنے نفس کو مصیبت میں ڈالے رکھتا ہے۔ اپنی ذات سے لوگوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ اگر اس پر کوئی ستم کرے تو صبر کرتا ہے۔ تاکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کا مددگار بنے۔ جو شخص اس سے دور رہتا ہے تو یہ دوری اس کی دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے ہوتی ہے آشناؤں سے اس کی نزدیکی خوش خوئی اور مہربانی کی وجہ سے ہوتی ہے اس کی دوری تکبر اور بزرگی کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ اس کی نزدیکی فریب اور دغا کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ جو اس سے پہلے اہل خیر گزرے ہیں ان کی پیروی کرتا ہے۔ جو اس کے بعد نیک لوگ آئیں گے، ان کا امام ہوتا ہے . . . . .

سلیمؓ کا بیان ہے کہ ——— جب بات یہاں تک پہنچی تو ہمامؓ نے ایک چیخ ماری اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ——— خدا کی قسم مجھے اس بات کا ڈر تھا۔ پھر ارشاد فرمایا:- ———

ھکذا تصنع المواعظ البالغہ (حد سے بڑھی ہوئی نصیحت اپنے اہل کیساتھ یہی تاثیر کرتی ہے۔

سائل نے کہا ——— اے امیر المومنینؑ آپ نے کیا کر دیا؟

حضرتؑ نے فرمایا ——— ہر ایک چیز کے لئے مدت مقرر ہوئی ہے۔ وہ اس سے تجاوز نہیں کرتی۔ خبردار پھر ایسا نہ کہنا تمہاری زبان سے شیطان بول رہا ہے"۔

ہمام نے اپنے سر کو اٹھایا پھر بے ہوش ہو گئے۔ اور بے ہوشی کے عالم میں

دُنیا سے رخصت ہو گئے ، خداوندِ عالم آپ پر رحمت نازل کرے۔

منافق کہاں جائیں گے؟

ابانؒ بن ابی عیاش ، سلیمؒ بن قیس سے روایت کرتے ہیں اور وہ سلمانؓ ابوذرؓ اور مقدادؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ منافقین کی ایک جماعت جمع ہوئی وہ کہنے لگے کہ :-

" محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چاہیے کہ ہمیں جنت کے متعلق آگاہ کریں۔ اور جنت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے دوستوں اور خدمت گزاروں کے لئے جو نعمتیں مہیا کی ہیں۔ ہمیں ان سے مطلع کریں۔ دوزخ کے متعلق اللہ تعالےٰ نے جو عذاب اپنے دشمنوں اور نافرمان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ خبردار کرنا چاہیئے اگر ہمیں ہمارے اور ہم آباؤ اجداد کے ٹھکانوں سے متعلق مطلع کردیں۔ آیا ہم جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں۔ وہ چیز جو جلد یا بدیر مرتب ہونے والی ہے۔ ہم اسے معلوم کر سکتے "

منافقین کی یہ بات چیت رسولؐ اللہ کو بھی معلوم ہو گئی۔ رسولؐ اللہ نے بلالؓ کو حکم دیا۔ اس نے صلوٰۃ کی منادی کردی۔ لوگ جمع ہو گئے مسجد میں لوگوں کی بھیڑ لگ گئی۔ مسجد میں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ رسولؐ اللہ اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ کی کہنیاں اور گھٹنے غصہ کی وجہ سے برہنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر تشریف لے جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا :-

" اے لوگو ! میں تمہاری مانند بشر ہوں۔

میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے۔ اپنی رسالت کیساتھ مجھے مختص کیا ہے۔ مجھے نبوت کے لئے چن لیا ہے۔ مجھے تمام اولادِ آدم پر فضیلت دی ہے۔ غیب کی باتوں سے جو کچھ مناسب سمجھا مجھے مطلع کر دیا ہے۔ تم جو کچھ چاہو، مجھ سے پوچھو، مجھے اُس ذات کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جو شخص اپنے باپ اور ماں اور خود اپنے ٹھکانے کے متعلق دریافت کرے گا۔ آیا وہ بہشت میں ہو گا یا دوزخ میں تو میں اس کو بتا دوں گا۔ یہ جبرائیل ہیں جو میری دائیں طرف موجود ہیں۔ مجھ سے تم جو کچھ چاہو پوچھ لو وہ جبرائیل میرے رب کی جانب سے آگاہ کریں گے۔"

ایک مومن کھڑا ہو گیا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا تھا۔ عرض کرنے لگا ——— اے اللہ کے نبیؐ میں کون ہوں؟

رسولؐ اللہ نے فرمایا ——— تم عبداللہ بن جعفر ہو۔

رسولؐ اللہ نے اس کو اس کے باپ کی طرف منسوب کیا۔ وہ شخص بیٹھ گیا۔ اس کی دونوں آنکھیں ٹھنڈی تھیں۔

پھر ایک بیمار دل منافق کھڑا ہو گیا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے بغض رکھتا تھا۔ عرض کرنے لگا ——— اے اللہ کے رسولؐ میں کون ہوں؟

رسولؐ اللہ نے فرمایا تم فلاں ہو اور فلاں کے بیٹے ہو۔ جو بنی عصمہ کا چرواہا تھا۔ جو بنی ثقیف کا بدترین قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ کو رسوا کیا تھا۔"

وہ شخص بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا کیا۔ اس سے قبل لوگ اس کو قریش سردار اور رئیس خیال کرتے تھے۔

ایک تیسرا مریض القلب منافق کھڑا ہو گیا۔ عرض کرنے لگا

"اے اللہ کے رسولؐ میں جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ــــ "تم دوزخ میں جاؤ گے"

یہ شخص شرم سار ہو کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا کیا۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے:ــــ

"ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اے اللہ کے رسولؐ آپ کے نبیؐ ہونے پر راضی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ کے رسولؐ ہمیں معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے گا۔ آپ پردہ پوشی فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی کرے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ــــ اے عمر اس بات کے علاوہ کوئی اور بات کرو۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا سوال کرو" ــــ حضرت عمر نے عرض کی:ــــ

"اے اللہ کے رسولؐ اپنی امت کو معاف فرمادیں"

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہو گئے۔ عرض کی اے اللہ کے رسولؐ مجھے منسوب کیجئے میں کون ہوں۔ تاکہ ان لوگوں کو آپ سے میری قرابت معلوم ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ــــ "اے علیؑ تم اور میں نور کے دو ستونوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جو عرش کے تحت معلق تھے۔ آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے وہ دونوں اپنے رب کی تقدیس بیان کرتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ستونوں سے

دو بیضاوی شکل کے نطفے پیدا کئے، پھر ان دونوں نطفوں کو اصلاب کریمہ میں منتقل کر کے ارحام زکیہ اور طاہرہ کی طرف منتقل کیا۔ نطفہ کے ایک حصہ کو صلب عبداللہ میں جگہ دی، دوسرے نطفے کو صلب ابوطالبؓ میں قرار دیا۔ ایک حصہ میں ہوں، دوسرا حصہ تم ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کا مقصد یہی ہے۔ ھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً و صھراً وکان ربک قدیراً۔ اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تمہارا گوشت، میرے گوشت سے بنا ہے۔ تمہارا خون میرے خون سے بنا ہے تم میرے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سبب ہو۔ جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا۔ اس نے اس سبب کو توڑ دیا جو اس شخص اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے۔ وہ شخص دوزخ کے نچلے حصہ میں جائے گا۔ اے علیؑ! اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی، مگر میرے ذریعہ پھر تمہارے ذریعہ۔ جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کیا۔ اے علیؑ! تم میرے بعد اللہ تعالیٰ کا زمین میں بڑا جھنڈا ہو۔ تم قیامت میں رکن اکبر ہو۔ جس شخص نے تمہارا سایہ حاصل کیا وہ کامیاب ہوا۔ (قیامت کے دن) مخلوق کا حساب لینے والے تم ہو گے، لوگ تمہاری طرف آئیں گے۔ والمیزان میزانک میزان وہی ہو گا۔ جو تمہارا میزان ہو گا۔ والصراط صراطک صراط وہی ہو گا۔ جو تمہارا صراط ہو گا۔ والموقف موقفک موقف وہی ہو گا۔ جو تمہارا موقف ہو گا والحساب حسابک حساب وہی ہو گا۔ جو تمہارا حساب ہو گا۔ جس نے تمہاری مخالفت کی وہ ٹھوکر کھا کر ہلاک ہو گیا۔ جس نے تمہاری طرف رجوع کیا وہ نجات پا گیا۔ اے میرے اللہ

(ان لوگوں پر) گواہ رہنا۔ اے میرے اللہ گواہ رہنا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔

جنّت کے سردار

ابانؓ سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قریش اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اہل بیتؑ کے ایک آدمی کو دیکھ کر اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ ——

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مثال اپنے اہل بیتؑ میں ایسی ہے جیسے کھجور کا درخت کوڑا کرکٹ پہ پیدا ہو گیا ہو۔"

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی آپ غضبناک ہو کر باہر تشریف لائے منبر پر جلوہ افروز ہوئے لوگ جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ ——

اے لوگو! میں کون ہوں؟

انہوں نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا —— میں اللہ تعالیٰ کا رسولؐ ہوں۔ میں محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہوں (رسولؐ اللہ نے اپنا سلسلہ نسب نزار تک گنا اور ارشاد فرمایا) خبردار۔ میں اور میرے اہل بیتؑ نورؐ تھے، حضرت آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رواں دواں تھے۔ اس نورؐ نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی اس کی تسبیح کو سن کر فرشتوں نے تسبیح بیان کی۔ جب اللہ تعالیٰ نے

آدمؑ کو پیدا کیا۔ تو اس نورؐ کو آدمؑ کی صلب میں ڈال کر زمین کی طرف اتارا پھر اس نورؐ کو حضرت نوحؑ کی صلب میں ڈال کر کشتی میں سوار کیا۔ پھر صلب ابراہیمؑ میں ڈال کر آگ میں پھینکا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لگاتار مکارم اصلاب میں تبدیل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ہمیں آباؤ اجداد اور امہات کے لحاظ سے افضل ترین کان سے نکالا۔ مکرم ترین درخت سے پیدائش کے لحاظ سے پیدا کیا۔ ان میں کوئی بھی کفر کی حالت پر پیدا نہیں ہوا۔ ہم اولادِ عبدالمطلبؓ جنت والوں کے سردار ہیں (جن میں) میں علیؑ، جعفرؓ، حمزہؓ، حسنؑ، حسینؑ، فاطمہؑ اور مہدیؑ ہیں۔ خبردار! اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نگاہ دوڑائی۔ ان میں سے دو آدمیوں کو منتخب کیا ایک میں ہوں۔ مجھے رسولؐ اور نبیؐ بنا کر مبعوث کیا دوسرے علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ مجھے وحی کی کہ میں انہیں اپنا بھائی، خلیل اور وزیر، وصی اور خلیفہ بناؤں، خبردار وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں، جس نے اس کو دوست رکھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا جس نے اس کو دشمن جانا، اس نے اللہ تعالیٰ کو دشمن جانا، اس کو مومن کے سوا کوئی دوست نہیں رکھے گا۔ کافر کے سوا اس سے کوئی بغض نہیں رکھے گا۔ وہ میرے بعد زمین کی جائے پناہ اور سکون کا باعث ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا متقی کلمہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں، تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نورؐ کو پھونکوں سے بجھا دو، اللہ تعالیٰ اپنے نورؐ کو مکمل کر کے ہی رہے گا۔ اگرچہ کافر چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ خبردار اللہ تعالیٰ نے دوسری بار نگاہ دوڑائی۔ میرے بعد میرے بارہ اوصیاؑ اور میرے اہل بیتؑ کو منتخب کیا۔ میری امت میں انہیں یکے بعد دیگرے

بہترین بنایا۔ ان کی مثال (زمین میں) ایسی ہے۔ جیسی آسمان میں ستاروں کی، جب ایک ستارہ غروب کرتا ہے۔ اس کی جگہ دوسرا ستارہ نکلتا ہے۔ وہ ہدایت کرنے والے ہدایت یافتہ امام ہیں انہیں فریب کرنے والے کا فریب اور چھوڑنے والے کا چھوڑنا کوئی نقصان نہ دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر حجج اللہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالےٰ کے گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے خازن ہیں، اللہ تعالےٰ کی وحی کے ترجمان، اللہ تعالیٰ کی حکمت کے معاون ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ وہ قرآن کے ساتھ ہیں قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ قرآن کو نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے۔ موجود آدمی کو چاہیئے کہ میرا پیغام غائب تک پہنچا دے۔ اے میرے اللہ! (ان لوگوں پر) گواہ رہنا۔ (رسول اللہ نے) تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

فرشتے علیؑ کی اطاعت کرتے ہیں

ابانؓ بن ابی عیاش، سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں عرض کی کہ خدا آپ پر رحم کرے، مجھے وہ عجیب چیز سنایئے جو آپ نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہوئے سنی ہو۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ میں نے رسولؐ اللہ

کو فرماتے ہوئے سنا کہ :- ———

"عرش کے گرد ستر فرشتے ہیں۔ (ایک نسخہ میں ہے کہ ستر ہزار فرشتے ہیں) جو نہ تسبیح کرتے ہیں اور نہ کوئی عبادت کرتے ہیں۔ وہ صرف علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ کے دشمنوں سے بیزاری کرتے ہیں اور آپ کے شیعوں کے حق میں دعائے استغفار کرتے ہیں۔"

میں نے عرض کی ——— خدا آپ پر رحم کرے۔ اس کے علاوہ کوئی اور چیز بیان فرمائیے۔

انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ :- ———

"اللہ تعالیٰ ہدایت میں حضرت علیؑ کو ہر امت میں بطور حجت پیش کرتے رہے ہیں۔ اس میں نبی مرسل بھی شامل ہیں۔ ان کو اس بات کا گواہ بنایا تھا۔ ان کے لئے سب سے زیادہ درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علی علیہ السلام کی معرفت ہے۔"

میں نے مزید عرض کی۔ خدا آپ پر رحم کرے اس کے علاوہ کوئی اور چیز بیان فرمائیے۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ :- ———

"اگر میں اور علیؑ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی نہ جانتا۔ اگر میں اور علیؑ نہ ہوتے تو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتا۔ اگر میں اور علیؑ نہ ہوتے تو نہ عذاب ہوتا اور نہ ثواب۔ علیؑ کو اللہ تعالیٰ سے کوئی پردہ نہیں۔

ہے ۔ اللہ تعالیٰ کو علیؑ سے کوئی پردہ نہیں ہے ۔ علیؑ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان پردہ اور حجاب ہیں ۔"

سلیمؓ بن قیس کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت مقدادؓ کی خدمت میں عرض کی ۔ خدا آپ پر رحم کرے ۔ مجھ سے وہ حدیث بیان فرمائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں سُنی ہو ۔؟

حضرت مقدادؓ نے کہا میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا :-

" قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میری نبوت کی وجہ سے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی خلقت کو جائز قرار دیا ۔ اس میں اپنی رُوح کو ڈالا ' اس کی توبہ کو قبول کیا اور اس کو پھر جنت میں لے جائے گا ۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میری نبوت کی وجہ سے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت دکھائے اور اس کو اپنا دوست بنایا ۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ۔ اللہ تعالےٰ حضرت موسیٰؑ سے بات نہ کرتے اور نہ ہی حضرت عیسیٰؑ کو تمام کائنات کے لئے معجزہ قرار دیتے ۔ مگر میری نبوت اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کی وجہ سے ایسا کیا ۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی نبی ہرگز نبی نہیں بن سکتا تھا ۔ مگر میری معرفت کی وجہ سے اور

ہماری ولایت کے اقرار کی وجہ سے۔ کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کی توجہ کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار نہ کرے، اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کا اقرار نہ کرے"

سلیمؓ کا بیان ہے کہ پھر حضرت مقدادؓ خاموش ہو گئے، میں نے عرض کی خدا آپ پر رحم کرے اس کے علاوہ کوئی اور چیز بیان فرمائیے۔

مقدادؓ نے فرمایا —— میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ——

"علیؑ اس امت کے ذیان (جزا و سزا دینے والے ہیں) علیؑ اس بات کے گواہ ہیں۔ علیؑ لوگوں کا حساب لینے والے ہیں۔ علیؑ سنان اعظم طریق حق، روشن رات، اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہیں۔ میرے بعد لوگ علیؑ کی وجہ سے گمراہی سے ہدایت پائیں گے۔ علیؑ کی وجہ سے اندھے ان سے بینائی حاصل کریں گے۔ علیؑ کی وجہ سے نجات پانے والے نجات پائیں گے۔ خوف سے امن پائیں گے۔ علیؑ کی وجہ سے گناہ محو کیے جائیں گے۔ ظلم دور کیا جائے گا رحمت نازل ہو گی۔ علیؑ اللہ تعالیٰ کی دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان ہیں۔ علیؑ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی بولنے والی زبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں۔ زمین اور آسمان میں اللہ تعالیٰ کی وجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ظاہری دائیں پہلو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قوی اور مضبوط رسی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محکم فصیل ہیں۔ جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں، علیؑ اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہیں جہاں سے عطا کیا جاتا ہے۔ علیؑ اللہ تعالیٰ کا وہ دروازہ ہیں جو اس میں داخل ہوتا ہے۔ وہ امن میں آ جاتا ہے۔ علیؑ پل صراط پر اللہ تعالےٰ

کا جھنڈا ہیں۔ قیامت کے روز جس نے اس کو پہچان لیا۔ وہ نجات پاگیا۔ جس نے اس کو نہ پہچانا گر کر جہنم واصل ہوا۔"

ابانؓ، سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان فارسیؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ——

"علیؑ ایک دروازہ ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے کھول رکھا ہے جو اس میں داخل ہوگیا وہ امن میں آگیا۔ جو اس سے نکل گیا۔ وہ کافر ہوگیا.......

صلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین الطاہرین
المعصومین الی یوم الدین

۸ اپریل ۱۹۸۵ء

ملک محمد شریف
۸۵۔ شمس آباد کالونی۔ ملتان
پاکستان